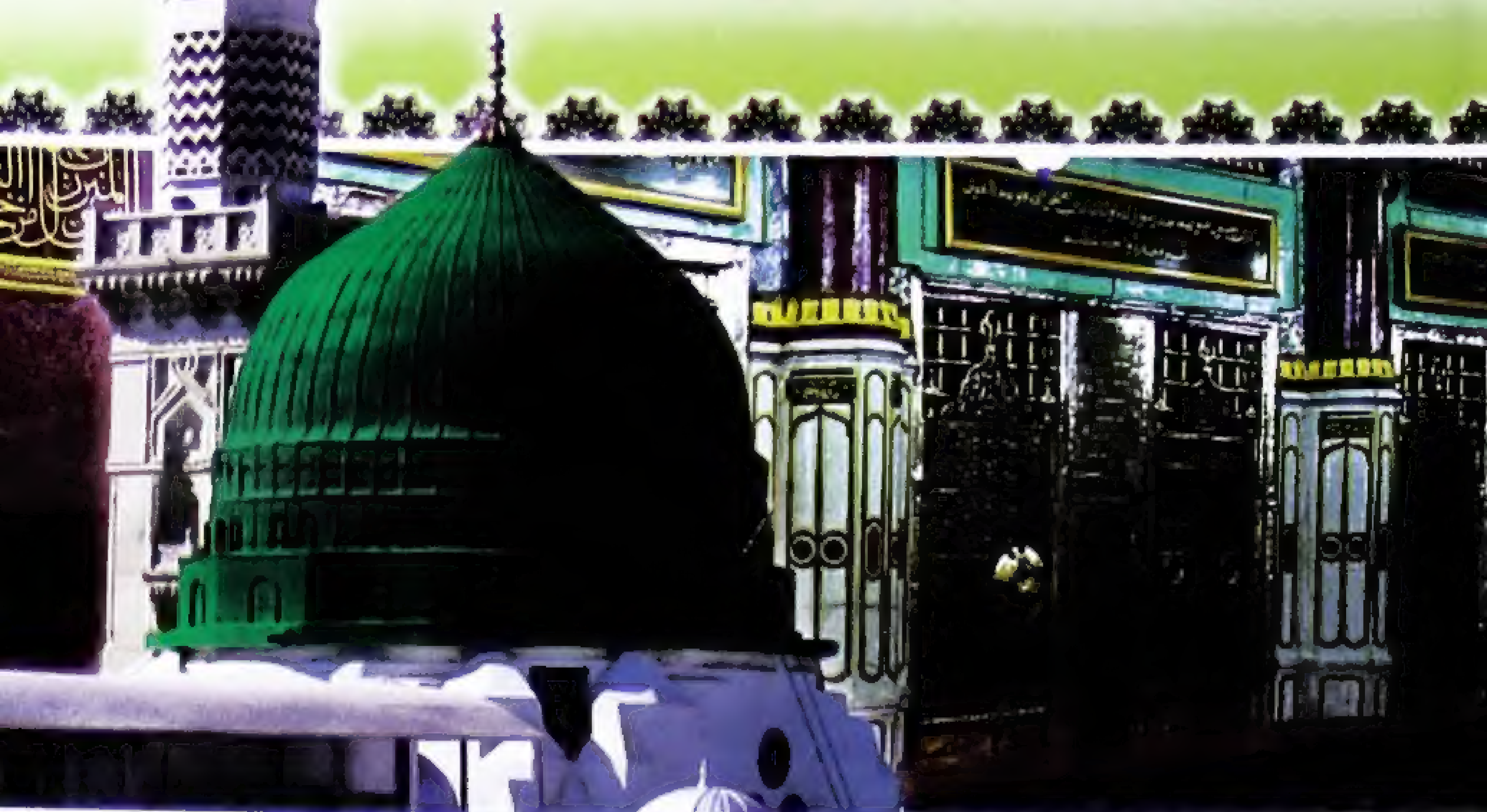
آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیمِ اوّل سینائے ما

شانِ

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ



اثر

ترجمان اہلسنت علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیمِ اوّل سینائے ما

شانِ
حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از
ترجمان اہلسنت علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب ......شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مصنف......ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

بااہتمام......

کمپوزنگ......ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

03466049748

تعداد......1100 سن اشاعت......2014ء

صفحات......

ھدیہ...... 350/-

ملنے کے پتے

فہرست

اصدق الصادقین سید المتقین

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

انتساب

تاجدارِ ولایت، غضنفرِ شجاعت، پنجۂ پنجتن، شاہ خیبر شکن
رازدارِ ھل اتی، مرادِ قل کفی، امام المتقین، امیر المؤمنین
شیرِ خدا، بابِ علمِ مصطفیٰ، حیدرِ کرار، لافرار

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے مبارک نام!

جنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اے ابوبکر! آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، چال ڈھال میں اور رحمت و فضل میں۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۳۰ باب غزوۃ الحدیبیہ)

اور مزید فرمایا: جو مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہے گا میں اس کو حد لگانے والے کی سزا (۸۰ کوڑے) لگاؤں گا۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۸۹)

گر قبول افتد زہے عزو شرف

نیاز مند

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

03007422469

فرمان الٰہی

ثانی اثنین اذھما فی الغار

اذ یقول لصاحبہ لاتحزن

ان اللہ معنا

فانزل اللہ سکینتہٗ علیہ۔

(التوبۃ: ۴۰)

دو میں سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے

جب وہ اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا

بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے

تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اُتارا۔

تصدیق نبوی

"حبیب بن ابی حبیب قال: شھدت رسول اللہ ﷺ "قال لحسان بن ثابت:
قلتَ فی ابی بکر شیئًا ؟ قال: نعم، قال:"قل حتی اسمع" قال:قلت:

وثَانِیَ اثْنَیْنِ فی الغَارِ الْمُنِیفِ وقَدْ
طَافَ العَدُوُّ بِہ اذ صَاعَدَ الجَبَلا
وکَانَ حِبَّ رسولِ اللّٰہ قد عَلِمُوْا
مِنَ الخلائِقِ لم یَعْدِلْ بِہ بدلًا

فتبسَّمَ رسولُ اللہ ﷺ.

(المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۲۸۰، ۲۹۳ کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم)

حضرت حبیب بن ابو حبیب بیان کرتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے، انہوں نے عرض کیا: ہاں (یارسول اللہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ کلام پڑھو تا کہ میں بھی سنوں، حضرت حسان نے عرض کیا میں نے کہا ہے:

وہ غار میں دوسرے تھے، جب وہ آپ ﷺ کو لے کر پہاڑ (ثور) پر چڑھے، تو دشمن نے ان کے اردگرد چکر لگائے،

اور سب کو معلوم ہے کہ وہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں، اور آپ ﷺ کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

﴿قال سیدنا حسان بن ثابت رضی الله عنه﴾

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة

فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا

خیر البریة اتقاها واعدلها

بعد النبی واوفاها بما حملا

الثانی التالی المحمود مشهده

واول الناس منهم صدق الرسلا

لمستدرک علی الصحیحین ج۳ص۲۸۱ کتاب معرفة الصحابة ابوبکر بن

ی قحافة رضی الله عنه)

ترجمہ: حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب تم کسی معتبر بھائی کا غم واندوہ سے ذکر کرو

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں کی وجہ سے انہیں ضرور یاد کرو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ تمام مخلوق سے بہتر، اللہ عزوجل سے زیادہ ڈرنے والے،

عدل کرنے والے، اور اپنے فرائض کو پوری طرح انجام دینے والے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ (غار میں) دوسرے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار،

محفل میں ان کی موجودگی پسندیدہ ہے،

وہ لوگوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب رسولوں کی تصدیق کی۔

بارگاہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا

نذرانۂ عقیدت

تریاق در دہان رسول آفرید حق
صدیق راچہ غم بود از زہر جانگزا

اے یارِ غار وسید وصدیق وراہبر
مجموعۂ فضائل وگنجینۂ صفا

مرداں قدم بصحبت یاراں نہادہ اند
لیکن نہ ہمچناں کہ تو در کام اژدہا

یار آں بود کہ مال وتن وجاں فدا کند
تا در سبیل دوست بپایاں برد وفا

بارگاہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا

﴿نذرانۂ عقیدت﴾

خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا
اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا
عزو نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ تعالیٰ فضل ورحمت والا ہے، وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل وکرم اور رحمت ونعمت عطا فرماتا ہے۔

①......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واللہ ذوالفضل العظیم۔(الحدید:۲۱)

ترجمہ:اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

②......مزید فرماتا ہے:

واللہ ذو فضل عظیم ۔(آل عمران:۱۷۴)

ترجمہ:اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

③......اور ارشاد فرمایا:

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشآء۔(آل عمران:۷۳)

ترجمہ:تم فرمادو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

④......مزید فرمایا:

ولکن اللہ ذوفضل علی العالمین۔(البقرۃ:۲۵۱)

ترجمہ:مگر اللہ سارے جہاں پر فضل والا ہے۔

⑤......مزید ارشاد فرمایا:

ان اللہ لذو فضل علی الناس......الآیۃ۔ (البقرۃ ۲۴۳)

ترجمہ: بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔

⑥......اور فرمایا:

واللہ ذو فضل علی المؤمنین۔ (آل عمران:۱۵۲)

ترجمہ: اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

⑦......اللہ تعالیٰ جل وعلا نے فضل وکرم اور فضیلت وشان اپنے رسل عظام کو عطا فرمائی اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو سب سے بلند شان سے نوازا ہے۔ آیت قرآنی ہے:

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات......الآیۃ۔ (البقرۃ:۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

⑧......اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وکلا فضلنا علی العالمین۔ (الانعام:۸۶)

ترجمہ: اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔

⑨......ہر صاحب فضیلت کو خالق ارض وسماہی نے فضل وکمال اور فضیلت وشان سے ممتاز فرمایا ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے:

ویؤت کل ذی فضل فضلہ۔ (ھود:۳)

ترجمہ: اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا۔

⑩...... جبکہ ہمارے آقا و مولیٰ، امام الانبیاء، احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''فضل عظیم'' عطا فرمایا ہے، ارشاد مبارک ہے:

وعلمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما۔

(النساء:۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

⑪...... مزید فرمایا:

إن فضله كان عليك كبيرا۔ (الاسراء:۸۷)

ترجمہ: بے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے۔

⑫...... بلکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے ''فضل کبیر'' کی بشارتیں آپ کی زبان مقدس سے ہی دی گئی ہیں:

وبشر المؤمنين بأن لهم من الله فضلا كبيرا۔ (الاحزاب:۴۷)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

⑬...... قرآن مجید میں اس بات کو بھی دوٹوک بتا دیا گیا ہے کہ ''فضل'' اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں، اس سلسلہ میں قرآنی جملے ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما نقموا الا ان اغناهم الله ورسوله من فضله ۔ (التوبۃ:۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

⑭...... اور اہل ایمان کو یہی نظریہ اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے:

وقالوا حسبنا الله سیؤتینا الله من فضله ورسوله۔(التوبۃ:۵۹)

ترجمہ: اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضل ورحمت:

سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت میں فضیلت وشان میں سب سے بلند وبالا ہیں، امت کا کوئی دوسرا فرد ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔انعم الله علیهم من النبیین والصدیق والشهدآء والصالحین۔ الآیۃ۔(النسآء:۶۹)

ترجمہ: اللہ نے فضل کیا انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ پر۔

صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے کامل ترین درجے اس امت میں اعلیٰ واکمل طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئے ہیں۔فرمان نبوی ملاحظہ فرمائیں!

۞...... سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله اختار اصحابی علی العالمین سوی النبیین والمرسلین...... الحدیث۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۲۹ ص ۱۸۴، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۸، ۱۶، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے علاوہ سب لوگوں پر میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

۞...... حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا فبعثہ الی خلقہ فبعثہ برسالتہ وانتخبہ بعلمہ ثم نظر فی قلوب الناس بعدہ فاختار اللہ لہ اصحابا فجعلھم انصار دینہ ووزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۷۵، نصب الرایہ ج ۴ ص ۱۳۳، المقاصد الحسنہ ص ۳۶۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں (بندوں) کے دلوں کو دیکھا تو ان میں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا، پھر انہیں اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا، انہیں رسالت کے ساتھ بھیجا اور اپنے علم کے لیے منتخب فرمایا، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا، تو ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اصحاب کو چنا، پھر انہیں آپ کے دین کے مددگار اور آپ کے وزراء بنا دیا۔

۞...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی فضیلت و بزرگی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ...... الحدیث۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

ترجمہ: میرے صحابہ کی تکریم بجالاؤ کیونکہ وہ تم سب سے بہتر (افضل) ہیں۔

۞...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

خیر کم قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الذین یلونھم

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۲، ج ۲ ص ۹۹۵، ۹۹۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۱۷۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۳، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۲۷، سنن ابن ماجہ ص ۱۷۱، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۲)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر (میرے زمانہ کے لوگ) ہیں پھر وہ جو ان کے

بعد ہیں، پھر وہ جوان کے بعد ہیں، پھر وہ جوان کے بعد ہیں۔

۞......مزید ارشاد فرمایا:

خیر القرون قرنی ......الحدیث۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۴۳۴، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر)

ترجمہ: تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ (کے لوگ) ہیں۔

ان روایات سے واضح ہوگیا ہے کہ انبیاء کرام اور مرسلین عظام کے بعد انسانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افضل واعلیٰ کا شرف ملا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انفرادی شان:

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین شان وفضیلت، عزت وعظمت اور مقام ورفعت کے حامل ہیں، لیکن ان میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انفرادی شان اور منفرد مقام کے مالک ہیں، آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل واعلیٰ اور بلندوبالا ہیں اور آپ ہی کو "افضل البشر بعد الانبیاء" ہونے کا منفرد اعزاز حاصل ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے سب سے پہلے مستحق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "فضل والا" کہہ کر یاد فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا یأتل اولوالفضل منکم والسعۃ ان یوتو اولی القربی ......الآیۃ۔

(النور:۲۲)

ترجمہ: یعنی تم میں جو فضیلت والے لوگ ہیں وہ قریبیوں پر خرچ کرنے کی قسم نہ اٹھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ظاہر ہے کہ یہ آیت صدیق اکبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو! صحیح بخاری کتاب التفسیر۔

گویا قرآن مجید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "فضل والا" قرار دے کر امت کے باقی افراد سے ممتاز کر رہا ہے۔

احادیث نبویہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی انفرادی شان کو متعدد مقامات پر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ چند ایک مقامات ملاحظہ فرمائیں:

(۱)...... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أفضل هذه الامة بعدی أبوبکر۔

(ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۹۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں میرے بعد ابوبکر افضل ہے۔

(۲)...... رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما ابوبکر منا اهل البیت۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۳۹)

ترجمہ: ابوبکر تو ہم اہلبیت سے ہے۔

(۳)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر خیر الناس الا ان یکون نبیا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۱۲، الصواعق المحرقہ ص ۹۶)

ترجمہ: ابوبکر سوائے نبی کے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔

(۴)......ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

اتمشی قدام رجل لم تطلع الشمس علی احد منکم افضل منه ۔

(ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۰۷، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴)

ترجمہ: یعنی تم ایسے مرد سے آگے چلتے ہو جس سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

(۵)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لووزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح ۔

(تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۲۶)

ترجمہ: اگر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے ایمان کا زمین پر رہنے والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان بڑھ جائے گا۔

(۶)......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أبوبكر منی وأنا منه وابوبكر أخی فی الدنیا والآخرة۔

(الفردوس بماثور الخطاب برقم: ۱۷۸۰ ج ۱ ص ۴۳۷، کنز العمال ج ۱۱، الصواعق المحرقہ ص ۹۶، الروض الانیق للسیوطی حدیث نمبر ۱۳)

ترجمہ: ابو بکر مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور ابو بکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(۷)......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک پیالہ دیا گیا

ہے۔ جو دودھ سے بھرا ہوا تھا، میں نے اس پیالے سے پیا، حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ دودھ میری کھال اور گوشت کے درمیان رگوں میں جاری ہو گیا، میں نے اس پیالے میں دودھ بچا دیا اور وہ دودھ ابوبکر کو دیا، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ علم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا، حتیٰ کہ جب آپ اس سے سیر ہو گئے تو آپ نے اپنا بچا ہوا علم ابوبکر کو دیا، آپ نے فرمایا: تم نے اس کی صحیح تعبیر کی ہے۔

(صحیح ابن حبان برقم: ۶۹۸۰)

⑧...... بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اتنا ممتاز اور منفرد تھا کہ جب محفل ومجلس جم جاتی تو حلقہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے نشست خالی ہوتی، کوئی وہاں بیٹھنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے تو اس جگہ بیٹھ جاتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ انور ان کی طرف فرما لیتے اور اپنی گفتگو سے مشرف فرماتے اور دیگر حاضرین سماعت کرتے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳۰)

⑨...... حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶، المستدرک ج ۳ ص ۲۸۲، صحیح ابن حبان برقم: ۶۸۶۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوبکر ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے ہیں۔

⑩...... حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ابوبکر صدیق کا مقام، بارگاہ رسالت میں ایک وزیر کی طرح تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تمام امور میں مشورہ فرماتے، وہ اسلام میں آپ کے ثانی، غار میں آپ کے ثانی، جنگ بدر کے دن عریش میں آپ کے ثانی، قبر انور میں آپ کے ثانی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹، تاریخ الخلفاء ص ۶۰)

۞......ربیع بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے صحابہ کو دیکھا لیکن کسی نبی علیہ السلام کا کوئی صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا نہیں۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۲۷)

۞......امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”جاننا چاہیئے کہ حضرت صدیق کی حقیقت یعنی اسماء الٰہی جل شانہ میں سے ان کا رب جو ان کا مبداء تعین ہے بغیر کسی امر کے توسط کے حقیقت محمدی کا ظل ہے اس نہج پر ہے کہ جو کچھ اس حقیقت میں موجود ہے وہ تبعیت اور وراثت کے طریق پر اس ظل میں بھی ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ (حضرت صدیق) رضی اللہ عنہ اس امت کے وارثوں میں سے اکمل و افضل قرار پائے جیسا کہ آپ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ماصب اللہ شیئا فی صدری الاوقد صببتہ فی صدر ابی بکر ۔

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا“۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۲۲)

۞...... آپ مزید فرماتے ہیں:

ایک دن کسی شخص نے بیان کیا کہ (راویوں نے) لکھا ہے کہ حضرت امیر کا نام

بہشت کے دروازے پر ثبت کر دیا گیا اس فقیر کے دل میں گزرا کہ حضرات شیخین کے لیے اس مقام پر کیا خصوصیتیں ہوں گی؟ پوری توجہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس امت کا بہشت میں داخلہ ان دونوں آقا بر حضرات کے داخلے کی تجویز اور استصواب پر ہوگا۔ گویا حضرت صدیق بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں اور لوگوں کو داخلے کی تجویز فرماتے ہیں اور حضرت فاروق ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے ہیں اور ایسا مشاہدہ میں آتا ہے، کہ گویا تمام بہشت حضرت صدیق کے نور سے بھری ہوئی ہے۔

اس حقیر کی نظر میں حضرات شیخین تمام صحابہ کے درمیان ایک علیحدہ شان اور یگانہ درجہ رکھتے ہیں گویا کہ کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں ہے، حضرت صدیق حضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گویا ''ھم خانہ'' ہیں، اگر فرق ہے تو صرف بلندی اور پستی کا ہے۔ (یعنی سرورِ عالم ﷺ بالائی منزل میں ہیں اور حضرت صدیق اسی محل کی نچلی منزل میں ہیں) اور حضرت فاروق بھی حضرت صدیق کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں...... اور حضرت صدیق کے متعلق کیا بیان کرے کہ حضرت عمر کی تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی کے برابر ہیں، جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے...... الخ۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ص ۲۵۱)

...... آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

اہل حق کا اجماع اسی پر ہے کہ پیغمبروں صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ سبحانہ علیہم اجمعین کے بعد افضل بشر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کی افضلیت کی وجہ جو کچھ اس فقیر نے سمجھی ہے وہ فضائل ومناقب کی کثرت نہیں ہے بلکہ ایمان کی اسبقیت اور مال کے خرچ کرنے میں پیش پیش رہنا ہے اور دین کی تائید اور ملت متین کی

ترویج میں اپنے نفس کو لگائے رکھنے میں اولیت ہے، کیونکہ سابق اگرچہ دین کے معاملہ میں لاحق کا استاد ہے اور لاحق جو کچھ پاتا ہے وہ سابق کی دولت کے دسترخوان سے پاتا ہے اور ان تینوں صفات کا مجموعہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات میں منحصر ہے جس نے ایمان کی سبقت کے ساتھ ساتھ مال کو خرچ کیا اور اپنے نفس کو دین کے کاموں میں لگایا وہ وہی (حضرت ابوبکر صدیق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ دولت اس امت میں ان کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں ہوئی۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: لیس من الناس احد امن علی فی نفسہ ومالہ من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخۃ فی ھذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر۔

ترجمہ: لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے ابوبکر بن ابوقحافہ سے زیادہ بڑھ کر اپنے نفس اور مال خرچ کرنے میں میری خدمت کی ہو، اگر میں لوگوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت افضل ہے، اس مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے علاوہ جتنی کھڑکیاں ہیں سب کو بند کر دو۔

اور حضرت علیہ وعلیٰ آلہ والصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکون لی صاحبی۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا پس تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان ومال سے مری ہمدردی وغمخواری کی کیا

تم میرے لیے میرے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷)

۞...... آپ مزید فرماتے ہیں:

اس سے زیادہ کیا لکھا جائے اور روشن ترین بدیہی بات کو مزید کیا روشن کیا جائے، کیونکہ حضرت صدیق کی مدح میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے، صرف اک سورۃ اللیل ہی میں تین آیات کریمہ حضرت کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں اور صحیح احادیث تو بے حساب و بے شمار ان کے کمالات وفضائل میں مروی ہیں، بلکہ پہلے انبیاء کی کتابوں میں بھی ان کے بلکہ تمام صحابہ کے شمائل واوصاف کا تذکرہ ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۴)

۞...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

صدیق اکبر کے خصائص سے اس قدر بس کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان گرامی کو تمام شانوں سے الگ کر دیا، اور انہیں خاص اپنی ذات پاک کے لیے چن لیا کہ صحابہ سے ارشاد ہوتا ہے:

٭فهل انتم تارکولی صاحبی؟هل أنتم تارکولی صاحبی؟۔

ترجمہ: کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو، کیوں تم سے ہوسکتا ہے کہ میرے یار کو میرے لیے چھوڑ دو۔

حق جل وعلا نے انہیں ثانی اثنین کا خطاب دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٭ماظنك یاأبابکر باثنین الله ثالثهما۔

ترجمہ: اے ابوبکر! تیرا کیا گمان ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا خدا ہے۔

سبحان اللہ کن دو کے تیسرے؟ ایک رب العالمین جل جلالہ، دوسرے افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ان تین کا چوتھا نظر آتا نہیں کوئی

واللہ کہ صدیق کا ہمتا نہیں کوئی

(مطلع القمرین ص ۴۷ مطبوعہ لاہور)

یہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات کا مضمون بھی ذہن میں لایئے،

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے چن لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خاص اپنی ذات کے لئے چن لیا۔

❁...... حضرت پیر سید مہر علیشاہ گولڑوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

نیابت نبوی کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا جوہر نفس، انبیاء کے جوہر نفس کے قریب ہو۔ (فتاویٰ مہریہ ص ۱۲۵)

واضح ہو گیا کہ خلفائے اربعہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جوہر نفس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر نفس کے سب سے قریب ہے، اس لیے پہلی نیابت و خلافت انہی کے حصے آئی۔

❁...... حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اگر تم غور اور تدبر سے کام لو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حضرت ابوبکر کی فضیلت اور زہد میں تمام صحابہ کرام سے مقدم ہے، آپ کے فضل و کمال اور مرتبے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کافی ہے کہ ابوبکر میرے کان، آنکھ اور روح کے بمنزلہ ہیں۔ (مذہب شیعہ ص ۸۵)

حضرت سیدنا اکبر رضی اللہ عنہ کی شان، فضیلت، عزت، عظمت، بزرگی اور مرتبت

کے متعلق کس کس کی بات نقل کی جائے یہاں تو ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایسا سمندر ہے جس کنارہ ہی نہیں ملتا، بھلا وہ عظیم وجلیل ہستی جسے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک میں فنائیت کلی حاصل ہو، جو بال برابر بھی مخالفت رسول کو برداشت نہ کرے، بلکہ ذہن میں اس کا تصور بھی نہ لائے، جسے رحمت کائنات ﷺ سے مشابہت کاملہ حاصل ہو، اس کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔

❁...... خود سیدنا مولائے کائنات، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کنت اشبھھم برسول اللہ ﷺ ھدیا وسمتا ورحمۃ وفضلا"۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۳۰ باب غزوۃ الحدیبیہ)

ترجمہ: (اے ابوبکر صدیق!) آپ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہیں، چال ڈھال اور رحمت وفضل میں۔

❁...... اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں:

لست تارکا شیئا کان رسول اللہ یعمل بہ۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۵)

ترجمہ: یعنی مجھ سے وہ کام نہیں چھوٹ سکتا، جسے رسول اللہ ﷺ نے انجام دیا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید میں ہمارے آقا ومولیٰ تاجدار مدینہ ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا:

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

❁...... مزید فرمایا گیا:

بالمؤمنین رؤف رحیم۔ (التوبۃ: ۱۲۸)

ترجمہ: مؤمنوں کے لیے مہربان اور نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔

اور ہمارے حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: ارحم امتی بأمتی أبوبکر۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۲ کتاب الفضائل، الصواعق المحرقہ ص ۹۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص 117)

ترجمہ: یعنی میری امت میں ابوبکر میری امت پر سب سے زیادہ رحمت کرنے والے ہیں۔

۞...... اور مزید فرمایا:

أراف أمتی ابوبکر۔ (مسند ابی یعلی ج ۳ ص ۳۱۱، مسند عبد اللہ بن عمر)

ترجمہ: یعنی میری امت میں ابوبکر میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

یاد رہے رأفت کا درجہ رحمت سے زیادہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت پر سب سے زیادہ رحم والے اور مہربان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "رحمۃ للعالمین" کا عکس پوری آب و تاب کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات میں جلوہ فرما ہے۔ اور اس مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یکتا و منفرد ہیں۔

اس کے علاوہ سینکڑوں پہلو ہیں، جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پوری امت بلکہ تمام نبیوں کی امتوں سے بھی ممتاز اور منفرد اور یکتا و تنہا حیثیت سے نمایاں کردیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک امت کے جلیل القدر افراد نے اپنے

اپنے انداز میں مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، تقریباً کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں چھوڑا، لیکن چونکہ اب ضرورت ہے کہ نسل نو کو جدید انداز میں اپنے اکابرین کے فیوض وبرکات سے مستفید کیا جائے، اور اکابرین اسلام کی کاوشوں سے روشناس کرایا جائے۔

پیش نظر کتاب "شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" خلیفہ اول بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت پر مشتمل ہے جو کہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اور اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانی توجہات سے فیض یاب ہوسکیں، اس کاوش کو بارگاہ صدیقی میں ہدیہ نیاز مندی بلکہ کاسۂ گدائی کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، تاکہ آپ کی عنایات خسروانہ سے کچھ حصہ نصیب ہوسکے۔

ہم نے اس کتاب شان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ستاون (۵۷) آیات اور کتب تفسیر سے عبارات نقل کی ہیں اور پھر آپ کی فضیلت پر کثیر روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ افضلیت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو اولاً آیات قرآنی پھر احادیث نبوی اور اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات کے اقوال سپرد قلم کیے گئے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کا مقالہ بنام

"الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ"

(جو کہ "وسیجنبها الاتقی" کی تفسیر پر مشتمل ہے) کا ترجمہ وتخریج بھی

"افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ"

کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں مشہور حدیث "من أمنّ النّاس ...... الحدیث" کا ترجمہ ومفہوم

پر مشتمل راقم الحروف کا ایک مضمون بھی تیار پڑا تھا، اسے بھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے، اور اس کتاب کا آخری باب ''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کتب شیعہ کی روشنی میں'' اہل تحقیق و صاحبان جستجو کے لیے ایک قیمتی خزانہ ہے، جس میں آیات قرآنی کی تفسیر میں اور دیگر موضوعات کے حوالے سے شیعہ حضرات کی تفاسیر، روایات اور اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔

ہماری یہ کاوش جہاں موافقین کیلیئے فرحت قلب و روح کا سامان ہے وہاں مخالفین کے لیے دعوت غور و فکر بھی ہے۔

اس سلسلہ میں حافظ طارق محمود نقشبندی کی معاونت نے بھرپور ساتھ دیا اور برادر معظم مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال خان مدنی قادری زید مجدہٗ، حافظ محمد امتیاز ساقی مجددی، عزیزم پروفیسر محمد الیاس قادری عطاری، عزیزم محمد عمران قادری عطاری پرنسپل رضا پبلک سکول (کالیکی منڈی، حافظ آباد) رانا صغیر احمد نقشبندی، رانا محمد آصف اقبال مجددی اور دیگر مخلصین کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی برکات سے نوازے۔ بھرپور کوشش کے باوجود اغلاط کا رہ جانا ایک فطری امر ہے۔ قارئین نشاندہی فرما کر مشکور ہوں۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

خیر اندیش:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

(0300-7422469)۔(اپریل، 2014)

تعارف

نام ونسب:

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ہے۔

مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں اور اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں بھی مرہ بن کعب تک چھ ہی واسطے ہیں اور مرہ بن کعب پر جا کر آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے جا ملتا ہے۔

آپ کے والد عثمان کی کنیت ابو قحافہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام اُمّ الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب ہے۔

ام الخیر سلمیٰ کی والدہ (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نانی) کا نام دلاف ہے اور یہی امیمہ بنت عبید بن ناقد خذاعی ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دادی (یعنی حضرت سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) کا نام امینہ بنت عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ہے۔ (المعجم الکبیر ج اص ۵۱، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۴ ص ۱۴۴)

صدیق اکبر کا اسمِ گرامی:

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں تین قول ہیں:

پہلا قول: عبداللہ بن عثمان۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

(صحیح ابن حبان ج۹ص۶)

دوسرا قول: عبدالکعبہ۔

جمہور اہل نسب کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا قدیم نام عبدالکعبۃ تھا مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر عبداللہ رکھ دیا۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۳ص۹۱، الریاض النضرۃ ج۱ص۶۷)

۞......ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے عبدالکعبۃ نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا، اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ جب دعا کرتیں تو یوں کہتیں:

یا رب عبد الکعبۃ۔ اے عبدالکعبہ کے رب!

(اسدالغابہ ج۳ص۳۱۵، عمدۃ القاری ج۱۱ص۳۸۴، الریاض النضرۃ ج۱ص۶۷)

تیسرا قول: عتیق۔

اکثر محدثین کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عتیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور یہ نام ان کے والد نے رکھا۔

جبکہ حضرت سیدنا موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ یہ نام آپ کی والدہ نے رکھا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۷۷)

آپ کی کنیت:

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر ہے۔

واضح رہے کہ آپ اپنے نام سے نہیں، بلکہ کنیت سے مشہور ہیں، نیز آپ کی اس کنیت کو اتنی شہرت حاصل ہے کہ عوام الناس اسے آپ کا اصل نام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ آپ کا نام عبداللہ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا تعارف:

آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر قرشی تیمی اور کنیت ابو قحافہ ہے۔

فتح مکہ کے روز داخلِ اسلام ہوئے، اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور ان کے وارث ہوئے، اسلام میں کسی خلیفہ کے بطور والد وارث بننے کا سب سے پہلے انہیں اعزاز حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج ا ص ۲۹۶ تا ۲۹۷)

آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا قبول اسلام:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے قبل شہر کے باہر وادی ذی طویٰ میں ٹھہرے

ہوئے تھے، حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا: اے بیٹی! مجھے جبل ابوقبیس پر لے چلو۔ چھوٹی بچی سے اس لیے کہا کہ اس وقت آپ کی نظر تقریباً زائل ہو چکی تھی، دونوں پہاڑ پر چڑھے تو آپ نے پوچھا، بیٹی، تمہیں کیا نظر آرہا ہے جو قافلہ کے آگے پیچھے آجا رہا ہے، بیٹی یہ لشکر کا سپہ سالار ہے، بچی کہنے لگی، بابا! اب قافلہ منتشر ہو گیا ہے، بولے: بیٹی مجھے جلدی سے گھر لے چلو، بچی آپ کو لے کر گھر کی طرف چل دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے اور مسجد حرام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ھلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون أنا آتیہ فیہ۔

ترجمہ: یعنی ابوبکر! ان کو گھر ہی میں رہنے دیتے ہم خود ان کے پاس جاتے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھو احق ان یمشی الیک من ان تمشی انت الیہ۔

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں نہ کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: **اسلام قبول کرو۔**

اتنا فرمانا تھا کہ وہ بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (مسند امام احمد ج ۱۰ ص ۲۷۴، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۵)

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا تعارف:

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام سلمی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ اور کنیت "ام الخیر" ہے۔

یہ لفظاً اور معنًی دونوں طرح ام الخیر یعنی بھلائی کی اصل ہی ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔

ابتدائے اسلام میں ہی خاتم المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوگئیں تھیں، پھر مدینہ منورہ میں ہی اسلام پر دنیا فانی سے تشریف لے گئیں، آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے پہلے جمادی الثانی سن ۱۳ ہجری میں ہوا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۴، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج ۸ ص ۳۸۶، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۶)

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام:

آغاز اسلام میں جب اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد اڑتیس (۳۸) ہوگئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان و اظہار اسلام کے لئے اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ اسلام دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ مشرکین مکہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوت اسلام دیتے دیکھا تو ان کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مسلمانوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کو بھی نہایت ہی بری طرح تکالیف پہنچائیں کہ آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا، نیز آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے، آپ کی والدہ اور ام جمیل بنت خطاب یہ دونوں آپ کو سہارا دے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ آپ کی خدمت میں آئی ہیں ان کا اپنے والدین کے ساتھ رویہ بہت اچھا ہے، آپ عظیم ہستی ہیں، میں چاہتا ہوں آج یہ یہاں سے محروم نہ جائیں لہٰذا آپ ان کے لئے دعا فرمائیں! اللہ تعالیٰ انہیں دولت ایمان سے سرفراز فرمائے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے انہیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اور انہیں اسلام کی دعوت دی، چنانچہ وہ مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۹، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۶۹ ،الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۶)

ازواج کی تعداد:

آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد چار ہے۔

آپ نے دو نکاح مکہ مکرمہ میں کیے اور دو مدینہ منورہ میں۔

پہلا نکاح: آپ کا پہلا نکاح قریش کے مشہور شخص عبد العزیٰ کی بیٹی حضرت اُم قتیلہ سے ہوا، بعض کے نزدیک اس کا نام اُم قتلہ ہے، یہ قریش کے قبیلہ بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتی تھیں۔

اس سے آپ کے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

دوسرا نکاح: آپ کا دوسرا نکاح حضرت اُم رومان (زینب) بنت عامر بن عویمر سے ہوا، یہ قبیلہ فراش بن غنم بن کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

ان سے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ایک بیٹی ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

فائدہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو عمرہ کے لئے لے کر گئے۔

حضرت سیدہ اُم رومان رضی اللہ عنہا وہ صحابیہ ہیں کہ جب ان کا وصال باکمال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازے میں شریک ہوئے، ان کی قبر میں داخل ہوئے اور ان کے بارے میں فرمایا: جو حور عین میں سے کسی عورت کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔

تیسرا نکاح: آپ کا تیسرا نکاح حضرت حبیبہ بنت خارجہ بن زید سے ہوا۔

ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

چوتھا نکاح: آپ کا چوتھا نکاح حضرت اسماء بنت عمیس سے ہوا،

یہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، جنگ موتہ میں شام کے اندر حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی تو ان سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

جب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا سفر کرتے ہوئے ۲۵ ذوالقعدہ کو

ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچی تو وہاں آپ کے بیٹے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

اس موقعہ پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: غسل کر کے حج کے ارکان ادا کرتی رہو، ہاں کعبے کا طواف نہ کرنا۔

آپ وہ پہلی خاتون ہیں جنہیں اسلام میں یہ شرعی مسئلہ درپیش آیا، یوں قیامت تک یہ مسئلہ آپ کے سبب سے نافذ ہوگیا، آپ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی شہادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ہوا، تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا، اس طرح آپ کے بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پرورش حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمائی۔ (الریاض النضرۃ)

آپ کی اولاد:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔

تین بیٹیاں......

(۱)......اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

(۲)......سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

(۳)......سیدہ ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

اور تین بیٹے......

﴿۱﴾......حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

﴿۲﴾......حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

﴿۳﴾......حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

نسل در نسل فیضان صحابیت:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے کو جو شرف حاصل ہوا وہ کسی اور مسلمان گھرانے کو حاصل نہیں، اور وہ شرف یہ ہے کہ وہ خود بھی صحابی، ان کے والد بھی صحابی، ان کے بیٹے بھی صحابی اور ان کے پوتے بھی صحابی، ان کی بیٹیاں بھی صحابیات، ان کے نواسے بھی صحابی۔

حضرت سیدنا موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم صرف چار ایسے افراد کو جانتے ہیں جو خود بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور شرف صحابیت پایا اور ان کے بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر کے شرف صحابیت حاصل کیا، ان چاروں کے نام یہ ہیں، ابو قحافہ عثمان بن عمر، ابوبکر عبداللہ بن عثمان، عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۵۴)

آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی:

آپ رضی اللہ عنہ کے دو بھائی تھے۔

﴿۱﴾......معتیق بن ابوقحافہ۔

﴿۲﴾......معتق بن ابوقحافہ۔

حضرت سیدنا قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: عبداللہ، اس پر انہوں نے کہا: لوگ تو عتیق کہتے ہیں، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابوقحافہ کے تین بیٹے تھے، آپ نے ان کے نام عتیق، معتق اور معیتق رکھے۔

(المعجم الکبیر برقم: ۶ ج ۱ ص ۵۳، تاریخ الخلفاء ص ۲۸)

آپ رضی اللہ عنہ کی بہنیں:

آپ کی تین سوتیلی بہنیں تھیں۔

۱...... حضرت اُم فروہ بنت ابی قحافہ۔

۲...... حضرت قریبہ بنت ابی قحافہ۔

۳...... حضرت ام عامر بنت ابی قحافہ۔

ان کی والدہ کا نام ھند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قُصی ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا، تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے تصدیق کی اور اپنی جان اور اپنے مال سے میری غم خواری کی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے مؤمن ہیں۔

❀...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امت میں سب سے پہلے تبلیغ اسلام کی اور آپ کی تبلیغ کی برکت سے حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم ایسے اکابر صحابہ نے اسلام قبول فرمایا۔

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت میں اپنی رفاقت کے لئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج میں مسلمانوں کا امیر بنایا۔

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام علالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔

❀...... واقعہ معراج کی جب کافروں نے تکذیب کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

❀...... غزوۂ تبوک میں گھر کا سارا سامان اور مال لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں آپ رضی اللہ عنہ کو "صدیق" فرمایا۔

❀...... قرآن مجید میں نبوت کے بعد جس مرتبہ کا ذکر ہے وہ صدیقیت ہے اور متعدد آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

❀...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صدیق ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

❀...... چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق کا ذکر اور مقام ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں اور یہی پوری امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

وصال کا سبب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ہے اس صدمے سے آپ کا جسم نحیف وکمزور ہوتا گیا، حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

۞...... ایک روایت میں ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابن کلدہ حزیرہ کھا رہے تھے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ہدیۃً کسی نے بھیجا تھا، اس دوران حارث نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کھانے سے ہاتھ اٹھا لیجئے! کیونکہ اس میں زہر ہے جس کا اثر ایک سال کے بعد ہوگا اور میں اور آپ ایک دن وفات پائیں گے۔

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا، مگر بعد میں دونوں بیمار اور نحیف ہوتے گئے حتیٰ کہ ایک سال کے ختم ہونے کے بعد ایک ہی دن دونوں نے وفات پائی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

۞...... حضرت امام شعبی نے فرمایا:

ہم اس دنیا فانی سے کیا توقع رکھیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

وصال باکمال:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ آپ نے بروز پیر جمادی الاخریٰ کی سات تاریخ کو غسل کیا اور اس دن سخت سردی تھی، اس سے آپ کو بخار ہوا اور پندرہ دن تک رہا، ان دنوں آپ نماز کے لیے نہیں باہر نہیں نکل سکتے تھے اور آخر بروز منگل بائیس جمادی الاخریٰ کو ۱۳ ہجری میں تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۱)

آپ کا جنازہ:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار بار تکبیر کہی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر نبوی کے درمیان رکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۵ ملخصاً)

پہلوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین:

حضرت سیدنا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنا کرنا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ رضی اللہ عنہ کی قبر اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھے کے برابر رکھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ ملا دیا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ اور مختلف طرق سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۵)

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات پر شہر کانپ اٹھا:

حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو تمام شہر کانپ اٹھا، ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے یہ اضطراب دیکھ کر کہا یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کے بیٹے وفات پا گئے، آپ نے فرمایا: اف کیسی بڑی مصیبت ہوئی، ان کے بعد کون خلیفہ ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ، آپ نے فرمایا: یعنی آپ کا دوست۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۵،۸۶)

آپ کی مدت خلافت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو سال اور سات ماہ خلافت فرمائی ہے۔

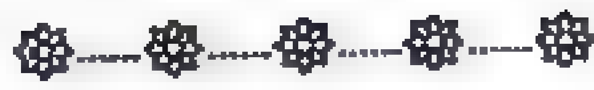
(تاریخ الخلفاء ص ۸۵)

آپ کی مرویات:

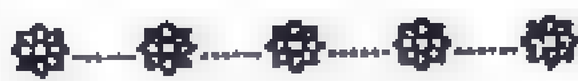
امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک سو بیالیس حدیثیں مروی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۶)



بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق
سروری جس پہ کرے ناز وہ سرور صدیق
ثانی اثنین ہیں ابوبکر خدا میرا گواہ
حق مقدم کرے پھر کیوں ہوں مؤخر صدیق
زیست میں موت میں اور صبر میں ثانی ہی رہی
ثانی اثنین کے اس طرح ہیں مظہر صدیق
والذین معہ کے ہیں یہ فرد کامل
حشر تک پائے نبی پر ہیں دھرے سر صدیق



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قرآن

کی روشنی میں

قرآن مجید، فرقان حمید کی وہ آیاتِ کریمہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف، آپ کی تصدیق وتائید یا آپ کی خلافت ورحلت کے بارے میں نازل ہوئیں، سطورذیل میں انہیں اختصاراً نقل کیا جارہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

آیت......﴿۱﴾ :ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہٗ علیہ۔ (التوبۃ:۴۰)

ترجمہ: صرف دو میں سے دوسرے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا! بیشک اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ عزوجل نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا۔

تفسیر: اس آیت مبارکہ میں ''ثانی اثنین'' اور ''لصاحبہ'' سے مراد بالاتفاق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکت ہے۔

جب کفار مکہ کے شر کی وجہ سے سرکار دوعالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے لئے تشریف لے جانے لگے تو راستے میں تین دن غار ثور میں قیام فرمایا، چونکہ کفار ان کے تعاقب میں تھے، غار کے باہر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار کی موجودگی کو محسوس کیا تو آپ رضی اللہ عنہ پریشان ہوگئے، اس وقت نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ عزوجل ہے''۔ وہاں اللہ عزوجل نے یوں مدد فرمائی کہ کفار اندھے ہو گئے اور آپ دونوں کو نہ دیکھ سکے۔

اور ایک روایت میں یوں بھی ہے:

کافر جیسے ہی غار پہنچے دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دیئے ہوئے ہیں اور مکڑی نے جالا بنایا ہوا ہے۔ اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ دونوں کہیں اور تشریف لے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

تفسیر البیضاوی، ج ۳ ص ۱۴۶، در منثور ج ۴ ص ۱۸۴، ۱۸۳، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۱، تاریخ الخلفاء ص ۳۶، الصواعق المحرقہ ص ۹۲ وغیرہ۔

۞...... علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

اجمع المسلمون علی أن الصاحب المذکور أبوبکر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۸)

ترجمہ: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس آیت میں ''صاحب'' سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

۞...... اور علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے یہ بات لکھ کر مزید لکھا ہے:

ومن ثم من انکر صحبتہٗ کفر اجماعا۔ (الصواعق المحرقہ ص ۹۲)

ترجمہ: اسی وجہ سے اجماع ہے کہ جو آپ (رضی اللہ عنہ) کے صحابی ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہو جائے گا۔

آیت......۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فانزل الله سكينتهٗ عليه ...... الآية۔ (التوبة: ۴۰)

ترجمہ: تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

تفسیر: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"سکینته علیه" میں "علیه" کی "ہ" ضمیر سے مراد بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی سکینہ زائل ہی نہیں ہوا اس موقع پر اس کا نزول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہوا۔

۞......ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے "فانزل الله سكينته عليه" کی تفسیر میں نقل کیا ہے:

على ابى بكر، ان النبى عليه الصلوٰة والسلام لم تزل السكينة عليه۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۸، الصواعق المحرقہ ص ۹۲، درمنثور ج ۴ ص ۱۸۹، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۸۸، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سکینہ کو نازل فرمایا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہی سکینہ کا نزول رہتا ہے۔

۞......امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

جب حضرت ابوبکر نے سوراخ پر اپنی ایڑی رکھ دی تو سانپ ان کی ایڑی میں ڈنگ مارنے لگے، اور حضرت ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: اے ابوبکر غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے دل میں سکون نازل فرمایا۔ (الوفاء ج ۱ ص ۲۳۸)

۞...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی یہی عبارت مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۸ پر نقل کی ہے۔

یعنی غار میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سکینہ کا نزول فرمایا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سکینہ کا نزول ہر وقت رہتا ہے۔

۞...... یہ بات حضرت حبیب بن ابوثابت رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۸۸)

آیت...... ۞ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔الآیۃ (التوبۃ:۴۰)

ترجمہ: جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرما رہے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

تفسیر: سالم بن عبید بیان کرتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، تو حضرت عمر نے کہا: ایسا کون شخص ہے جس کے متعلق یہ تین باتیں ہیں:

اذھما فی الغار (جب وہ دونوں غار میں تھے)

وہ دونوں کون تھے؟

اذ یقول لصاحبہ (جب وہ اپنے صاحب سے کہہ رہے تھے)

وہ صاحب کون ہیں؟

لاتحزن ان اللہ معنا (غم نہ کھاؤ، اللہ ہمارے ساتھ ہے)

یہ دونوں کون ہیں؟

پھر حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا اور سب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنی شروع کر دی۔ اور یہ بہت عمدہ بیعت تھی۔ (السنن الکبری ج ۶ ص ۳۵۵)

گویا اس ایک آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں تین جملے نازل ہوئے ہیں۔

آیت ......۷: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واللیل اذا یغشی، والنھار اذ تجلّٰی، وما خلق الذ کر والانثی، ان سعیکم لشتّٰی۔ (اللیل: ا تا ۴)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب چھائے، اور دن کی جب چمکے، اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے، بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

تفسیر: ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے بدلے خرید کر رضائے الٰہی کے لیے آزاد کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، واللیل اذ یغشی والنھار اذا تجلی وما خلق الذ کر والانثی ان سعیکم لشتی۔

اور "تمہاری کوشش مختلف ہے"، اس سے مراد حضرت ابوبکر کی کوشش اور امیہ وابی کی کوشش ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۹۲، تاریخ الخلفاء ص ۴۸، درمنثور ج ۸ ص ۱۹۰، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۶۹)

آیت ......﴿۵﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی ان علینا للهدی وان لنا للاخرۃ والاولی فانذرتکم نارا تلظی لا یصلھا الا الاشقی الذی کذب وتولی وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی۔

(اللیل: ۵ تا ۲۱)

ترجمہ: تو وہ جس نے دیا، اور پرہیزگاری کی، اور سب سے اچھی بات کو سچ مانا، تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے، اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا، اور سب سے اچھی بات کو جھٹلایا، تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے، اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا، بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے، اور بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں، تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے، نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بدبخت، جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا، اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو، اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

تفسیر: ابن جریر نے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا

ہے کہ حضرت ابوبکر مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرنے والوں کو آزاد کرتے تھے، پس انہوں نے بوڑھی اور دوسری عورتوں کو ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد آزاد کیا، تو ان کے والد نے کہا کہ بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو، اگر تم مضبوط لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوتے، اور تیری حفاظت اور دفاع کرتے؟ آپ نے کہا: اباجان! میں اللہ کے ہاں ثواب کا ارادہ رکھتا ہوں۔

حضرت عامر کہتے ہیں کہ مجھے میرے بعض اہل بیت نے بتایا کہ بلاشبہ یہ آیت آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

فاما من اعطی واتقی آخر سورت تک۔

(تاریخ الخلفاء، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۶۹، درمنثور ج ۸ ص ۴۹۱، ص ۴۹۳، المستدرک ج ۳ ص ۱۲۹، تفسیر سورۃ اللیل، ابن کثیر ج ۶ ص ۴۷۶، فضائل الصحابہ ص ۲۷، ۶۶، ۷۲، ۲۸۹)

ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عروہ سے بیان کیا:

بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سات افراد کو آزاد کیا جنہیں اللہ عزوجل کو ماننے کی وجہ سے سزائیں دی جاتی تھیں، اور یہ آئتیں آپ کے بارے میں نازل ہوئیں:

((وسیجنبها الاتقی)) آخر سورت تک۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، تفسیر ابن ابی حاتم ج ۱۰ ص ۳۴۴، درمنثور ج ۸ ص ۴۹۳، الصواعق المحرقہ ص ۹۲)

❁...... حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

کئی ایک مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں حتیٰ کہ مفسرین نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۴۷۸ آخر سورۃ اللیل)

۞...... علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے ابن جوزی سے بھی مفسرین کے اجماع کا ذکر کیا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۹۱)

۞...... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے بھی مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۸۸)

۞...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ:

''فامامن اعطی واتقی، وصدق بالحسنی، فسنیسرہٗ للیسری''

''تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی، اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے'' سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(در منثور ج ۸ ص ۴۹۱، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۷۰)

۞...... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

''وسیجنبھا الاتقی'' سے مراد حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔

(در منثور ج ۸ ص ۴۹۴)

۞...... اور بزار نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت آخر سورت تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

۞...... حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت صدیق کی مدح میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے، صرف ایک سورۃ اللیل ہی

میں تین آیات کریمہ حضرت کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں۔ (دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۴)

آیت ...... ۹ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذی جآء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون ۔ (الزمر: ۳۳)

ترجمہ: اور جو سچ لے کر آئے اور جس نے اس کی تصدیق کی، وہی متقی ہیں۔

تفسیر: بزار اور ابن عساکر نے حضرت اسید بن صفوان (جو کہ صحابی ہیں) رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

(والذی جآء بالحق) محمد (وصدق به) ابوبکر الصدیق قال ابن عساکر: هکذا الروایة (بالحق) ولعلها قراءة لعلی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، الصواعق المحرقہ ص ۹۲، ۹۳، درمنثور ج ۷ ص ۱۹۷، تاریخ مدینۃ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۶ الاحادیث المختارہ للمقدسی ج ۱ ص ۲۲۹ برقم ۳۹۸، مسند بزار ج ۱ ص ۱۱۷ نمبر ۸۳۴، معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۴ نمبر ۸۴۱، من اسمہ اسید)

اور جو حق لے کر آئے اس سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی اس سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ روایت میں اسی طرح (بالحق) ہی ہے، ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قراءۃ میں "بالصدق" کی جگہ "بالحق" ہو۔

❁...... حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ سے ہی یہ روایت بھی نقل کی ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (والذی جآء بالصدق) محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وصدق بہ) ابوبکر الصدیق۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۴۳۸)

مزید ملاحظہ ہو! اُسد الغابہ ج ا ص ۱۱۰۔

❁...... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت مبارکہ کے تحت نقل کرتے ہیں:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور مفسرین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ اس آیت مبارکہ میں ''سچ لانے والے'' سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ''تصدیق کرنے والے'' سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں''...... ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے حضرت ابوبکر کا مراد ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی تھی اور جو سب سے پہلے تصدیق کرنے والا ہو وہی سب سے افضل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت حضرت ابوبکر کو اس آیت سے مراد لینا زیادہ راجح ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت علی کم سن تھے جیسے گھر میں کوئی بچہ ہوتا ہے اور حضرت علی کے اسلام لانے سے اسلام کو، کوئی زیادہ قوت اور شوکت حاصل نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکر بڑی عمر کے تھے اور معاشرہ میں ان کی عزت اور وجاہت تھی اور جب انہوں نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی تو اس سے اسلام کو بہت زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی، اس وجہ سے اس آیت میں ''وصدق بہ'' سے حضرت ابوبکر صدیق کو مراد لینا زیادہ راجح ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۲۷۹)

❁...... امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سچ لے کر آنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (جامع البیان ج ۲۴ ص ۵)

آیت ...... ﴿۷﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ (ال عمران:۱۵۹)

ترجمہ: تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

تفسیر: حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان باری تعالیٰ (وشاورھم فی الامر) کی تفسیر میں نقل کیا ہے قال: نزلت فی ابی بکر وعمر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، المستدرک ج ۳ ص ۲۸۶)۔

ترجمہ: یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

❁...... علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

درج ذیل حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ان اللہ أمرنی أن استشیر أبابکر وعمر۔ (الصواعق المحرقہ ص ۹۳)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں ابوبکر و عمر سے مشورہ لو۔

❁...... حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے یوں نقل کیا ہے: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول أتانی جبریل فقال لی: یامحمد ان اللہ یامرك أن تستشیر أبابکر۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۲۹)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں: میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے، انہوں نے مجھے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ابوبکر سے مشورہ فرمائیں۔

❁...... علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے درمنثور میں بھی امام حاکم اور علامہ بیہقی کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا وابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ (درمنثور ج ۲ ص ۳۳۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۵۹)

❁...... حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا:

لواجتمعتما فی مشورۃ ماخالفتکما۔

(تفسیر الدرالمنثور ج ۲ ص ۳۳۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۵۹، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۳، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۲۹)

ترجمہ: اگر تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔

نوٹ: یہی بات مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۷ کتاب مسند الشامیین، حدیث عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری برقم ۱۷۵۳۳ پر بھی موجود ہے۔

❁...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دونوں روایتوں کو حافظ ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

آیت ......⑧: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولمن خاف مقام ربه جنّٰتن۔ (الرحمٰن:۴۶)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تفسیر: ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شوذب سے نقل کیا ہے:

(ولمن خاف مقام ربه جنّٰتن) فی أبی بکر رضی اللہ عنه۔

(الصواعق المحرقہ ص ۹۳، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۷۰، درمنثور ج ۷ ص ۶۲۲، تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

❁ ...... علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

اس کے کئی طرق ہیں جنہیں میں نے "اسباب النزول" میں ذکر کیا ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

❁ ...... حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز قیامت کی ہولناکیوں، میزان، جنت و نار، ملائکہ کی صفوں، آسمانوں کے لپیٹے جانے، پہاڑوں کے پھٹنے، سورج کے بے نور ہونے، ستاروں کے بکھرنے کا ذکر اور فکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"کاش! میں کوئی سبزہ ہوتا جسے چوپائے کھا جاتے، کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔" پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر الدر المنثور ج ۷ ص ۶۲۲)

❁ ...... ضحاک نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے،

ایک دن انہوں نے سخت پیاس میں دودھ پیا، جوان کو بہت اچھا لگا، انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دودھ حلال نہیں تھا، تو پھر انہوں نے اس دودھ کی قے کردی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ رہے تھے، آپ نے فرمایا:

اللہ تم پر رحم فرمائے، تمہارے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (النکت والعیون ج۵ص۲۴۷، الجامع الاحکام القرآن ج۲۷ص۱۶۱)

آیت ...... ۹ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فان الله هو مولٰه وجبريل وصالح المؤمنين والملئكة بعد ذلك ظهير۔ (التحریم:۴)

ترجمہ: ''تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں''۔

تفسیر: حضرت ابن مسعود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے جملے ''صالح المؤمنین'' کی تفسیر میں نقل کیا:

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من صالح المؤمنين ابوبكر وعمر رضي الله عنهما۔

ترجمہ: یعنی اس سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں۔

(درمنثور ج۸ص۲۰۸، تاریخ بغداد ج۱ص۴۰۲، الفردوس ج۴ص۲۱۴)

✿...... طبرانی ج۱۰ص۲۰۵، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے فضائل الصحابہ میں بھی اسے نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج۸ص۲۰۸)

✿...... طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے فرمان باری تعالیٰ (وصالح المؤمنين) کے بارے میں نقل کیا ہے:

نزلت فی ابی بکر وعمر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸، ۲۰۹، المعجم الاوسط ج ۱ ص ۲۰۵، الصواعق المحرقہ ص ۹۳)

ترجمہ: یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۞...... حاکم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا: ابوبکر وعمر۔ اس سے مراد ابوبکر وعمر ہیں (رضی اللہ عنہما)

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۵، درمنثور ج ۸ ص ۲۰۹)

۞...... میمون بن مہران نے بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

(تاریخ مدینۃ دمشق ج ۳۰ ص ۲۲۳)

۞...... یہ تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۳ ص ۱۳)

۞...... بلکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأۃ میں یوں ہی تھا (وصالح المؤمنین) ابوبکر وعمر۔ (درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸)

فائدہ: اس کی تفسیر میں بعض روایات میں حضرت ابوبکر وعمر اور علی، بعض میں صرف حضرت عمر اور بعض میں صرف حضرت علی کا ذکر ہے۔ (درمنثور ج ۸ ص ۲۰۸، ۲۰۹)

نوٹ: تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۲/۶ میں بھی مختلف تفاسیر درج ہیں۔

آیت...... ⑩: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیما۔ (الاحزاب: ۴۳)

ترجمہ: "وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں

اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے“۔

تفسیر: عبداللہ بن ابو حمید نے اپنی تفسیر میں حضرت مجاہد (تابعی) سے بیان کیا ہے:

جب (ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی) نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب بھی اللہ تعالیٰ آپ پر کوئی خیر نازل فرماتا ہے تو اس میں ہمیں بھی شریک فرماتا ہے (جبکہ اس آیت میں صرف آپ کا ذکر ہے) تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، (ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ‘......۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، درمنثور ج ۶ ص ۵۴۸، الصواعق المحرقہ ص ۹۳)

...... صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ میں اس آیت کا شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت ’ان اللہ وملئکتہٗ یصلون علی النبی“ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزائن العرفان)

آیت ......﴿۹﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ونزعنا مافی صدورھم من غلّ اخوانا علی سرر متقبلین۔

(الحجر: ۴۷)

ترجمہ: ”اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے، سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں، تختوں پر روبرو بیٹھے ہوئے“۔

تفسیر: ابن عساکر نے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ بلاشبہ یہ آیت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے (ونزعنا مافی صدورھم من غلّ اخوانا علی سرر متقبلین)۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۹، الصواعق المحرقہ ص ۹۳، لباب النزول ص ۱۶۰)

...... حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اس مضمون کو تاریخ مدینہ دمشق جلد ۳۰ صفحہ ۳۳۸ پر نقل کیا ہے۔

...... حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

"یہ آیت مبارکہ عرب کے تین قبیلوں بنو ہاشم، بنو تمیم، بنو عدی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی"۔ (درمنثور ج ۵ ص ۷۶)

...... جناب کثیر النواء علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت ابوجعفر امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فلاں شخص نے مجھے حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ بات بیان کی ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے فرمایا: "اللہ عزوجل کی قسم! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی تو پھر کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ اس میں تو کینے کا ذکر ہے (حالانکہ ان کے دلوں میں تو ایک دوسرے کے لیے کوئی کینہ نہیں ہے؟) فرمایا "اس کینے سے مراد زمانہ جاہلیت والا کینہ ہے جو ان کے قبائل بنو عدی، بنو تمیم، بنو ہاشم میں پایا جاتا تھا، جب یہ تمام

لوگ اسلام لے آئے، (تو کینہ ختم ہوگیا اور آپس میں شیر و شکر ہو گئے)، ان کے مابین اس قدر الفت و محبت پیدا ہوگئی کہ ایک بار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں درد ہوا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے ہاتھ کو گرم کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو کو ٹکور کرنے لگے، تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر الدر المنثور، ج۵ص۷۶، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص ۳۳۸، الریاض النضرہ ج۱ص۵۸)

آیت ......(۷): ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ووصّینا الانسان بوالدیه احسٰنا ؕ حملته امه کرها ووضعته کرها وحمله وفصٰله ثلثون شهرا ؕ حتی اذابلغ اشدّه وبلغ اربعین سنة ۙ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضٰه واصلح لی فی ذریّتی ؕ انی تبت الیك وانی من المسلمین اولٰئك الذین نتقبلّ عنهم احسن ماعملوا ونتجاوز عن سیاٰتهم فی اصحٰب الجنّة ؕ وعد الصدق الذی کانوا یوعدون۔ (الاحقاف:۱۶،۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے، یہاں تک کہ جب اپنی قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا، عرض کی: اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں نیکی رکھ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں

مسلمان ہوں۔ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے، جنت والوں میں، سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا"۔

تفسیر: یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال کم تھی، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال کی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۲۶)

یہ مضمون تفسیر درمنثور ج ۷ ص ۳۸۲، تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۸۹، تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۲۲۷، ابوسعود ج ۴ ص ۲۷۲، تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۳۴، تفسیر مدارک ج ۴ ص ۳۸، تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۳۴، تفسیر صاوی ج ۴ ص ۶۵، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۳۸، وغیرہم میں بھی موجود ہے۔

۞..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی:

(حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی) الآیۃ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا تو ان کے والدین، بھائی اور اولاد سب مسلمان ہوئے۔ (درمنثور ج ۷ ص ۳۸۳)

بہ کثرت مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں انسان کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اس آیت میں ان کی فضیلت بیان کی گئی ہے، کیونکہ اس آیت میں اس انسان کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جس نے چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کی

نعمت کا شکر ادا کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اڑتیس سال کی عمر میں اسلام لائے تھے، جو چالیس سال کے قریب ہیں۔

اور اس آیت میں جس انسان کا ذکر فرمایا ہے اس کے ماں باپ دونوں مسلمان تھے اور عہد رسالت میں صرف ابوبکر واحد انسان تھے جن کے ماں باپ دونوں مسلمان تھے اور اس آیت میں جس انسان کا ذکر ہے اس نے اپنی اولاد کے لئے نیکی کی دعا کی ہے اور تمام اصحاب اکرام میں صرف حضرت ابوبکر ایسے تھے کہ عہد رسالت میں ان کا بیٹا بھی مسلمان تھا اور ان کا پوتا بھی مسلمان تھا، اس لیے یہ اوصاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی میں متحقق نہیں ہیں، حضرت علی بچپن میں اسلام لائے تھے، ان کے والد اسلام نہیں لائے اور ان کے بیٹے تو صحابی تھے، ان کے پوتے صحابی نہیں تھے، سو یہ آیت صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ہے اور ان کی ایسی خصوصیت ہے جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔

❀...... امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی نیشاپوری لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کا حمل اور ان کا دودھ چھوٹنا اسی مدت میں تھا اور یہ پوری آیت ان ہی کے متعلق ہے اور اس سے بعینہٖ حضرت ابوبکر صدیق مراد ہیں۔

❀...... جناب عطاء نے بیان کیا ہے:

اس آیت میں ہے: "حتی اذا بلغ اشدہ" حتی کہ جب وہ اپنی قوۃ کو پہنچ گیا اس سے مراد ان کی عمر کے اٹھارہ سال ہیں اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی، جب آپ تجارت کے لیے شام کے علاقے میں گئے اور حضرت ابوبکر سفر اور حضر میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ پس جب حضرت ابوبکر کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اعلان) نبوت (کی اجازت) عطا کر دی گئی تو حضرت ابوبکر نے اپنے رب سے دعا کی:

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہے، یعنی تو نے مجھے ہدایت دی اور ایمان لانے کی توفیق دی یہاں تک توفیق دی کہ میں تیرا شرک نہ کروں اور میرے باپ ابوقحافہ عثمان بن عمر اور میری ماں ام الخیر (سلمیٰ) بنت صخر بن عمر پر بھی یہ انعام کیا کہ وہ بھی ایمان اور اسلام کی دولت سے سرفراز ہوگئے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں، ان کے ماں باپ دونوں نے اسلام قبول کیا اور صحابہ میں سے کسی کے ماں باپ دونوں مسلمان نہیں ہوئے اور انہوں نے دعا کی: اور میں ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی ور حضرت ابوبکر نے ان متعدد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے ان کو عذاب دیا جارہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔ حافظ علی بن الحسن ابن عساکر لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سات غلاموں اور باندیوں کو خرید کر آزاد کیا، جن کو اسلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا، حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، زنیرہ، ام عبس، ہندیہ اور ان کی بیٹی اور بنی عمرو بن موئل کی باندی۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۲ ص ۴۶)

❀...... امام واحدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی اولاد کے متعلق ان کی دعا قبول فرمائی، انہوں نے دعا کی تھی: اور میری اولاد میں بھی نیکی رکھ دے، پس ان کی اولاد، ان کی والدہ اور ان کے والد سب ایمان لے آئے۔

امام واحدی اپنی سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت ابوبکر خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لائے، ان کے والد حضرت ابو قحافہ بھی آپ کے عہد میں ایمان لائے، ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر بھی آپ کے عہد میں مسلمان ہوئے اور ان کے پوتے ابو عتیق بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بھی آپ کے عہد میں اسلام لائے۔ امام بخاری نے کہا: ابو عتیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بیٹے ہیں۔

❀...... علامہ علی بن محمد الجزری ابن الاثیر لکھتے ہیں:

صحابہ میں صرف چار شخص نسل بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے شرف صحابیت پایا:

حضرت ابوقحافہ، ان کے بیٹے حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور ان کے بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن ابو عتیق۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۴۶۲)

لہٰذا تمام صحابہ میں صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ خود بھی صحابی ہیں، ان کے والد بھی صحابی ہیں، ان کے بیٹے بھی صحابی ہیں اور ان کے پوتے بھی صحابی ہیں اور ان کی چار نسلوں میں شرف صحابیت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس انسان (یعنی حضرت ابوبکر) نے کہا:

بے شک میں نے تیری طرف رجوع کیا اور بے شک میں اطاعت گزاروں

میں سے ہوں، حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: میں نے ہر اس کام کی طرف رجوع کیا جس کو تو پسند فرماتا ہے اور میں نے اپنے دل اور زبان سے تیری اطاعت کی۔ (الوسیط ج ۴ ص ۱۰۸)

علاوہ ازیں دیگر مفسرین نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بیان میں نازل ہوئی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو!:

①...... تفسیر کشاف میں ہے: یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، ان کے والد ابوقحافہ، ان کی والدہ ام الخیر اور ان کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ان کی دعا کے مقبول ہونے کے بیان میں ہے اور مہاجرین اور انصار میں کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جو خود بھی اسلام لایا ہو، اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں بھی اسلام لائے ہوں، ماسوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ (الکشاف ج ۴ ص ۳۰۷،۳۰۶)

②...... امام فخر الدین محمد رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ میں سے کسی کے لئے بھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں اور اس کی تمام اولاد بھی اسلام لائی ہو خواہ مذکر یا مؤنث۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۲۰)

③...... علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی نے لکھا ہے:

شام کے سفر میں حضرت ابوبکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور وہاں راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا تھا: یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور اللہ کی قسم! یہ نبی ہیں، اس وقت سے حضرت ابوبکر کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی، حتیٰ کہ اس واقعہ کے بیس سال بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی (ہونے کا اعلان کرنے کا اذن دے) دیا گیا۔ (الی قولہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی، ان کے ماں باپ دنوں اسلام لائے اور حضرت ابوبکر کے سوا مہاجرین میں سے کسی کے ماں باپ دونوں اسلام نہیں لائے، اس آیت میں ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر نے دعا کی: اور میں ایسے نیک کام کروں جن سے تو راضی ہو، ان کی یہ دعا قبول ہوئی، انہوں نے نو غلام آزاد کیے جن میں حضرت بلال اور فہیرہ بھی تھے اور ہر نیک کام میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ صحیح حدیث میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے آج کون شخص روزہ دار ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں ہوں، آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں، آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے، آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس شخص نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا: میں نے کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں بھی یہ اوصاف جمع ہوں گے وہ جنتی ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی شخص نہیں جو خود بھی ایمان لایا ہو، اس کے ماں باپ بھی ایمان لائے ہوں اور اس کے تمام بیٹے اور بیٹیاں بھی ایمان لائی ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۱۸۱، ۱۸۲)

④...... قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی لکھتے ہیں: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

متعلق نازل ہوئی ہے اور اُن کے سوا مہاجرین اور انصار میں سے کوئی بھی ایسا صحابی نہیں ہے جو خود بھی اسلام لایا ہو اور اس کے ماں باپ بھی اسلام لائے ہوں۔(تفسیر البیضاوی مع الکازرونی ج۵ ص۱۸۰)

⑤......امام ابواسحاق احمد بن ابرہیم الثعلبی۔(الکشف والبیان ج۹ ص۱۲)

⑥......امام الحسین بن مسعود بغوی۔(معالم التنزیل ج۴ ص۱۹۵)

⑦......امام عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی حنبلی۔(زادالمسیر ج۷ ص۳۷۶،۳۷۵)

⑧......علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی حنفی۔(مدارک علی ہامش الخازن ج۴ ص۱۲۶)

⑨......علامہ علی بن محمد خازن شافعی۔(لباب التاویل ج۴ ص۱۳۱،۱۳۰)

⑩......علامہ نظام الدین حسین بن محمد قمی۔(غرائب القرآن ورغائب الفرقان ج۶ ص۱۲۱)

⑪......حافظ جلال الدین سیوطی۔(جلالین ص۵۰۴)

⑫......شیخ سلیمان بن عمر الجمل۔(الفتوحات الالٰہیہ ج۴ ص۱۲۹)

⑬......علامہ احمد بن صاوی مالکی۔(تفسیر صاوی ج۵ ص۱۹۳۷)

⑭......علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ مہاجرین اور انصار میں سے حضرت ابوبکر کے سوا کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جو خود بھی اسلام لایا ہو اور اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں۔امام واحدی نے بیان کا کہ ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس سال تھی جب وہ تجارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام گئے تھے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے،راہب نے کہا:حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے سائے میں آپ کے سوا کوئی نہیں

بیٹھا، تب حضرت ابوبکر کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بیٹھ گئی اور وہ کبھی سفر اور حضر میں آپ سے جدا نہیں ہوئے اور جب حضرت ابوبکر کی عمر ۳۸ سال تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۰ سال تھی تو آپ کو مبعوث کیا گیا۔ (روح المعانی ج ۲۶ ص ۳۰)

شام کے سفر کے متعلق حدیث ترمذی:

مفسرین کی عبارات میں شام کے تجارتی سفر کا ذکر آیا ہے، اس کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب شام کی طرف گئے، ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے شیوخ تھے، جب وہ ایک راہب کے پاس پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے اور انہوں نے اپنا سامان سفر کھول دیا، ان کے پاس وہ راہب آیا، اس سے پہلے وہ وہاں سے گزرتے تھے تو وہ راہب ان کے پاس نہیں آتا تھا اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتا تھا، ابھی وہ اپنا سامان کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان کے درمیان آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کا کہا: یہ سید العلمین ہے، یہ رسول رب العلمین ہے، ان کو اللہ رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمائے گا، قریش کے شیوخ نے راہب سے کہا تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ راہب نے کہا: جب تم گھاٹی سے اترے تھے تو ہر پتھر اور درخت سجدہ میں گر گیا تھا اور وہ نبی کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جوان کے کندھے کے پٹھے کے نیچے سیب کی طرح ابھری ہوئی ہے، پھر وہ لوٹ گیا اور ان سب کے لیے کھانا بنا کر لایا، پھر جب وہ ان کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کو چرا رہے تھے، اس نے کہا: ان کو بلاؤ، آپ آئے اور اس وقت بادل

آپ کو سایہ کر رہا تھا جب آپ لوگوں کے پاس پہنچے، تو سب لوگ درخت کے سائے میں پہلے ہی بیٹھ چکے تھے، جب آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف مڑ گیا، جب راہب لوگوں کے پاس کھڑا تھا تو وہ ان سے کہنے لگا: ان کو روم کی طرف نہ لے جانا، کیونکہ اگر رومیوں نے ان کو دیکھ لیا تو ان کی صفت سے ان کو پہچان کر قتل کر دیں گے، پھر اس نے دیکھا تو سات رومی ان کے سامنے آ گئے، اس نے کہا: تم کیوں آئے ہو، انہوں نے کہا: ہم کو معلوم ہوا کہ وہ نبی اس مہینہ آنے والا ہے اور ہم نے ہر راستہ، میں اس کی تلاش میں لوگوں کو مامور کر دیا ہے اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ وہ اس راستہ میں آنے والے ہے، راہب نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہو، کیا اس کو کوئی شخص رد کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، پھر انہوں نے آپ کی بیعت کی اور وہاں پر ٹھہر گئے، پھر انہوں نے کہا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابو طالب ہیں، پھر وہ راہب آپ سے باتیں کرتا رہا، حتیٰ کہ ابو طالب نے آپ کو واپس بھیج دیا اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کو بھی بھیج دیا اور روٹی اور زیتون بہ طور زادِ راہ دی، امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص ۵۴۰ باب فی المعجزات، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۱ ص ۴۷۹، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲ ص ۲۴)

امام ابن اسحاق نے "السیرۃ النبویۃ" میں کہا ہے کہ ابو طالب شام کی طرف تجارتی سفر میں گئے اور ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور اس وقت آپ کم عمر تھے، جب وہ لوگ مقام بصریٰ پر ٹھہرے تو بحیرا راہب اپنے گرجے میں گیا اور وہ نصرانیت کا بڑا عالم تھا، بحیرا نے ان لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا، ان لوگوں پر بادل سایہ کر رہا

تھا، ابو طالب ایک درخت کے سائے میں ٹھہر گئے، بحیرا نے ان لوگوں کو کھانے کی دعوت دی اور کہا: آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں، کھانے کے وقت قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کم عمر ہونے کی وجہ سے ساتھ نہیں لے گئے، بحیرا نے آپ کو بلوایا، بحیرا آپ کو غور سے دیکھتا رہا، اور تنہائی میں اس نے آپ سے کہا: میں تم کو لات اور عزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ میں تم سے جو بھی سوال کروں تم اس کا جواب دینا، آپ نے اس سے فرمایا: تم مجھے لات اور عزیٰ کی قسم نہ دو، میں سب سے زیادہ ان سے بغض رکھتا ہوں، پھر اس نے آپ کے احوال کے متعلق متعدد اشیاء پوچھیں اور اس کو آپ کی صفات کے متعلق جو علم تھا وہ اس کے موافق تھیں، پھر اس نے آپ کی مہر نبوت دیکھی، پھر اس نے ابو طالب سے پوچھا: ان کا تم سے کیا رشتہ ہے؟ ابو طالب نے کہا: وہ میرے بیٹے ہیں، اس نے کہا: ان کے باپ تو زندہ ہونے چاہئیں، تب ابو طالب نے کہا: وہ میرے بھتیجے ہیں، اس نے کہا: اب تم واپس چلے جاؤ اور یہودیوں سے ان کی حفاظت کرنا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج۱ ص ۹۷،۹۶، السیرۃ النبوۃ لابن ہشام ج۱ ص ۲۱۸،۲۱۷، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۴۴، دوسرا نسخہ ج۱ص ۲۱۱، سیر اعلام النبلاء ج۱ص ۵۱،۴۹)

حضرت ابو بکر کی فضیلت پر ایک اعتراض کا جواب:

اس آیت پر ایک اعتراض ہے کہ اس آیت میں جمع کے صیغہ کے ساتھ فرمایا ہے: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول فرماتے ہیں'' اور اس سے اشارہ پہلی آیت میں مذکور ''ووصینا الانسان'' کی طرف ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس

آیت میں انسان سے مراد عام مسلمان ہیں جو چالیس سال کی عمر کو پہنچ کر یہ دعا کریں کہ اے اللہ! مجھے اپنی ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق دے جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور میری اولاد کو بھی نیکی عطا فرما اور یہ آیت خصوصیت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل نہیں ہوئی۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم قوی دلائل کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

اور کسی شخص پر یہ آیت صادق نہیں آتی اور اس کے بعد والی زیر تفسیر آیت میں جو جمع کے صیغے ہیں وہ اس کے منافی نہیں ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ بھی حضرت ابوبکر کی سیرت پر عمل کرتے یا کریں گے ہم ان کے نیک کاموں کو قبول فرمائیں گے اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائیں گے۔

الٰہ العٰلمین! ہمارے بھی نیک کاموں کو قبول فرما اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما، اور ہمارے والدین کی بخشش فرما اور ہماری اولاد کی اصلاح فرما!۔

(ماخوذ از تبیان القرآن)

خلاصۂ آیت:

قرآن مجید کی درج بالا آیت مبارکہ ''ووصینا الانسان بوالدیہ'' الایۃ۔ سے شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلاصہ درج ذیل ہے:

① ...... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر انسان کے نام سے کیا گیا ہے۔

② ...... اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے میلاد و پیدائش کا ذکر ہے۔

③......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حمل اور رضاعت کے زمانے کا ذکر کیا گیا ہے۔

④......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والدین کریمین کا تذکرہ احسن صورت میں کیا گیا ہے۔

⑤......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے داغ جوانی کا ذکر ہے۔

⑥......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے نیک ہونے کا ثبوت ہے۔

⑦......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیک تمناؤں کا ذکر ہے۔

⑧......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر ہے۔

⑨......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعمال صالحہ کا تذکرہ ہے۔

⑩......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعمال صالحہ کی قبولیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

⑪......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رجوع الی اللہ کا ذکر ہے۔

⑫......اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے جنت موعودہ کے مل جانے کا یقینی وعدہ ہے۔

آیت......③ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایّدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلٰی و کلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم۔(التوبۃ:۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے: غم نہ کھا! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں، اور کافروں کی بات نیچے ڈالی، اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

تفسیر: ابن عساکر نے حضرت ابن عیینہ سے بیان کیا:

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمام مسلمانوں کو عتاب کیا، سوائے حضرت ابوبکر کے، وہ عتاب سے باہر ہیں، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

(الا تنصروہ فقد نصرہ الله اذ أخرجه الذين كفروا ثانی اثنين اذهما فی الغار)۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰، الصواعق المحرقہ ص ۹۴)

ملاحظہ ہو! تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۹۲، ۹۳۔

نوٹ: پہلی آیات امام سیوطی کی ترتیب کے مطابق لکھی گئی ہیں، جبکہ علامہ ابن حجر مکی نے گیارہویں نمبر پر سورۃ النور کی درج ذیل آیت لکھی ہے۔

آیت ...... (۳): فرمان باری تعالیٰ ہے:

ولا یأتل اولوا الفضل منكم والسعة ان يوتو اولی القربٰی والمساكين والمهاجرين فی سبيل الله وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم والله غفور رحيم ۔ (النور:۲۲)

ترجمہ: ''اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

تفسیر: علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا:

بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی قسم نہیں توڑی، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ نازل فرمادیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۹)

یہ روایت صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۰،۶۶۴ پر بھی موجود ہے۔

❁...... علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی، جب انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کریں گے، کیونکہ وہ حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والوں کے حامی تھے، اس تہمت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت میں آیات نازل فرما کر انہیں بری کر دیا، اور جب یہ آیت نازل ہوئی (کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے) تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا:

کیوں نہیں، خدا کی قسم! اے ہمارے پروردگار ہم پسند کرتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرمائے، اور آپ نے مسطح کو وہ مال دے دیا جو آپ اس پر خرچ کرنا چاہتے تھے۔

اور بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے: تہمت کے بارے میں

ایک طویل روایت میں آپ فرماتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ''ان الذین جآء وبالا فك عصبة منكم الآیۃ۔ (النور:۱۱) پوری دس آیتیں، پس جب اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی نازل فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا (اور وہ مسطح بن اثاثہ کی قریبی رشتہ داری کی وجہ سے اس پر خرچ کرتے تھے) اللہ کی قسم! میں آج کے بعد مسطح پر خرچہ نہیں کروں گا اس وجہ سے جو اس نے عائشہ کے خلاف کاروائی کی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

(ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة) حضرت عائشہ نے سابقہ آیت کو بھی ذکر کیا، پھر کہا کہ حضرت ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے، تو انہوں نے مسطح کو وہ خرچہ بھیج دیا جو آپ اس کو دیا کرتے تھے، اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس پر خرچ نہیں روکوں گا۔

(الصواعق المحرقہ ص۹۴، النوریہ الرضویہ پبلیشنگ کمپنی، لاہور)

''تنبیہ'' کا عنوان جما کر علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

''وہ حدیث جس میں تہمت کا ذکر کیا گیا ہے (جس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے) سے معلوم ہوا کہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بدکاری منسوب کرے وہ کافر ہے، ہمارے ائمہ اور دیگر حضرات نے اس کی تصریح کی ہے، کیونکہ اس سے قرآنی آیتوں کی تکذیب ہوتی ہے اور قرآن کو جھٹلانے والا مسلمانوں کے اجماع سے کافر ہے، اور یہاں قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ غالی رافضیوں میں اکثر لوگ کافر ہیں، کیونکہ وہ بدکاری کی نسبت حضرت ام المومنین (رضی اللہ عنہا) کی طرف کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کیسے بہتان گھڑتے ہیں۔ (الصواعق المحرقہ ص۹۴)

...... تفسیر جلالین ص ۲۹۶ میں ہے:

نزلت فی ابی بکر حلف ان لا ینفق علی مسطح وھو ابن خالۃ مسکین مہاجر بدری۔

ترجمہ: جب حضرت ابوبکر نے اپنے خالہ زاد جو کہ مسکین مہاجر بدری ہیں، مسطح پر خرچ نہ کرنے کا حلف اٹھایا تو یہ آیت آپ کے بارے میں اتری۔

...... تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۵ میں ہے:

یہ آیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری جب انہوں نے قسم کھائی کہ مسطح بن اثاثہ پر خرچہ نہ کریں گے۔

...... تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۲ ص ۱۷۹ میں ہے:

زیادہ مناسب یہ ہے کہ "الفضل" کی تفسیر علم، دین اور احسان سے کی جائے اور یہ حضرت صدیق اکبر کی فضیلت پر کافی دلیل ہے۔

...... تفسیر درمنثور اور خزائن العرفان کا خلاصہ یہ ہے:

یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے تہمت لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی مغموم ہوئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی بہت رنجیدہ ہوئیں، لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھی ہونے کا بہت افسوس تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المؤمنین پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ موافقت کی تھی اور چونکہ وہ بچپن سے ہی آپ کی پرورش میں تھے اور ان کا ہر چھوٹا بڑا خرچہ آپ برداشت کرتے تھے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ

مسطح کے ساتھ پہلے جیسا سلوک نہ رکھیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، جب یہ آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

"بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت کرے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو کبھی نہ روکوں گا"۔

چنانچہ آپ نے اس خرچہ کو جاری فرمادیا۔ اس آیت سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی اس سے آپ کی علوئے شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولوا الفضل (فضیلت والا) فرمایا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۳۴، تفسیر الدر المنثور ج ۶ ص ۱۵۰)

نوٹ: یہ مضمون تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۱۸، ۵۱۹ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

آیت...... ۱۵ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد سمع الله قول الذين قالوا ان الله فقير ونحن اغنياء سنكتب ماقالوا وقتلهم الانبياء بغير حق ونقول ذوقوا عذاب الحريق۔

(آل عمران:۱۸۱)

ترجمہ: بے شک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی، اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا، اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا، اور فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔

تفسیر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیت المدارس گئے، آپ نے دیکھا وہاں بہت سے یہودی فنحاس کے گرد جمع تھے، یہ شخص یہودیوں کا بہت بڑا عالم تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فنحاس سے کہا:

اے فنحاس! تم پر افسوس ہے، تم اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو، تم کو معلوم ہے کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، وہ اللہ کے پاس سے وہ دین برحق لے کر آئے ہیں، جس کو تم تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہو، فنحاس نے کہا: اللہ کی قسم! اے ابو بکر! ہمیں اللہ کی کوئی حاجت نہیں ہے، بلکہ اللہ ہمارا محتاج (فقیر) ہے، ہمیں اس سے فریاد کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ ہم سے فریاد کرتا ہے اور ہم اس سے مستغنی (غنی) ہیں، اگر اللہ ہم سے مستغنی ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا، جیسا کہ تمہارے پیغمبر کہتے ہیں، وہ ہم کو سود سے منع کرتا ہے اور خود ہم کو سود (اپنی راہ میں خرچ کرنے پر زیادہ اجر) دیتا ہے، اگر اللہ غنی ہوتا تو ہم کو سود نہ دیتا۔

حضرت ابو بکر یہ سن کر غضبناک ہوئے اور فنحاس کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا، اور فرمایا اللہ کی قسم! اگر ہمارے اور تمہارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن مار دیتا، فنحاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور حضرت ابو بکر کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے پوچھا: تم نے اس کو تھپڑ کیوں مارا تھا؟ حضرت ابو بکر نے بتایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی اور کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں، اس وجہ سے میں نے غضبناک ہو کر اس کو تھپڑ مارا، فنحاس نے اس کا انکار کیا اور کہا: میں نے یہ نہیں کہا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے فنحاس کے رد اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

(لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ......الآیۃ)

بے شک اللہ نے ان لوگوں کا قول سن لیا جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

(جامع البیان ج ۴ ص ۱۲۹ بیروت، روح البیان ج ۲ ص ۱۳۷، درمنثور ج ۲ ص ۱۰۵،

۱۰۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۷۰، تفسیر ابوالسعود ج ۳ ص ۱۲۷، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۱۱، دوسرا نسخہ ص، روح المعانی موردالآیۃ)

آیت...... ⑲ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اھدنا الصراط المستقیم۔ (الفاتحہ:۵)

ترجمہ: "ہم کو سیدھا راستہ چلا"۔

تفسیر: عبد بن حمید، ابن جریج، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن عساکر نے عاصم الاحول کے طریق سے حضرت ابوالعالیہ سے "الصراط المستقیم" کی تفسیر میں لکھا ہے:

ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحباہ من بعدہ۔ (درمنثور ج ۱ ص ۳۶)

ترجمہ: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے دونوں ساتھی ہیں۔

❁...... علامہ بغوی نے حضرت ابوالعالیہ اور حضرت حسن سے بیان کیا کہ

رسول اللہ وآلہ وصاحباہ۔ (معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۰)

اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل اور دونوں صحابی (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) ہیں۔

❁...... حضرت ابوالعالیہ سے مزید نقل کیا:

ھم آل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما واھل بیتہ۔ (ایضاً)

ترجمہ: اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور اہل بیت رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

۞...... حافظ ابن جریر علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

قال هو رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحباه من بعده ابوبكر وعمر فذكرت ذلك للحسن، فقال: صدق ابو العالية ونصح۔ (تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۷۵ رقم: ۱۸۴)

ترجمہ: (عاصم الاحوال) نے بیان کیا کہ اس مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ہونے والے، آپ کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں، میں نے اس کا ذکر حضرت حسن سے کیا انہوں نے فرمایا: ابو العالیہ نے سچ کہا اور خیر خواہی کی ہے۔

۞...... علامہ قرطبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحباه من بعده۔ (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۳۶)

ترجمہ: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد، آپ کے دونوں ساتھی ہیں۔

۞...... امام ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ نے بھی ابو العالیہ کا یہ قول لکھا ہے:

هو النبي صلى الله عليه وسلم وصاحباه من بعده قال عاصم: فذكرنا ذلك للحسن، فقال: صدق ابو العالية ونصح۔ (تفسیر ابن ابی حاتم برقم ۳۴، درمنثور ج ۱ ص ۳۶)

ترجمہ: وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی ہیں۔ ہم نے حضرت حسن سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ابو العالیہ نے سچ فرمایا اور خیر خواہی کی ہے۔

۞...... حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲ پر بھی اسے نقل کیا ہے۔

۞...... اور امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو العالیہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ

هو رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحباه۔ (المستدرک ج ۲ ص ۲۷۷)

ترجمہ: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) ہیں۔

نوٹ: امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو العالیہ اور حضرت حسن بصری کی اس تفسیر کو المستدرک ج ۲ ص ۲۷۷ کتاب التفسیر میں نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا اور اسی طرح حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❁...... اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس آیت "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" کی وضاحت دوسری آیت میں کی ہے کہ جن لوگوں پر انعام ہوا ہے، وہ کون ہیں؟ تو فرمایا:

فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين۔

اور بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیقوں کے سردار اور رئیس ہیں۔ تو گویا آیت کریمہ "اھدنا الصراط المستقیم" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم اُس ہدایت کو طلب کریں جس پر حضرت ابوبکر اور تمام صدیقین ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۴)

❁...... اس بات کو حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے تاریخ مدینہ دمشق ج ۱۸ ص ۱۷۰، ج ۴۴ ص ۲۵۴ اور علامہ مرتضیٰ زبیدی نے مختصر تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۶۱، علامہ ابن عدی نے الکامل ج ۳ ص ۱۶۳، اور علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ ص ۲۶ پر نقل کیا ہے۔

❁...... قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمہ نے بھی حضرت ابو العالیہ اور حضرت حسن کی تفسیر

کو نقل کر کے لکھا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میری اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور فرمایا: میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرو۔

(مظہری ج۱ص۹)

آیت.....⑭: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انعم اللّٰه علیهم من النبیین والصدیقین والشهدآء والصالحین وحسن اولئك رفیقا۔ (النساء:٦٩)

ترجمہ: جن پر اللہ نے فضل کیا وہ انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ ہیں یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

تفسیر: جناب عکرمہ (تابعی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بلاشبہ یہاں نبیوں سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صدیقوں سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور شہداء سے مراد حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(تفسیر بغوی زیر آیت مذکورہ، زاد المسیر تحت الآیۃ، الکشف والبیان ج۳ص۳۴۲)

❁..... صاحب تفسیر خازن نے لکھا ہے:

والمرد بالصدیقین فی هذه الآیت أفاضل اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كأبی بكر فانه هو الذی سمی بالصدیق من هذه الامة وهو افضل اتباع الرسل۔ (خازن ج۱ص۴۶۴)

اس آیت میں صدیق سے مراد افاضل صحابہ کرام (زیادہ فضیلت والے اصحاب) ہیں جیسے حضرت ابوبکر، ان کا نام اس امت میں صدیق رکھا گیا ہے اور وہ تمام

رسولوں کے تابعداروں سے (بھی) افضل ہیں۔

تفسیر کشاف ج ا ص ۵۴۰ پر بھی یہ مضمون درج ہے

......امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

صدیق کے بارے میں پہلی وضاحت یہ ہے کہ جو شخص تمام دینی امور کی بغیر کسی شک کے تصدیق کرے وہ صدیق ہے، فرمان الٰہی ہے جو لوگ اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے، وہی صدیق ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ "ایک گروہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل صحابہ صدیق ہیں چنانچہ وہ اور اس میں تمام دین پر استقامت رکھنے والے تمام حضرت شامل ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر، جب معاملہ یوں ہے تو پھر آپ اس امت میں وہ پہلے شخص ہیں جو اس شان کے مالک ہیں، کیونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں سبقت حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جس پر اسلام پیش کیا اس نے کچھ تردد کیا سوائے ابوبکر کے، اس نے بلاتوقف میری بات مان لی، یہ حدیث بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بلاتوقف اسے قبول کیا، پس ثابت ہوا کہ اس صفت کے امت میں سب سے زیادہ حقدار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔ (الحدید:۱۰)

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔

پس یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ کمزوری کے زمانہ میں اسلام کی مدد کرنا، غلبہ وقوت کے زمانہ میں مدد کرنے کے مقابلہ میں بہت بڑا ثواب ہے، پس ان مجموعی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ لوگوں میں اس وصف کا سب سے زیادہ حقدار صدیق ہے۔اس لیے تمام مسلمانوں کا حضرتِ ابوبکر کو اس لقب "صدیق" کے لئے تسلیم کر لینے پر اجماع ہے۔اس کے سوا کسی بات کی طرف التفات بھی نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ مردود و منکر ہے۔(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۸۱)

آیت ...... ⑱: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا و کلا وّعد اللہ الحسنٰی واللہ بما تعملون خبیر۔(الحدید:۱۰)

ترجمہ: "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

تفسیر: علامہ محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ امر مخفی نہیں ہے کہ یہ آیات سابقین مہاجرین وانصار کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، اور ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو فتح مکہ یا صلح حدیبیہ سے پہلے خرچ کرنے والے ہیں، اور اس آیت کے بارے میں واحدی نے کلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یعنی آپ ہی اس کا سبب نزول ہیں، اور تو جانتا ہے کہ سبب خاص، تخصیص حکم پر دلالت نہیں کرتا، پس اس لیئے یہ آیت

آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو ان صفات سے متصف ہیں، ہاں ان لوگوں میں سب سے کامل اور اکمل ذات آپ رضی اللہ عنہ کی ہے، کیونکہ آپ ہی وہ ذات ہیں جنہوں نے فتح مکہ اور ہجرت سے پہلے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا اور اسی لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ رفاقت کے اعتبار سے سب سے زیادہ غمخواری ابوبکر نے کی ہے۔ (روح المعانی ج ۴ ص ۱۷۳)

❁...... تفسیر بغوی ج ۴ ص ۲۹۵، اور دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۶۹ میں ہے یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، آپ سب سے پہلے اسلام لائے، سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلام کی خاطر سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھائی۔

❁...... یہ مضمون تفسیر خازن ج ۴ ص ۲۲۸ اور تفسیر مدارک ج ۴ ص ۲۲۸ پر بھی موجود ہے۔

❁...... امام بغوی علیہ الرحمہ نے اسی آیت کی تفسیر میں شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ایک زبردست حدیث اپنی مکمل سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت ابوبکر بھی موجود تھے، آپ نے عباء پہنی ہوئی تھی جسے سامنے سینے کے پاس کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا تھا، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، انہوں نے عرض کیا، ابوبکر نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ ابوبکر کو میرا اسلام پہنچائیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تم اس فقر کی

حالت میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ بات پوچھی: ابوبکر نے عرض کیا میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(تفسیر بغوی ج ۴ ص ۲۹۵، کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۸)

......حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آیت مبارکہ سے حضرت صدیق اکبر کے لیے بہت بڑا حصہ ہے، آپ تمام امتوں میں اس پر عمل کرنے والوں کے سردار ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا اور ان پر کسی (بندے) کا کوئی احسان نہیں تھا جس کا انہوں نے بدلہ دیا ہو، (اسناد نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ) ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی عباء زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ جس میں ببول کے کانٹے بطور بٹن کے لگائے ہوئے تھے، اسی وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے ایسی عباء زیب تن کر رکھی ہے جس کے گریبان پر (بٹنوں کے بجائے) ببول کے کانٹے لگائے ہوئے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! اس نے فتح مکہ سے قبل اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے، یہ سن کر جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رب عزوجل انہیں سلام ارشاد فرما رہا ہے اور یہ بھی ارشاد فرما رہا ہے کہ ابوبکر اپنی اس موجودہ حالت پر مجھ سے راضی ہیں یا ناراض؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! رب عزوجل نے آپ کو سلام ارشاد فرمایا

ہے اور یہ بھی پوچھا ہے کہ آپ اپنے موجودہ حال میں اپنے رب عزوجل سے راضی ہیں یا ناراض؟'' یہ سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (پر رقت طاری ہوگئی اور انہوں نے) عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اپنے رب سے ناراض ہوسکتا ہوں؟ (ہرگز نہیں) میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۴)

❁......امام فخر الدین محمد بن عمر رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اللہ کے دشمنوں سے قتال کیا وہ بعد والوں سے بہت زیادہ افضل ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اسلام کے لئے نمایاں خرچ کرنے والے حضرت ابوبکر تھے اور اسلام کے لیے نمایاں قتال کرنے والے حضرت علی تھے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والے کے ذکر کو قتال کرنے والے کے ذکر پر مقدم کیا ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدم ہیں، نیز خرچ کرنا باب رحمت ہے اور قتال کرنا باب غضب سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سبقت رحمتی غضبی۔ میری رحمت میرے غضب پر سابق ہے۔ (مسند حمیدی برقم: ۱۱۲۶)

لہٰذا خرچ کرنے والا قتال کرنے والے پر سابق ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خرچ کرنے والے تھے کیونکہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے:

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا۔ (الدھر: ۸)

ترجمہ: اور جو اللہ کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلام کی راہ میں مال خرچ کرنا اسی وقت ثابت ہوگا

جب انہوں نے بڑے بڑے مواقع پر بہت زیادہ مال خرچ کیا ہو اور یہ چیز صرف حضرت ابوبکر کے لئے ثابت ہے، نیز امام واحدی نے ''البسیط'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے سب سے پہلے قتال کیا، کیونکہ اسلام کے ظہور کی ابتداء میں حضرت علی چھوٹے بچے تھے اور اس وقت وہ قتال کرنے والے نہ تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت شیخ اور مقدم تھے اور اسی وقت وہ اسلام کی مدافعت کرتے تھے حتی کہ وہ کئی مرتبہ لڑتے لڑتے موت تک پہنچے۔

۞...... علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص پہلے اسلام لایا اور جس نے پہلے جہاد کیا اور جس نے فتح مکہ سے پہلے اسلام کی راہ میں خرچ کیا، وہ بعد والوں سے افضل ہے، کیونکہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا عظیم موقع حاصل ہوا اور اس نے اس وقت مال خرچ کیا جب مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اس وقت مسلمانوں کو مدد اور معاونت کی بہت ضرورت تھی، اس کے برخلاف فتح مکہ کے بعد اسلام قوی ہو چکا تھا اور کفر بہت ضعیف تھا۔

(تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۴۵۳)

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود حضرت ابوبکر کو اشجع الناس کہا ہے ملاحظہ ہو!

۞...... بزار اپنی مسند میں بیان کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا کہ مجھے بتلاؤ کہ (اشجع الناس) تمام لوگوں سے زیادہ شجاع کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ، آپ نے فرمایا کہ میں تو صرف اس شخص سے لڑتا ہوں جو (شجاعت اور بہادری میں) میرا ہم پلہ اور برابر ہو۔ (اور یہ کوئی بڑی شجاعت نہیں) تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ شجاع کا نام بتاؤ۔ انہوں

نے کہا کہ ہمیں ایسا شخص معلوم نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ شجاع ترین شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنا دیا تھا، پھر ہم نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون رہے گا؟ تاکہ مشرکین سے کوئی شر کے ارادہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ آسکے۔ تو بخدا! ہم سے کسی کی ہمت نہ پڑی، مگر وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے جو تلوار سونت کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی جانب کھڑے ہو گئے اور مشرکین میں سے جو شخص بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا آپ اس پر حملہ کر دیتے، پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ شجاع ہیں۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور کوئی ان سے آپ کو گھسیٹتا، کوئی دھکے دیتا اور وہ کہتے جاتے کہ تو ہی ہے جس نے ایک خدا بنا دیا ہے۔ بخدا! ہم سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، کسی کو مارتے، کسی کو گھسیٹتے اور کسی کو دھکا دیتے اور کہتے جاتے تمہیں خدا کی مار۔ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو؟ جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر حضرت علی نے اپنی چادر اوپر اٹھائی اور رو پڑے، حتیٰ کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی، پھر فرمایا میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ مومن آل فرعون اچھا ہے یا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ بخدا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت مومن آل فرعون جیسوں کی ہزار ساعت سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ شخص (یعنی مومن آل فرعون) اپنے ایمان کو چھپاتا ہے اور اس شخص (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۰۶، الریاض النضرہ ج اص ۱۱۹، مجمع الزوائد و منبع الفوائد

ج ۴ص ۸۴، کنز العمال ج ۱۲ص ۵۲۴، مجمع الزوائد ج ۹ص ۴۶، البدایہ والنہایہ ج ۱ص ۶۱۷ غزوہ بدر)

۔۔۔۔۔ تفسیر قرطبی ج ۷ جزء ۱۷ص ۲۰۶ میں ہے:

یہ آیت حضرت ابوبکر کی افضلیت کا واضح ثبوت ہے، آپ سب سے مقدم ہیں اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے، سب سے پہلے جہاد کیا اور سب سے پہلے اللہ عزوجل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال خرچ کیا۔

۔۔۔۔۔ قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور کفار سے دست وگریباں ہوئے حتی کہ اتنی زبردست چوٹیں کھائیں کہ انسان ان سے ہلاک ہوسکتا ہے۔

(تفسیر بیضاوی ج ۲ص ۴۶۸)

۔۔۔۔۔ شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ فتح سے پہلے قربانیاں دینے والے بعد والوں سے بہتر ہیں۔۔۔۔۔ صدیق اکبر نے ہجرت سے پہلے قتال بھی فرمایا اور اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا اور فاروق اعظم نے ہجرت سے پہلے قتال فرمایا۔ بخلاف دوسرے تمام صحابہ کے، حضرت علی المرتضیٰ ہوں یا ان کے علاوہ، ان سے قبل از ہجرت قتال وانفاق واقع نہیں ہوا۔ پس اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) حضرت علی مرتضیٰ سے افضل ہیں۔ (ازالۃ الخفاء ج ۱ص ۲۹۶، ۲۹۷)

۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آیہ کریمہ باعلیٰ نداء منادی کہ جنہوں نے ابتداء اسلام میں جو زمانہ ضعف وغربت تھا اپنی جان ومال سے اس کی امداد واعانت کی وہ عنداللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا وشوکت وظہور وقوت وثبات وقرار وامن وانتشار کے قتال وانفاق مال کیا، اب جسے تاریخ وقائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائی پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن وخوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر جانثاری وسپرداری و پروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی، پھر بشہادت قرآن کوئی ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔ (مطلع القمرین ص ۹۵ جامعہ اسلامیہ کھاریاں)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قبل از ہجرت قتال:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبل از ہجرت قتال کے ذکر کے لیے صحیح بخاری اور المستدرک للحاکم کی درج ذیل روایات ملاحظہ ہوں!

❁...... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا: مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کیا کی، تو انہوں نے جواب دیا میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈال دی اور اس سے نہایت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہٹایا، پھر کہا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰، تاریخ الخلفاء ص ۳۷)

۞...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کفار و مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر جسمانی اذیت پہنچائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (آئے اور) کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے: تم تباہ و برباد ہو جاؤ، کیا تم ایک (معزز) شخص کو صرف اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ عزوجل ہے؟ اُن (ظالموں) نے کہا: یہ کون ہے؟ (کفار و مشرکین میں سے کچھ) لوگوں نے کہا: یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں) مجنوں بن چکا ہے۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۳، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۷، الاحادیث المختارہ ج ۶ ص ۲۲۱، فضائل الصحابہ ص ۵۸ برقم: ۲۱۸)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قبل از ہجرت خرچ کرنا:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہجرت سے پہلے خرچ کرنے کے بارے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی عباء (وہ لباس جو سامنے سے کھلا ہوا ہو اور اُس کو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے) پہنی ہوئی تھی جسے اپنے سینے پر خلال (لکڑی کے ٹکڑے) سے جوڑا ہوا تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عباء پہن کر اُسے اپنے سینے پر ٹانکا ہوا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے

جبریل! انہوں نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر (میری مدد و نصرت کے لیے) خرچ کر ڈالا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ رب العزت نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہیں، کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! یہ جبریل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تم پر سلام لے کر آیا ہے اور اس نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا میں اپنے رب کریم پر ناراض ہو سکتا ہوں گا؟ میں تو اپنے رب سے (ہر حال میں) راضی ہوں میں، اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۰۵، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۳، زیر تفسیر سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۴، ۱۰۵، تاریخ الخلفاء ص ۳۹، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۷۰، صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۵۰، تفسیر بغوی ج ۴ ص ۲۶۹، تفسیر کبیر، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۷۲، ۷۳)

آیت ۱۴ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونهم او یسلمون فان تطیعوا یؤتکم الله اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما (الفتح:۱۶)

ترجمہ: عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا، اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

تفسیر میں ہے اس سے مسلیمہ کذاب کی قوم کے لوگ مراد ہیں، جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ فرمائی، یہ آیت شیخین جلالین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صحت خلافت کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا ہے۔

(حاشیہ کنزالایمان بنام خزائن العرفان)

نیز! تاریخ الخلفاء ص ۶۵ میں ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کی پختہ دلیل ہے۔

اس آیت میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی امامت اور خلافت کی صحت کی دلیل ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو بنو حنیفہ سے لڑنے کی دعوت دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو فارس اور روم کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی اور اس جنگجو قوم کے خلاف لڑنے کی دعوت دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے، کیونکہ منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے: فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی۔ (التوبۃ: ۸۳) آپ کہیے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ روانہ نہیں ہو گے، اور تم کبھی میرے ساتھ دشمن کے خلاف جہاد نہیں کرو گے۔

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ بنو حنیفہ کے خلاف اعراب کو قتال کی دعوت دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے، ہو سکتا ہے کہ کوئی کہے کہ اس سے مراد حضرت علی کرم

اللہ وجہہ الکریم ہوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کو اپنے زمانہ خلافت میں دشمنان اسلام سے جہاد کرنے کا موقع نہیں ملا، ان کی زیادہ تر جنگیں اپنوں (اور خارجیوں) سے ہوئیں، پہلے حضرت عائشہ ام المومنین سے جنگ جمل ہوئی، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین ہوئی، اگرچہ ان جنگوں میں حق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور اخیر میں آپ کی جنگ خارجیوں کے ساتھ ہوئی، بہر حال اگر یہ جنگ جو، قوم بنو حنیفہ تھی تو اس کے داعی حضرت ابوبکر تھے اور ان کے حکم کی اطاعت کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی:

فان تطیعوا یؤتکم اللہ اجرا حسنا۔ (الفتح:١٦)

ترجمہ: اگر تم نے اس حکم کی اطاعت کی تو تم کو اللہ تعالیٰ اجر حسن عطا فرمائے گا

پس معلوم ہوا کہ اس جنگ جو، قوم کے خلاف قتال کی دعوت دینے والا امام برحق ہے اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، سو ان کی امامت اور خلافت کا برحق ہونا ثابت ہو گیا ہے اور حضرت عمر کی خلافت حضرت ابوبکر کی خلافت کی فرع ہے سو وہ بھی برحق ہے اور اگر اس جنگ جو، قوم سے مراد اہل فارس اور روم ہیں تو ان کے خلاف جنگ کے داعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو ان کی خلافت برحق ہوئی اور ان کی خلافت حضرت ابوبکر کی خلافت کی فرع ہے، لہٰذا حضرت ابوبکر کی خلافت بھی برحق ہوئی، سو یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی خلافت اور امامت پر دلیل ہے۔ (تبیان القرآن)

آیت ...... (۹): ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوٰی لھم مغفرۃ و اجر عظیم۔ (الحجرات:٣)

ترجمہ: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تفسیر: حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کو ان کی قوم پر عامل بنا دیجیے، حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! ان کو عامل نہ بنائیں، پھر ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بحث کی، حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں، حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا: تم صرف میری مخالفت کا ارادہ کرتے ہو، حضرت عمر نے کہا: تم صرف میری مخالفت کا ارادہ کرتے ہو، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اپنے نبی (کی آوازوں) پر بلند نہ کرو۔ اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو ان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، حتیٰ کہ ان سے سوال کیا جاتا کہ آپ نے کیا کہا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۱۸ کتاب التفسیر، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۹، ابواب التفسیر، مسند احمد ج ۴ ص ۴)

❀...... آیت قرآنی: یاایها الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول...... الآیۃ۔ (الحجرات:۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو۔

کے نازل ہونے کے بعد حضرات ابوبکر و عمر و غیرھما رضوان اللہ علیہم نے اپنی آوازیں نہایت پست کرلیں جس پر یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔

(خزائن العرفان ص ۹۲۸، تفسیر البحر المحیط، ۲، ج ۸ ص ۱۰۶، ابن کثیر ج ۵ ص ۹۴۴، درمنثور ج ۷ ص ۴۷۶)

آیت...... ۴۹ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشکرین ۔(آل عمران:۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک (عظمت و شان والے) رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول بھی ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

تفسیر: اس آیت میں ''الشاکرین'' میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وافر حصہ موجود ہے۔

فکان علی یقول: کان ابوبکر أمین الشاکرین۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں۔(درمنثور ج ۲ ص ۳۱۸)

☆......واخرج ابن جریر عن علی ابن أبی طالب فی قوله(وسیجزی الله الشاکرین)قال:الثابتین علی دینهم۔أبابکر واصحابه۔

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "الشاکرین" سے مراد دین پر ثابت رہنے والے یعنی ابوبکر اور ان کے اصحاب ہیں۔

❁......عن زید ابن علی: قال ابوبکر الصدیق امام الشاکرین ثم قرأ وسیجزی اللہ الشاکرین۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۱۸، شرح اصول اعتقاد اہل السنہ للالکائی ج ۲ ص ۲۵۷)

ترجمہ: حضرت زید بن علی (بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم) بیان کرتے ہیں: ابوبکر شکر کرنے والوں کے امام ہیں، اور انہوں نے یہ آیت پڑھی: وسیجزی اللہ الشاکرین۔ اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

آیت......۱۲ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبّونہ اذلّۃ علی المؤمنین اعزّۃ علی الکٰفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لآئم ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یّشآء واللہ واسع علیم۔ (المآئدہ:۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

تفسیر: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و حضرت سیدنا حسن و حضرت قتادہ، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اس آیت

مبارکہ میں جن لوگوں کے اوصاف بیان ہوئے وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوٰۃ سے منکر ہونے والوں سے جہاد کیا۔ (تفسیر الدر منثور ج ۳ ص ۹۵،۹۶، تفسیر خزائن العرفان ص ۲۲۶، ابن کثیر ج ۲ ص ۵۶۴، تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۱۹، تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

❁...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی حالت کے بیان کے لیے اس آیت کا نزول ہوا، اسی لیے کہا گیا ہے کہ اس قوم سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر (صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم) ہے، جنہوں نے مرتدوں کے خلاف جہاد کیا۔ صحابہ نے کہا: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا کہ وہ مرتدین کے خلاف لڑائی کرنے میں انبیاء میں سے ایک نبی کے قائمقام ہوئے، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کے خلاف جہاد کا قصد کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے (پہلے پہل) اس کو ناپسند کیا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہیں ان پر کیوں کر جہاد ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ ہم کہاں تک اس بے شمار قوم سے لڑیں گے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مشقت اٹھائی تھی، غرضیکہ سب نے اختلاف کیا، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا ان پر جہاد کرنے کا قصد فرمایا اور تلوار احمائل کر کے باہر نکلے، پس چارو ناچار سب لوگ ان کے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے ابتداء میں اس جہاد کو ناپسند کیا پھر آخر میں ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا، اگر وہ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۶۵، در منثور ج ۳ ص ۹۶، روح البیان ج ۳)

آیت......۳۳ :ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یـایها الـذیـن امنـوا اطیعـوا اللـه واطیعـوا الـرسـول واولـی الامـر منکم۔(النساء:۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا، اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

تفسیر: علامہ رازی علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیر میں پہلا قول لکھا ہے:

أن المراد من اولی الامر الخلفاء الراشدین۔(تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۱۴۴)

ترجمہ: اس آیت میں ''اولو الامر'' سے مراد خلفائے راشدین ہیں۔

......حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اولی الامر سے مراد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

(تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۴۱، تفسیر الدر المنثور ج ۲ ص ۵۳۸)

......ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔(تفسیر الدر المنثور ج ۲ ص ۵۳۸)

آیت......۳۴ :ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تعالوا ندع ابنائنا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔(آل عمران:۶۱)

ترجمہ: تو فرماؤ کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں، تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

تفسیر: حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو مع ان کی اولاد کے حضرت عمر کو مع ان کی اولاد کے، حضرت عثمان کو مع ان کی اولاد کے اور حضرت علی کو مع ان کی اولاد کے بلا لیا تھا۔

(تاریخ مدینہ دمشق، در منثور ج ۲ ص ۲۲۱)

اور تفسیر روح المعانی ج ا ص ۴۰۶ میں بھی جمہور کے برعکس کہہ کر اس روایت کو درج کیا ہے۔

آیت...... (۱۵) : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یحبهم ویحبونه ۔(المائدہ:۵۴)

ترجمہ: وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے حق میں فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ (جن کے سرخیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں) کے حق میں فرمایا: ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان موصوص۔ (الصف:۴)

ترجمہ: بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پر (صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی (سیسہ پلائی دیوار)۔

(تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

لہٰذا حضرت ابوبکر اللہ کے محبّ اور محبوب ہیں، جو اللہ کا محبّ ومحبوب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محبّ ومحبوب ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص۲۱۶)

اور احادیث میں واضح ثبوت ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی۔

٭...... حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ میں عرض کیا:

ای الناس احب الیک؟قال عائشة:فقلت من الرجال؟فقال ابوها......الحدیث۔

(صحیح بخاری ج۱ص۵۱۷، کتاب المناقب، صحیح مسلم ج۲ص۲۷۳ کتاب الفضائل، مشکوٰۃ ص۵۵۵)

ترجمہ: لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا: مردوں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا باپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔

٭...... حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحیح بخاری ج۱ص۵۱۸، جامع ترمذی ج۲ص۲۰۶، المستدرک ج۳ص۲۸۲، صحیح ابن حبان برقم:۶۸۶۲، تاریخ الخلفاء ص۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوبکر ہمارے سردار، ہم سب سے بہتر اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے ہیں۔

٭...... علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الصدیق رضی اللہ عنہ عندہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلتہ عند ربہ جل شانہ فھو

حبیب حبیب الله تعالٰی۔(روح المعانی جزء۱۰ص۲۰۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہی مرتبہ حاصل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کریم جل شانہ کی بارگاہ میں حاصل ہے، پس وہ اللہ کے حبیب کے حبیب ہیں۔

آیت......۞:ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ماکان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا والله یرید الاخرة والله عزیز حکیم ۔(الانفال:٦٧)

ترجمہ: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے، جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے، تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو، اور اللہ آخرت چاہتا ہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

تفسیر: حضرت عبداللہ بن مسعود و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی روایات کا خلاصہ ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ بدر کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کے رشتہ دار ہی ان کو قتل کریں جیسے حضرت علی اپنے بھائی عقیل کو، جبکہ حضرت ابوبکر نے معاف کر دینے کا مشورہ دیا اور فدیہ لینے کا، تاکہ ممکن ہے کہ ان میں کئی اسلام قبول کریں اور ہماری قوت و بازو بن جائیں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! تو ملائکہ میں میکائیل جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے، اے ابوبکر! انبیاء میں تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے، جنہوں نے کہا تھا:

ان تعذبھم فانھم عبادك......الایة۔

لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی عمل ہوا۔

(تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۱۳، ۲۱۴، تفسیر الدر المنثور ج ۴ ص ۹۶، ۹۷، ۹۸)

آیت ...... (۴۷) :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایتها النفس المطمئنة، ارجعی الی ربك راضیة مرضیة، فادخلی فی عبادی، وادخلی جنتی۔ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو، یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

تفسیر: یہ آیت بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آخری آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں ہی موجود تھے آپ نے یہ آیت سنتے ہی عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کتنی پیاری بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب (موت کے وقت) یہ بات تمہیں بھی کہی جائے گی۔

(تفسیر النکت والعیون، ج ۴ ص ۲۱۸، تفسیر الدر المنثور ج ۸ ص ۲۷۰، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۲۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۸۷، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۴۳، تفسیر ابن جریر)

آیت ...... (۴۸) :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی

الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون۔ (النور:۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی، اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

تفسیر: اس آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کی خلافت کا ذکر ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں:

فی الآیۃ دلالۃ علی خلافۃ الصدیق وامامۃ الخلفاء الراشدین۔

(معالم التنزیل تحت الآیۃ)

❁...... تاریخ الخلفاء ص ۶۷ میں ہے اس آیت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اور خلفائے راشدین کے امام ہونے پر دلالت ہے۔

❁...... امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس استخلاف سے مراد طریقہ امامت ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جس استخلاف کی یہ صفت بیان ہوئی ہے وہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ہی کے زمانہ میں پایا گیا (انما کان فی ایام ابی بکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیھم اجمعین) کیوں کہ ان کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں اور تمکین اور غلبۂ دین

وامن حاصل ہوا۔ (تفسیر کبیر ج ۲۴ ص ۲۵)

۞...... علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یہ آیت نبوت کی صحت بوجہ اخبار غیب کی دلیل ہے جو کہ پوری ہوئی اور خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ہے۔ (تفسیر بیضاوی)

۞...... تفسیر مدارک میں ہے:

یہ آیت واضح دلیل ہے خلفائے راشدین کی خلافت پر۔

۞...... تفسیر نیشاپوری میں ہے:

پس پورا کیا اللہ عزوجل نے اپنا وعدہ اور غالب کیا ان لوگوں کو جزیرۂ عرب اور مالک بنائے گئے وہ لوگ ملک ایران وغیرہ کی سلطنت اور خزانوں کے، لہذا یہ پیشگوئی معجزہ ہے (جو کہ خلفائے راشدین کے دور میں پوری ہوئی)

۞...... تفسیر خازن میں ہے:

اس آیت میں دلیل ہے حضرت ابوبکر اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی، کیونکہ ان کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات اور شاہ فارس اور دوسرے بادشاہوں کے خزانوں پر مسلمان قابض ہوئے اور امن و تمکین اور غلبۂ دین بھی حاصل ہو۔

۞...... تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۳۰۱ میں ہے:

بے شک آیت ظاہر ہے خلفاء راشدین کی پاکیزگی میں، کیونکہ تمکین دین اور دشمنان خدا کی طرف سے امن تام کا ظہور ان کے زمانہ میں ہوا۔

۞...... تفسیر سراج المنیر میں ہے:

زمین میں خلیفہ بنائے گا یعنی عرب وعجم میں ان کے احکام کو نافذ کرے گا اور زمین میں تصرف کرنے والا بنائے گا جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت میں تصرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا، جزیرۂ عرب کے بعد بلاد مشرق ومغرب کو فتح کیا، شاہان فارس کی سلطنت کو انہوں نے پامال کیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہوئے اور دنیا پر غالب آگئے، شاہان روم کے بیٹوں کو انہوں نے غلام بنایا اور مشرق ومغرب میں ان کو تمکین حاصل ہوئی جو ان سے پہلے کسی فرح کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

❀...... تفسیر فتح البیان میں ہے:

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرۂ عرب پر غالب کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے مشرق ومغرب کے شہروں کو فتح کیا، شاہان فارس کی سلطنت کو پامال کر دیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہو گئے اور دنیا پر غالب آگئے، یہ واضح دلیل ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی۔

❀...... تفسیر کشاف میں ہے:

اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرۂ عرب پر غالب کر دیا اور بعد میں ان کو مشرق ومغرب کے شہروں پر فتحیاب کر کے شاہان ایران کی سلطنت کو پامال کر دیا اور وہ ان کے خزانوں کے مالک بن گئے اور دنیا پر غالب آگئے۔

آیۂ مذکورہ کی وضاحت میں علامہ رازی علیہ الرحمہ کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو!

دلت الایة علی امامة الائمة الاربعة وذلك لانه تعالی وعد الله الذین امنوا وعملوا الصالحات من الحاضرین فی زمان محمد اوهوا لمراد بقوله لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم۔

(تفسیر کبیر الجزء الثالث والعشرون ص ۲۵ مطبوعہ بیروت)

یہ آیۃ کریمہ چاروں خلفاء کی امامت پر دلالت کرتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس وقت موجود تھے اور ایمان لائے نیک اعمال کیے، خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا، اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔

❁...... مزید لکھتے ہیں:

فثبت بهذا صحة امامة الائمة الاربعة وبطل قول الرافضة الطاعنين على ابى بكر وعمر وعثمان وعلى بطلان قول الخوارج الطاعنين على عثمان وعلى۔ (تفسیر کبیر الجزء الثالث العشرون ص ۲۶ مطبوعہ بیروت)

پس اس آیت کریمہ سے چاروں خلفاء کی امامت صحیح ہو جاتی ہے اور رافضی جو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر طعن کرتے ہیں ان کی بات باطل ہو گئی اور خارجی جو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خلاف زبان کھولتے ہیں ان کی بات بھی باطل قرار پاتی ہے۔

❁...... صاحب تفسیر قرطبی لکھتے ہیں:

قال الضحاك فى كتاب النقاش هذه الاية تتضمن خلافة ابى بكر وعمر وعثمان وعلى لانهم اهل الايمان وعملوا الصالحات۔

(تفسیر الجامع الاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۹۷)

ترجمہ: ضحاک نے کتاب النقاش میں فرمایا ہے کہ یہ آیت مقدسہ متضمن ہے

سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو کیونکہ وہ اہل ایمان ہیں اور انہوں نے اچھے عمل کیے۔

❁...... تفسیر ابن کثیر میں ہے:

فاما هؤلاء فانهم يكونون من قريش، يلون فيعدلون. وقد وقعت البشارة بهم في الكتب المتقدمة، ثم لايشترط ان يكونوا متتابعين، بل يكون وجودهم في الأمة متتابعا ومتفرقا وقد لا وجد منهم اربعة على الولاء وهم ابوبكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله عنهم۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶۹)

ترجمہ: وہ حضرات جن کے خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، وہ قریش میں سے ہوں گے، عدل وانصاف کرنے والے ہوں گے اور ان کے متعلق پہلی کتابوں میں بھی بشارات دی جاچکی ہیں، پھر ان کے لیے پے در پے ہونا شرط نہیں، بلکہ کچھ کی خلافت پے در پے ہوگی اور کچھ کی متفرق طور پر اور تحقیق ان خلفاء میں سے چار ہیں جو خلافت کر چکے ہیں اور وہ ابوبکر پھر عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

❁......بحر العلوم السمر قندی نے لکھا ہے:

يقال نزلت في شان ابي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم يسلتخلفتهم يعني: يكونوا خلفاء بعد رسول الله واحدا بعد واحد۔

(تفسیر السمر قندی ج ۲ ص ۴۴۷)

ترجمہ: یعنی کہا گیا ہے کہ آیت استخلاف حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر

فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے یعنی وہ حضور اکرم علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے۔

❁...... حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی وضاحت:

سب کو وقتاً فوقتاً اوصاف موجود بہا کے ظاہر ہونے پر صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آیت استخلاف وغیرہ میں موعود لہم بالخلافت اور مالک اوصاف مذکورہ فی النصوص یہی حضرات اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ واقعات پر غور کرنے سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ وعدہ استخلاف کے تحقق اور موجود ہونے کے لئے (آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر موجودہ زمانہ تک) کوئی اور خلافت بغیر خلافت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مستحق نہیں۔

(تصفیہ مابین سنی وشیعہ ص۴)

خلفائے اربعہ کو آیت استخلاف کا مصداق تسلیم نہ کرنے کے مفاسد:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آیت استخلاف کو اگر خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نہ مانا جائے تو مفاسد ذیل کا سامنا ہوتا ہے:

①...... خلف در وعدہ الٰہیہ یعنی معاذ اللہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ (حسب اعتقاد شیعی) وسائر ائمہ کے ہاتھوں پر دین مرتضیٰ وپسندیدہ کے قائم کرنے کا وعدہ فرما کر پھر اسے پورا نہ فرمایا اور مستخلفین موعودین کے بجائے ظالمین اور غاصبین دین غیر مقبول کی اشاعت کرتے رہے، حالانکہ قرآن شہادت دیتا ہے کہ کبھی وعدہ

خداوندی کے خلاف واقعہ نہیں ہوتا۔

(۲)......حق سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے افضل الانبیاء ﷺ کے دین سے ایسا برتاؤ کرنا جو دیگر انبیاء ومفضولین سے جائز نہیں رکھا گیا حالانکہ "لیظهره علی الدین کله" (تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے) اور "انا له لحافظون" (بے شک ہم اس کے محافظ ہیں) اسی دین کے غلبہ اور محفوظ رکھنے کے لئے وارد ہو چکے ہیں یعنی وفات شریف نبوی ﷺ کے روز ہی قبل از تکفین وتدفین غضب وظلم شروع ہو گیا۔

(۳)......حق سبحانہ وتعالیٰ کا پیشین گوئی مندرجہ آیت استخلاف میں (معاذ اللہ) جھوٹا اور کاذب ہونا۔

(۴)......آنحضرت ﷺ کی ترتیب اور تعلیمات اور آپ ﷺ کی صحبت مبارک کا (معاذ اللہ) اس قدر بے اثر وبے فیض ثابت ہونا کہ آپ ﷺ کے فوراً بعد سوائے چند اشخاص قلیل التعداد کے آپ ﷺ کے جمیع اصحاب مرتد ہو گئے۔ (معاذ اللہ)

اگر خلفاء ثلاثہ غاصب وظالم ٹھہرائے جائیں تو سب روایات واردہ درمدح وثنائے مہاجرین اولین واہل بیعت شجرہ وانصار جو ان خلفاء ثلاثہ کے معاون وناصر تھے (معاذ اللہ) بے معنی اور غلط ہوں گے۔ اور کلام الٰہی میں تدلیس ماننا پڑے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے۔ ایسے ہی وہ آیات واحادیث جو بالخصوص شخصی طور پر فرداً فرداً ان خلفاء کے بارے میں ہیں وہ بھی غلط ہو جائیں گے۔

(تصفیہ مابین سنی وشیعہ ص ۱۱)

ان تفاسیر وعبارات سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ "خلیفہ بنانے کا وعدہ" یعنی عرب وعجم پر حکمرانی اور دین کی اشاعت اور امن تام، خلفائے راشدین کے ذریعہ ہوا۔ جن کے

سرخیل و سردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس حکمرانی اور فتوحات کے تذکرے احادیث مقدسہ میں بھی موجود ہیں۔

﴿۱﴾......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیئے زمین کو سمیٹ دیا ہے، میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور بلاشبہ میری امت کی بادشاہت عنقریب وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک زمین میرے لئے سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے دیئے گئے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰، جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۰، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۲، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸)

﴿۲﴾......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کسریٰ ہلاک ہوگا پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور ضرور بضرور تم لوگ ان کے خزانوں کو راہ خدا میں خرچ کروگے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۱، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۲، مشکوٰۃ ص ۴۶۶ باب لملاحم)

﴿۳﴾......غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کے ایک سخت ترین پتھر کو بسم اللہ پڑھ کر ضرب لگانے پر جب اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اکبر! مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں، قسم بخدا! بے شک میں اس کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے پھر دوسری ضرب لگائی تو اس کی دوسری ایک تہائی ٹوٹ گئی اور آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے ملک فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ اور قسم بخدا! بے شک میں مدائن اور اس کے سفید محلات کو اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں، پھر تیسری ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں اور

میں صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(مسند ابو یعلی برقم ۱۶۴۹، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۳۷۸)

چونکہ یہ تمام فتوحات خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد ہائے مبارکہ میں ہوئیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ان حضرات مقدسہ کی حکومت فی الواقع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی حکومت ہے، اور ترتیب وار جانشینی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی تھی۔ بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت کو ''خلافت خاصہ علی منہاج النبوۃ'' کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کے دست ہائے مبارکہ سے وہ کام ہوئے جو فی الحقیقت نبیوں کے کام ہیں۔

اور کیوں نہ ہو کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس انوار غیبیہ پر مطلع ہونے اور مطلع کرنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۸)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تو ہر لحاظ سے ان سے بہت بلند ہے۔

اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنٰی ھذہ ید عثمان۔ (الحدیث)

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جو فتوحات ہوں گی وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف ہی منسوب ہوں گی اور یہ اتنا بلند ترین مرتبہ ہے کہ جس کی نظیر ناممکن ہے اور یہ ایسی نیابت ہے کہ جس کا کوئی کور باطن ہی انکار کر سکتا ہے۔

اور حضرت فاروق اعظم و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ابن کثیر کہتے ہیں: وہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فرع تھے۔ کیونکہ فارس و روم کی طرف لشکر حضرت ابوبکر نے بھیجے اور ان کا کام حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ہاتھوں تمام ہوا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٦)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم):

الخطیب نے ابوبکر بن عیاش سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ از روئے قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے اور اس سلسلہ میں آیت قرآنی:

للفقراء المهاجرين ...... اولئك هم الصادقون۔ (الحشر: ٨) کا حوالہ دیتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ٦ ص ٣٣٩ ذکر من اسمہ یاسین)

۞...... امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس آیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل قائم کی ہے انہوں نے کہا کہ یہ تمام مہاجر اور انصار حضرت ابوبکر کو "یا خلیفة رسول الله" کے جملے سے یاد کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کے سچے ہونے پر گواہ ہے۔ تو لازماً وہ حضرات اپنے قول یا خلیفة رسول الله کہنے میں سچے ہیں اور جب بات یوں ہے تو حضرت ابوبکر کی امامت کی صحت یقینی طور پر ثابت ہو گئی۔

(تفسیر کبیر ج ٢٩ ص ٢٨٦)

نیز تمام لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ بھی ان کو خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارتے تھے۔

اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہو!

﴿۱﴾......عن زید ابن أرقم رضی الله عنه قال: کنا مع أبی بکر الصدیق فبکٰی فقلنا: یاخلیفة رسول الله ماهذا البکاء؟۔ (المستدرک ج۳ص۲۹۶)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ رودیئے ہم نے عرض کیا: ''اے خلیفۂ الرسول! یہ رونا کیسا ہے؟۔

﴿۲﴾......عن سعید ابن المسیب رضی الله عنه أن أبا بکر الصدیق رضی الله عنه لما بعث الجُیُوشَ نحوا لشَّامِ: یزید ابن أبی سفیان، وعمرو بن العاص وشرحبیل بن حسنة مشٰی معهم حتی بلغ ثنیّة الوداع فقالوا: یاخلیفة رسول الله تمشی ونحن رکبان؟۔ (المستدرک ج۳ص۲۹۵)

ترجمہ: حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب شام کی طرف حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے لشکر روانہ فرمائے تو آپ رضی اللہ عنہ اُن کے ساتھ پیدا چلتے ہوئے ''ثنیۃ الوداع'' تک تشریف لے گئے، انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پیدل چل رہے ہیں اور ہم سوار؟۔

﴿۳﴾......عن عبیدة قال: جاء عُیَیْنَةُ بْنُ حصنٍ والاقرعُ بنُ حابسٍ الی أبی بکر رضی الله عنه فقالوا: یاخلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۹، سنن الکبریٰ للبیھقی ج ۷ ص ۲۰، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب ج ۲ ص ۲۰۴)

ترجمہ: حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا:

یاخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ)۔

۴۔ ......عن أنس رضی اللہ قال: طفنا بغرفة فيها أبوبكر حين أَصَابَهٗ وَجَعُهُ الذی قبض فيه، فاطلع علينا اطلاعةً فقال: ألستم ترضَوْنَ بما أُصْنَعُ؟ قلنا: "بلى ياخليفة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم"۔ (المستدرک ج ۳ ص ۲۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

ہم نے اِس کمرے کا چکر لگایا جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے، جب آپ کو اس تکلیف نے آلیا جس میں آپ نے وصال فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم پر نمودار ہوئے اور فرمایا: "کیا تم اس پر راضی نہیں ہو جو میں کر رہا ہوں؟" ہم نے عرض کی: "کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ!"۔

آیت ...... ۴۹ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصھرا وکان ربك قدیرا۔ (سورۃ الفرقان: ۵۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتہ دار اور سسرال مقرر کیے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

تفسیر: "وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول

اللہ علیہ وسلم اخبرنی جبرئیل قال یامحمد لما خلق اللہ آدم وادخل الروح فی صدرہ امرنی ان اخرج تفاحۃ من جنات عدن فاخرجتھا وعصرتھا فی حلق آدم خمس نقط فالنقطۃ الاولی خلقتك منھا والثانیۃ ابوبکر والثالثۃ عمر والرابعۃ عثمان والخامسۃ علی وھو قولہ تعالی وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربك قدیرا"۔

(نورالابصار ص ۴ اواللفظ لہ، الریاض النضرہ ج ا ص ۴۴)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور روح کو ان کے سینے میں داخل فرمایا تو مجھے حکم دیا کہ میں جنت عدن سے ایک سیب لے آؤں، پس میں ایک سیب لے آیا اور اس سے آدم علیہ السلام کے حلق میں پانچ قطرے نچوڑے، پس پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا، دوسرے قطرے سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، تیسرے سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور چوتھے سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور پانچویں سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربك قدیرا ۔یعنی "بشر" اور "نسب" سے مراد حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما، اور "صھر" سے مراد حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں۔

آیت ...... (۴۰) :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا" الآیۃ۔ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔

تفسیر: آیت مذکورہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار مراد ہیں۔

❁......اہل تفسیر لکھتے ہیں:

وقال بعضهم والذين معه يعني ابابكر اشداء على الكفار يعني عمر رحماء بينهم يعني عثمان تراهم ركعا سجدا يعني علي رضوان الله عليهم اجمعين۔

(تفسیر سمرقندی ج ۳ ص ۲۵۹، شرف مصطفٰے ج ۶ ص ۲۴، تفسیر نور العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۸۲۱، تفسیر الحسنات ج ۶ ص ۹۰، ملفوظات مہریہ ص ۱۱۲، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۳۹)

یعنی اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے، بعض حضرات فرماتے ہیں:

"والذين معه" سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ "اشداء على الكفار" سے مراد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ "رحماء بينهم" سے مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور "تراهم ركعا سجدا" سے مراد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

❁...... حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت فرماتے تھے کہ آیت: محمد رسول الله والذين معه اشدآء على اكفار ......الخ" میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ "والذين معه" سے خلیفہ اول "اشدء على الكفار" سے حضرت خلیفہ ثانی "رحماء بينهم" سے حضرت خلیفہ ثالث اور "تراهم ركعا

سجدًا" الی آخرہ سے حضرت خلیفہ رابعہ کی صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ معیت اور صحبت میں صدیق اکبر، کفار پر شدت میں، حضرت عمر فاروق، حلم و کرم میں، حضرت عثمان غنی اور عبادت و اخلاص میں، حضرت مولائے علی خصوصی شان رکھتے تھے۔

(مہر منیر ص ۲۲۴،۲۲۵)

آیت ⑧ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوٰی علی سوقه" الآیة۔ (سورۃ الفتح:۲۹)

ترجمہ: اوران کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔

تفسیر: آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے:

"عن ابن عباس (رضی الله عنهما) فی قوله تعالیٰ" ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه"، الزرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشطؤه ابوبکر فآزره عمر فاستغلظ بعثمان فاستوی بعلی رضی الله عنهم اجمعین"۔

(الریاض النضرۃ ج۱ ص ۴۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی مثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطاه کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ "الزرع" سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور "شطؤه" سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور "فآزره" سے مراد سیدنا عمر فاروق ہیں اور "فاستغلظ" سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں

"فاستوی" سے مراد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

آیت ۳۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وجعلنا علی ذات الواح ودسر تجری باعیننا"۔ (القمر:۱۳)

ترجمہ: اور بنایا ہم نے اس کو (نوح علیہ السلام کو سوار کیا ایسی کشتی پر) جو تختوں اور کیلوں والی تھی، ہماری نگاہوں کے سامنے چلتی رہیں۔

تفسیر: آیت مذکورہ کی تفسیر امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

"ذکر الکسائی فی کتابہ (قصص الانبیاء) علیہم الصلوۃ والسلام ان نوحا علیہ السلام کان لما صنع فی السفینۃ شیئا تأکلھا الارضۃ (دودۃ اودویبۃ تاکل الخشب ونحوہ) لیلا فشکا الی اللہ فاوحی اللہ تعالٰی الیہ اکتب علیھا عیونی من خلقی قال یارب وما عیونک من خلقک قال ھم اصحاب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان و علی فکتبھم نوح علی جوانبھا الاربعۃ فحفظت"۔ (نورالابصار ص ۱۴، قصص الانبیاء ص ۴۳،۴۴)

ترجمہ: امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ذکر کیا ہے کہ بے شک نوح علیہ السلام جب کشتی بناتے تھے تو اس کو رات کے وقت کیڑا کھا جاتا تھا۔ جناب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے نوح علیہ السلام اس کشتی پر میری مخلوق کے خاص اکابرین کے نام لکھ دو!۔ جناب نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب ذوالجلال! تیری مخلوق کے مخصوص اکابرین کون سے ہیں؟۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب: ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ پس نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں

کناروں پر چاروں کے نام لکھ دیئے تو اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کی برکت سے اس کشتی کی حفاظت فرمائی (یعنی اس کو کیڑے سے محفوظ فرمالیا)۔

آیت......۞ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایها الذین اٰمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین۔ (التوبہ:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تفسیر: ''صادقین'' سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق اور دیگر صحابہ ہیں۔ اہل تفسیر نے نقل کیا ہے:

نافع: والمراد: ......بالصادقین محمد علیہ وسلم واصحابہ ...... سعید بن جبیر ان المراد کونوا مع ابی بکر وعمر رضی الله عنهما۔

(تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۴۵ واللفظ لہ، تفسیر الدر المنثور ج ۳ ص ۲۹، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۸۵، تفسیر کبیر ج ۱۶ ص ۲۲۰، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۱)

ترجمہ: حضرت نافع کہتے ہیں صادقین سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہیں۔ اور حضرت سعید بن جبیر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ساتھ ہو جاؤ۔

۞......عن الضحاک فی قوله "یاایها الذین اٰمنوا اتقو الله و کونوا مع الصادقین" قال امروا ان یکون مع ابی بکر وعمر واصحابهما عن ابن عباس فی قوله اتقوا الله و کونوا مع الصادقین قال مع علی ابن ابی طالب۔

(در منثور ج ۳ ص ۲۹۰، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۲۸۵، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۷)

ضحاک بیان کرتے ہیں کہ آیت مذکورہ کا معنی یہ ہے کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور ان کے دوستوں کے ساتھ ہو جاؤ اور حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب کے ساتھ ہو جاؤ۔

﷽...... تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۳۴ یہ بھی حضرت ابن جبیر کی تفسیر میں موجود ہے اور تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۱۳۴ میں ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ "مع الصادقین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ابوبکر و عمر کے ساتھ ہو جاؤ"۔

﷽...... علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے مزید لکھا ہے:

اور مروی ہے کہ بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے دن اس آیت سے دلیل پکڑتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے گروہِ انصار! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

للفقراء المهاجرين (الى قوله) اولئك هم الصادقون۔ (الحشر: ۸)

ترجمہ: ان فقراء ہجرت کرنے والوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہیں اور اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں اور یہی لوگ سچے ہیں۔

بتاؤ وہ کون لوگ ہیں؟۔ انصار نے کہا: وہ تمہی ہو!۔

پھر حضرت ابوبکر نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یاایها الذین اٰمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تو اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ، اور ہمیں حکم نہیں فرمایا کہ

ہم تمہارے ساتھ ہو جائیں۔ لہٰذا ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔ (تفسیر معالم التنزیل)

❁...... خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان میں ہے:

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

❁...... ابن جریر کہتے ہیں کہ اس سے مراد جمیع مہاجرین ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ''صدیقیت'' کے چرچے احادیث وآثار میں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صدیقیت پر احادیث مبارکہ سے چند حوالہ جات درج کر دیئے جائیں۔

حضرت جبریل کا اعلان صدیقیت:

واخرج سعید بن منصور وابن سعد والطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ، فکان بذی طویٰ قال: (یا) جبریل، ان قومی لایصدقونی، قال یصدقك ابوبکر وھو الصدیق۔

(درمنثور ج۵ص۱۸۳، دوسرا نسخہ ج۵ص۱۹۵ واللفظ لہٗ، الصواعق المحرقہ ص۹۸، طبقات ابن سعد ذکر لیلۃ اسریٰ برسول ج۲ص۱۷۰، الریاض النضرۃ ج۱ص۷۰، تاریخ الخلفاء ص۳۰، تفسیر بغوی زیر تفسیر آیت اسراء، مختصر تاریخ دمشق ج۱ص۱۷۴،

فضائل الصحابہ ص ۳۸ برقم ۱۱۶ ص ۱۲۹ برقم ۵۴۲، تفسیر خازن زیر آیت اسراء، طبرانی کبیر برقم ۹۰۰، طبرانی اوسط ج ۷ ص ۱۶۶ برقم ۷۱۷۳، کنز العمال برقم ۳۲۶۱۱، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۱، تاریخ الاسلام للذہبی، المعراج الی السماء ج ۱ ص ۶۷)

ترجمہ: سعید بن منصور ابن سعد طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب مقام ذی طویٰ پر واپس تشریف لئے تو فرمایا اے جبریل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے، اور وہ ''صدیق'' ہیں۔

❀......وعن علی قال جاء جبریل علیه السلام الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال له: " من یهاجر معی "؟ فقال: ابوبکر وهو الصدیق۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۸۲، ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۷۳)

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! ابوبکر اور وہ صدیق ہے۔

❀......عن محمد بن کعب قال: لما رجع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حین أسری به فبلغ ذالحوی فقال: یاجبریل انی اخاف أن یکذبونی، قال: کیف یکذبونك وفیهم أبوبکر الصدیق۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۵۶)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب کا بیان ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے لوٹے اور ذوالحویٰ کے مقام پر پہنچے تو آپ

نے فرمایا: اے جبریل! مجھے اس بات کا خوف ہے کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے، انہوں نے عرض کیا: وہ آپ کو کیسے جھٹلائیں گے حالانکہ ان میں ابوبکر صدیق موجود ہیں۔

نام صدیق معراج کی صبح رکھا گیا:

عن عائشة رضی الله عنها قالت: جاء المشرکون الی ابی بکر، فقالوا هل لك الی صاحبك؟ یزعم انه اسری به اللیلة الی بیت المقدس، قال أوقال ذلك؟ قالوا: نعم، فقال لقد صدق انی لاصدقه بابعد من ذلك بخبر السماء غدوة وروحة فلذالك سُمّیَ الصدیق واسناده جید۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۹، تاریخ الخلفاء ص ۲۹ واللفظ لہ، سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۷۲، الصواعق المحرقہ ص ۹۷، کنز العمال ج ۱۱، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۵۲۲، المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹، درمنثور ج ۵ ص ۱۹۵، مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۲۸، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۲، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۵۵، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۶۰)

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (جید سند کے ساتھ) روایت ہے:

مشرکین مکہ نے حضرت ابوبکر کے پاس آ کر کہا کہ تمہارے صاحب کا خیال ہے کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے ہیں کیا آپ اسے تسلیم کرلیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے؟ مشرکین نے کہا: ہاں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے میں تو اس سے دور کی باتوں یعنی ان خبروں کی بھی تصدیق کرنے والا ہوں جو صبح وشام آپ کو آسمانوں سے ملتی ہیں۔

چنانچہ اس تصدیق کی وجہ سے آپ کا نام صدیق رکھا گیا۔

❁......اخرج الطبرانی عن ام هانئ رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

لما أسری به: انی أرید أن أخرج الی قریش فأخبرهم فکذبوه، وصدقه أبوبکر الصدیق رضی الله عنه۔ فسمی یومئذ الصدیق ۔ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۰)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اسریٰ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں قریش کی طرف جاؤں اور انہیں خبر دوں، پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی، تو اسی دن ان کا نام صدیق رکھا گیا۔

اسم صدیق آسمان سے نازل ہوا:

نزال بن سبرہ نے ہم سے بیان کیا:

میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نہایت پاکیزہ نفس، اور مزاح فرمانے والے تھے،

ہم نے عرض کیا کہ ہمیں اپنے صحابیوں کے بارے میں کچھ بتائیں؟ آپ نے فرمایا: میرے تمام صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ہم نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں: آپ نے فرمایا: ان کے بارے میں یہ بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبریل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان کا نام "صدیق" بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے چن لیا۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۸۲، ۷۰، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۳۹، ابن عساکر ج ۳۰ ص، تاریخ الخلفاء ص ۳۰، الصواعق المحرقہ ص ۹۸)

❁...... طبرانی نے "سند جید صحیح" کے ساتھ حکم بن سعد سے روایت درج کی ہے:

سمعت علیا یقول ویحلف: لأنزل الله اسم أبی بکر من السماء الصدیق۔

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۰، کنز العمال ج ۱۱، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۷۰، تاریخ الخلفاء ص ۳۰ واللفظ لہ، المستدرک ج ۳ ص ۲۷۸، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۹۹ برقم ۲۷۷، الآحاد والمثانی ج ۱ ص ۷۰)

ترجمہ: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حلف اُٹھا کر یہ بات فرماتے سُنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام "صدیق" اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔

❁......عن ابی یحییٰ قال: لا أحصی کم سمعت علیا علی المنبر یقول: ان الله عزوجل سمّٰی ابا بکر علی لسان نبیه صلی الله علیه وسلم صدیقا۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۸، تاریخ الخلفاء ص ۳۰ اخرج الدار قطنی)

ابو یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو لاتعداد مرتبہ منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابوبکر کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صدیق رکھا ہے۔

نامِ صدیق عرش پر:

عن جعفر بن محمد عن ابیه، عن جده علی قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اسری بی رأیت علی العرش مکتوبالااله الا الله محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین یقتل ظلما۔

(الریاض النضرہ ج ا ص ۷۲)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے جد امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر "صدیق" عمر "الفاروق"، عثمان "ذوالنورین" ہیں جو مظلوم قتل ہوں گے۔

......یہ روایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۰۵)

...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا:

جب مجھے آسمان کی معراج کرائی گئی تو میں نے عرش کی پنڈلی پر لکھا دیکھا:

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق اور عثمان ذوالنورین۔ (میزالاعتدال ج ۳ ص ۱۱۷)

...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں صرف یہ جملہ بھی ہے۔

محمد سول اللہ ابوبکر الصدیق ۔ (ابن عساکر ج ۲۰ ص ۲۰۲)

......عن ابی درداء قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "رایت لیلۃ اسری بی مکتوبا حول العرش فی فرندۃ خضراء بقلم نور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق۔

(کنزالعمال ج ۱۱ ص ۲۵۱ برقم: ۳۲۵۷۹، الریاض النضرہ ج ا ص ۱۴۴ واللفظ لہ، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۳، درمنثور ج ۵ ص ۱۹۲)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات کو عرش کے گرد فریدۂ سبز میں نور کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، اور ابوبکر صدیق

۞......واخرج ابویعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الاوجدت فیھا مکتوبا اسمی محمد رسول اللہ وابی بکر الصدیق خلفی

(کنز العمال ج ۱۱ص ۲۵۱ برقم ۳۲۵۸۸، درمنثور ج ۵ص ۱۸۹، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۳، الریاض النضرہ ج ۱ص ۱۴۳، الخصائص الکبریٰ ج ۱ص ۱۳، تاریخ الخلفاء ص ۵۷، مسند ابویعلیٰ برقم ۶۴۷۲، المطالب العالیہ برقم ۳۹۶۵، مجمع الزوائد منبع الفوائد ج ۴ص ۸۰، الکامل لابن عدی ج ۴ص ۱۹۰، مجمع الزوائد ج ۹ص ۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کے لئے آسمان پر لے جایا گیا، تو میں جس آسمان سے بھی گذرا وہاں پر میں نے لکھا دیکھا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق میرے بعد (خلیفہ) ہیں۔

۞......یہ روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ص ۲۱۵من اسمہ محمد، میزان الاعتدال ج ۳ص ۶۰۹، تاریخ بغداد ج ۱ص ۲۱۹، ۲۲۰ذکر من اسمہ محمد واسم)

۞......علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

اسنادہٗ ضعیف لکنہ ورد ایضاً من حدیث ابن عباس وابن عمر

وانس، وابی سعید، وابی الدرداء رضی اللہ عنہم بأسانید ضعیفة یشد بعضها بعضاً۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت سعید اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہیں، لیکن سب کے جمع ہونے کی وجہ سے اسے تقویت کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔

❁...... علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

وورد هذا الحدیث ایضاً من روایة ابن عباس وابن عمر ترتقی بمجموعها الی درجة الحسن۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۰۲)

ترجمہ: یہ حدیث حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر سے بھی مروی ہے۔ ان روایات کا مجموعہ درجۂ حسن تک پہنچ جاتا ہے۔

نام صدیق اللہ تعالیٰ نے رکھا:

عن ام هانی ...... فقال رسول اللہ ﷺ یومئذ: یا أبابکر ان اللہ قد سماك الصدیق۔ (در منثور ج ۵ ص ۱۸۲)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ...... تو رسول اللہ ﷺ نے اس دن فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تیرا نام "صدیق" رکھا ہے۔

❁...... عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ یا ابابکر ان اللہ سماك الصدیق۔ (کنز العمال ج ۱۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔

خدا نے کہا: صدیق مبارک ہو!:

قال حذیفة صنع النبی علیه السلام طعاما ودعا اصحابه فاطعمهم لقمة لقمة وقال سید القوم خادمهم واطعم ابابکر ثلاث لقم فسئاله العباس عن ذالك فقال: لما اطعمته اول لقمة، قال له جبریل هنیئا لك یا عتیق فلما لقمتهٗ الثانیة قال له میکائیل هنیئا لك یا رفیق فلما لقمتهٗ الثالثة، قال له رب العزة هنیئا لك یا صدیق۔ (الحاوی للفتاویٰ للسیوطی ج ۲ ص ۴۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تیار کروا کر اپنے صحابہ کو بلایا تو ان کو ایک ایک لقمہ کھلایا اور فرمایا قوم کا سردار ان کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو تین لقمے کھلائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے اس کو پہلا لقمہ کھلایا تو جبریل نے اس سے کہا: اے عتیق تجھے مبارک ہو! دوسرا لقمہ کھلایا تو اس سے میکائیل نے کہا! اے رفیق تجھے مبارک ہو! تیسرا لقمہ منہ میں ڈالا تو اسے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اے صدیق تجھے مبارک ہو!۔

جنت کے رومال پر نام صدیق:

عن حذیفة قال: صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة الغداة فلما انصرف قال:

این ابوبکر؟قال:لبیك، قال: ألحقت معی الرکعة الاولیٰ؟قال کنت معك فی الصف الاول فوسوس لی شئی فی الطهارة فخرجت الی باب المسجد فهتف بی هاتف یا ابابکر،فالتفت فاذا بقدح من ذهب فیه ماء أبیض من الثلج، واطیب من الشهد- بفتح الشین علی الأفصح-وعلیه مندیل مکتوب علیه لااله الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصدیق،فتوضأت ثم وضعت المندیل مکانه۔ فقال یاأبابکر لما فرغت من القرأة أخذت رکبتی فلم اقدر علی الرکوع حتی جئت وان الذی وضأك جبریل والذی مندلك میکائیل والذی أخذ برکبتی اسرافیل۔(الحاوی للفتاویٰ للسیوطی ج۲ص۴۲)

ترجمہ:حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور رُخ پھیر کر پوچھا:''ابوبکر کہاں ہے؟''حضرت ابوبکر نے عرض کیا!یارسول اللہ! حاضر ہوں،آپ نے فرمایا: کیا تو پہلی رکعت میں میرے ساتھ تھا؟ابوبکر نے عرض کیا: میں پہلی صف میں آپ کے ساتھ تھا،میرے دل میں طہارت کے سلسلہ میں شک پیدا ہواتو مسجد کے دروازہ پر گیا تو میرے لیے غیب سے آواز آئی ،اے ابوبکر! میں نے آواز کی طرف توجہ دی،تو وہاں سونے کے پیالے میں برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح پاکیزہ پانی تھا اور اس پر ایک رومال تھا جس پر لکھا ہوا تھا:

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ،ابوبکر الصدیق۔پھر میں نے اس پانی سے وضو کیا اور رومال اوپر دے دیا۔

آپ نے فرمایا:اے ابوبکر!جب میں قرأت سے فارغ ہوا میرے گھٹنے پکڑ

لیے گئے، میں رکوع نہ کر سکا، جس نے تجھے وضو کرایا وہ جبریل ہے اور جس نے رومال پیش کیا وہ میکائیل ہے اور جس نے میرے گھٹنے پکڑے وہ اسرافیل ہے۔

اس روایت کے آخری حصہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عظمت و بلندی کے جو پہلو نمایاں ہوتے ہیں وہ اہل ذوق کے لیے قلب و نظر کی ٹھنڈک اور سرور و اطمینان کا سامان ہیں۔

ایک صدیق دو شہید:

ان انس بن مالك حدثهم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد أُحداً وابوبكر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال اثبت أُحد فانما عليك نبی وصديق وشهيدان۔

(بخاری ج۱ص۵۱۹ واللفظ لہٗ ۵۲۱، ۵۲۳، ابوداؤد ج۲ص۲۸۳، مشکوٰۃ ص ۵۶۳، مسند احمد ج۳ص۱۱۲، فضائل الصحابہ ص۶۳، ۶۴ برقم: ۲۴۶، ۲۴۷، جامع ترمذی ج۲ص۲۱۰، الصواعق المحرقہ ص۱۱۲، الریاض النضرہ ج۱ص۵۶، تاریخ دمشق ج۳۰ ص۷۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کو لے کر اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے، تو پہاڑ جھومنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

جبلِ ثبیر پر اعلان:

عن عثمان بن عفان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كان علی ثبير مكة ومعه

ابوبکر وعمر وانا فتحرك الجبل حتى تساقطت حجارته بالحفيض فركضه برجله و قال:" أسكن ثبير فانما عليك نبي وصديق وشهيدان"۔

(الصواعق المحرقہ ص۱۱۳، الریاض النضرہ ج۱ص۵۶ واللفظ لہ، مشکوٰۃ ص۵۶۲،۵۶۱، جامع ترمذی ج۲ص۲۱۱)

ترجمہ: حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبل ثبیر پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ میں اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر تھے کہ پہاڑ جھومنے لگا تو آپ نے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا:

"ثبیر! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

کوہ حرا پر اعلان:

وعن بريدة:" ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان جالسا على حراء ومعه أبوبكر وعمر وعثمان فتحرك الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "اثبت حراء فانه ليس عليك الا نبي أوصديق أوشهيد۔

(الریاض النضرہ ج۱ص۵۶ واللفظ لہ، جامع ترمذی ج۱ص۲۱۱)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حرا پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ پہاڑ جھومنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرا! ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق اور شہید ہے۔

❁......عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل...... كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

بحراء فقال اثبت حراء فانه ليس عليك الانبى اوصديق اوشهيد……۔
الحديث۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۷، ابن ماجہ ص ۱۳، ابوداود ج ۲ ص ۲۸۳، فضائل الصحابہ ص ۶۴ برقم ۲۵۰)

ترجمہ: حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پر تھے آپ نے فرمایا: حرا ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔

……حافظ ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۴۷ پر اس روایت کے آخر میں لکھا ہے: فالصديق ابوبكر والشهيدان عمر وعثمان۔

ترجمہ: صدیق حضرت ابوبکر ہیں اور دو شہید حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔

……حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کوہ حرا پر گئے، تو چٹان حرکت کرنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۸۲، مشکوۃ ص ۵۶۶، ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۱۳، فضائل الصحابہ ص ۶۴ برقم: ۲۴۸)

جنت کے ہر پتے پر "نام صدیق":

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ليس فى الجنة شجرة الا

وعلى كل ورقة مكتوب لااله الا الله محمد رسول الله ،ابوبكر الصديق عمر الفاروق،عثمان ذوالنورين" ۔(ریاض النضرہ ج۱ص۵۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے درختوں کا ایک پتہ ایسا نہیں تھا جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین نہ لکھا ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے "صدیق" ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور گواہی:

عن ربيعة الاسلمى قال: كنت أخدم رسول الله صلى الله عليه وسلم ......ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطانى بعد ذلك أرضا، وأعطى أبابكر ارضه وجاءت الدنيا فاختلفنا فى عِذق نخلة فقلت أنا: هى فى جدى، وقال أبوبكر: هى فى جَدّى، فكان بينى و بين أبى بكر كلام، فقال لى ابوبكر كلمة كرهها، وندم عليها، وقال لى: ياربيعة، رُدّ على مثلها حتى يكون قصاصا فقلت "ما انا بفاعل وقال أبوبكر: لتقولن او لاستعدين عليك رسول الله. فقلت: ما انا بفاعل! قال: ورفض الارض وانطلق ابوبكر الى النبى صلى الله عليه وسلم، وانطلقت اتلوه فجاء ناس من أسلم فقالوا لى: رحم الله أبابكر، فى أى شىء يستعدى عليك رسول الله وهو الذى قال لك ما قال؟ فقلت: أتدرون من هذا؟ هذا ابوبكر الصديق، وهذا ثانى اثنين، وهو ذوشيبة المسلمين، اياكم لا يلتفت فيراكم تنصرونى عليه فيغضب وفيأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيغضب لغضبه، فيغضب الله لغضبهما فتهلك

ربیعة: قال:ما تأمرنا؟قال:ارجعوا، انطلق ابوبکر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فتبعته وحدی، حتی اتی رسول الله، فحدثه الحدیث کما کان،فرفع الیّ راسه فقال:"یاربیعة مالك والصدیق؟"قلت:یارسول الله کان کذا و کذا،فقال لی کلمة کرهها:فقال لی:قل کما قلت حتی یکون قصاصا؛فابیت،فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم:"اجل افلا ترد علیه ،ولکن قل:اغفرالله لك یاابابکر"،فقلت:غفر الله لك یا ابا بکر:قال الحسن فولّی ابوبکر وهو یبکی۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث ربیعہ بن کعب ج ۴ ص ۵۸، المستدرک ج ۲ ص ۲۹۴ کتاب النکاح واللفظ لہ، المعجم الکبیر ج ۵ ص ۵۸، فضائل الصحابہ ج ۱ ص ۱۱۴ برقم ۲۸۳ واللفظ لہ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۵، فتح الباری ج ۷ ص ۲۶، الریاض النضرۃ ص ۱۰۸، ۱۰۷، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۱۱۴، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۶)

ترجمہ: حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کا کچھ حصہ مجھے عطا فرمایا اور کچھ حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ پس امور دنیا کی وجہ سے ہمارے درمیان کھجور کے ایک درخت کی شاخوں پر اختلاف ہو گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میری ہے، اور میں نے کہا یہ میری ہے۔ پس میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہوئی تو انہوں نے ایسا کلمہ کہہ دیا جسے انہوں نے ناپسند کیا۔ پھر وہ شرمندہ ہو گئے اور فرمایا: اے ربیعہ! اسی طرح کا کلمہ تم مجھے کہہ لو تا کہ وہ قصاص بن جائے، میں نے عرض کی: میں ایسا نہیں کروں گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا:

تم ایسا کرو، ورنہ میں تمہارے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کروں گا۔ تو میں نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور میں ان کے پیچھے ہولیا، میرے قبیلے بنو اسلم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے! اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! وہ کس چیز میں تمہارے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرتے ہیں، انہوں نے تمہیں جو کہا وہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا: تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ تمام مسلمانوں میں پہل کرنے والے ہیں۔ پس تم اس سے بچو کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوں اور تمہیں دیکھ لیں کہ تم میری مدد کر رہے ہو جس کے نتیجے میں وہ ناراض ہو جائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ بھی ناراض ہو جائے گا۔ تو ربیعہ ہلاک ہو جائے گا، انہوں نے کہا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: تم واپس لوٹ جاؤ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے ہیں اور میں اکیلا ان کے پیچھے چلتا گیا، یہاں تک کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ انور میں پہنچ گئے، انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ساری بات بتائی، جو ہوئی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر انور میری طرف اُٹھایا اور ارشاد فرمایا:

اے ربیعہ! تمہارے اور صدیق کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! معاملہ اس طرح ہوا، پھر انہوں نے مجھے ایک ایسا کلمہ کہا جسے انہوں نے ناپسند کیا، تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح کہہ لو جس طرح میں نے تمہیں کہا

ہے تاکہ وہ قصاص بن جائے تو میں نے انکار کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان پر قصاص کے طور پر وہ کلمہ نہ کہنا، بلکہ تم کہو کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اللہ آپ کو معاف فرمائے، تو میں نے یہی جملہ کہا: اے ابوبکر! اللہ آپ کو معاف فرمائے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے وہاں سے واپس چل پڑے۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو گیا، کیونکہ یہ پاکیزہ نفوس ذاتی معاملات کی وجہ سے رنجشیں قائم رکھنے والے نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے سینوں کو پاک فرما دیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت "صدیق" ہونے کی گواہی:

ان اباهريرة رضى الله عنه قال اجتمع المهاجرون والانصار عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابوبكر رضى الله عنه وعيشك يارسول الله انى لم اسجد لصنم قط وغضب عمر بن الخطاب رضى الله عنه وقال تقول وعيشك يارسول الله انى لم اسجد لصنم قط وقد كنت فى الجاهلية كذاوكذاسنة فقال ابوبكر رضى الله عنه ان اباقحافة اخذ بيدى فانطلق بى الى مخدع فيه الاصنام فقال لى هذه الهتك الشم العلا فاسجد لها وخلانى ومضى فدنوت من الصنم وقلت انى جائع فاطعمنى فلم يجبنى فقلت انى عارى ا كسنى فلم يجبنى فاخذت صخرة فقلت انى ملق عليك هذه الصخرة فان كنت الها فامنع نفسك فلم يجبنى فالقيت عليه الصخرة فخر لوجهه واقبل ابى فقال ماهذا يابنى فقلت هو الذى ترى فانطلق بى الى امى فاخبرها فقالت دعه فهو الذى ناجانى الله تعالى به فقلت يااماه ماالذى ناجاك به قالت ليلة اصابنى المخاض

لم یکن عندی احد فسمعت ھاتفایقول:

یاأمة الله علی التحقیق   ابشری بالولد العتیق

اسمه فی السماء الصدیق   لمحمد صاحب ورفیق

قال ابوهریرة رضی الله عنه فلما نقضی کلام الی بکر رضی الله عنه نزل جبریل علی رسول اللهﷺ وقال صدق ابوبکر وصدقه ثلاث مرات۔

(ارشادالساری شرح بخاری للقسطلانی ج۶ص۱۸۷،۱۸۸،فتاوىٰ رضویہ ج۲۸ص۶۵۶،ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص۶۱،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مہاجرین وانصار جمع تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! مجھے آپ کی زندگی کی قسم، میں نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے کہا ہے کہ یارسول اللہ مجھے آپ کی زندگی کی قسم! میں نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا حالانکہ آپ کی عمر دور جاہلیت میں اتنی اور اتنی تھی۔

حضرت ابوبکر نے یہ سن کر کہا ایک مرتبہ بچپن کی عمر میں میرے والد ابوقحافہ مجھے بتکدے میں لے گئے اور کہا کہ یہ تیرے معبود ہیں، انہیں سجدہ کر اور خود وہاں سے چلے گئے، میں نے بُت کو سجدہ کرنے کی بجائے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اگر تو خدا ہے تو مجھے کھانا دے میں بھوکا ہوں، مجھے کپڑا دے میں برہنہ ہوں۔ بُت کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو نے ایک پتھر اٹھاتے ہوئے کہا: اگر تو خدا

ہے تو خود کو میری ضرب سے بچا اور ساتھ ہی میں نے پتھر بت پر دے مارا اور بت اوندھے منہ زمین پر آ رہا۔ آپ کے والد نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: جو آپ نے دیکھا ہے۔

پھر گھر آ کر میرے والد نے یہ قصہ میری ماں کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی یہ نوید سنائی۔ میں نے کہا امی جان وہ کیا تھی، انہوں نے کہا میں نے ہاتف کی یہ آواز سنی:

یا امته الله بالتحقيق ابشری بالولد العتيق!

اسمه فی السماء الصديق لمحمد صاحب ورفيق

یعنی اے خدا کی بندی تجھے تیرے اس "عتیق" (آزاد) بچے کی بشارت ہو، اس کا نام آسمان پر "صدیق" ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور رفیق ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے "صدیق" ہونے پر اہلبیت کی دو شہادتیں:

عن عروة عن عبدالله قال سالت ابا جعفر الباقر عن حلية السيف قال لاباس به قد حلی ابوبكر الصديق رضی الله عنه سيفهٗ۔

قال: قلت وتقول الصديق؟ قال: نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل الصديق فلا صدق الله قوله فی الدنيا والآخرة واخرجه ابن الجوزی صفوة الصفوة وزاد فوثب وثبة واستقبل القبلة فقال: نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق۔ (الصواعق المحرقة ص ۵۳)

ترجمہ: حضرت عروہ حضرت عبداللہ سے روایت ہے:

میں نے حضرت ابوجعفر امام باقر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تلوار ملمع کی جا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار ملمع کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ نے انہیں صدیق کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو انہیں "صدیق" نہیں کہتا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے، ابن جوزی اس میں اضافہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے ایک جھٹکا لیا اور قبلہ رو ہو گئے پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں! صدیق، ہاں! صدیق، ہاں! صدیق۔

۞......عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقران رجلا جاء الى ابيه زين العابدين على بن الحسين رضى الله عنهم فقال: اخبرنى عن ابى بكر فقال عن الصديق؟ فقال و تسميه الصديق؟ فقال ثكلتك امك قد سماه صديقا رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرون والانصار ولم يسمه الصديق فلا صدق الله عزوجل قوله فى الدنيا والآخرة اذهب فاحب ابابكر وعمر رضى الله عنه۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

میرے والد معظم حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کی مجھے ابوبکر کے بارے میں خبر دیجئے!

فرمایا: حضرت صدیق کے بارے میں؟ اس نے عرض کیا: کیا آپ (بھی) ان کا نام صدیق لیتے ہیں؟، فرمایا: تیری ماں تجھے کھو دے، ان کا نام صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین وانصار نے رکھا ہے، جو انہیں صدیق کے نام سے نہیں پکارتا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے، جا! ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کیا کر۔

۞......عن علی قال ان اعظم الناس أجرا فی المصاحف ابوبکر الصدیق کان اول من جمع القرآن بین اللوحین۔

(فضائل الصحابہ ج ۱ ص ۱۲۴، برقم: ۵۰۰۶۹، ۵۱۶، ۲۸۰، مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۱۴۸ برقم: ۳۰۲۲۹، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۳، تاریخ الخلفاء ص ۷۷، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۹، الشریعۃ للآجری برقم: ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۱۲۱ برقم: ۹۸، تاریخ مدینۃ دمشق ج ۳۰ ص ۳۸۰، تاریخ الاسلام للذہبی ج ۱ ص ۳۸۴)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

آپ نے فرمایا: قرآن کے حوالے سے سب سے زیادہ اجر پانے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو جلدوں میں جمع کیا۔

آیت...... ۞ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم تراهم رکعا سجدًا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم فی التورٰة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطئهٗ فاٰزرهٗ فاستغلظ فاستوٰی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منهم مغفرة واجرا عظیما۔ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے، کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے، سجدوں کے نشان، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی اس

نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی، پھر دبیز ہوئی، پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں، بخشش اور بڑے ثواب کا۔

تفسیر: اس آیت میں خلفائے راشدین کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

عن ابن عباس۔ "معه" ابوبکر الصدیق "اشدء علی الکفار" عمر بن الخطاب "رحمآء بینھم" عثمان بن عفان "تراھم رکعا سجدا" علی ابن ابی طالب۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"معه" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، "اشدآء علی الکفار" سے مراد حضرت عمر بن الخطاب، "رحمآء بینھم" سے مراد حضرت عثمان بن عفان اور "تراھم رکعا سجدا" سے مراد حضرت علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ ملاحظہ ہو!

تفسیر در منثور ج ۷ ص ۴۷۳، تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۷۹، تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۷۹)

آیت...... ۳۵ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین امنوا باللہ ورسله اولٓئك ھم الصدیقون ۔(الحدید:۱۹)

ترجمہ: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں، وہی ہیں کامل سچے۔

تفسیر: حضرت مجاہد (تابعی رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ جو شخص بھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ صدیق ہے اور یہ آیت پڑھی:

والذین امنوا باللہ ورسله اولٓئك ھم الصدیقون ۔جناب ضحاک بیان

کرتے ہیں اس امت میں یہ آٹھ افراد ہیں جو اپنے زمانے میں تمام اہل زمین سے پہلے اسلام لائے اور وہ حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ ملاحظہ ہو! تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۳۰، تفسیر خازن ج ۳ زیر آیت نمبر ۱۹۔

❁...... امام رازی علیہ الرحمہ نے تفسیر کبیر ج ۸ ص ۹۸ پر یہی بیان کیا ہے۔

❁...... علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے تفسیر روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۸۴ پر بھی یہ مضمون لکھا ہے۔

آیت...... ﴿۳۶﴾ :ارشاد باری تعالٰی ہے:

وکلا وعد الله الحسنٰی۔ (الحدید:۱۰)

ترجمہ: اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

تفسیر: اس کی تفسیر میں علامہ نسفی فرماتے ہیں:

نزلت فی ابی بکر رضی الله عنه لأنه أول من أسلم وأول من أنفق فی سبیل الله وفیه دلیل علی فضله وتقدمه۔ (مدارک مع خازن ج ۴ ص ۲۴۴)

یعنی یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، کیونکہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا، اور اس آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور سب سے مقدم ہونے پر دلیل ہے۔

آیت...... ﴿۳۷﴾ :ارشاد باری تعالٰی ہے:

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنّة التی کنتم توعدون۔ (حٰمٓ السجدہ:۳۰)

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

تفسیر: امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے راہ خدا میں بہت تکلیفیں اٹھائیں لیکن دین اسلام پر صبر واستقامت کے ساتھ کاربند رہے۔

(تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۱۲۱)

آیت ...... ۳۹: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتبع سبیل من اناب الیّ۔ (لقمان:۱۵)

ترجمہ: ''اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا''۔

تفسیر: علامہ محمود آلوسی اس آیت مبارکہ کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

''یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی''۔

اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت میں ''من اناب الی'' سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، اس لیے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو چونکہ آپ نامی گرامی تاجر تھے اس وقت کے سیاسی حلقوں میں آپ کا بہت اثر ورسوخ تھا، نیز اس وقت کے مشہور وغیر مشہور چھوٹے بڑے تاجروں میں آپ کی ایک امتیازی حیثیت تھی۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح بہت تیزی سے پھیل گئی، آپ رضی اللہ عنہ کے قریبی تاجر دوست حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعید بن

زید، حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام وغیرہم بہت حیران ہوئے اور اس حیرت انگیز خبر کی تصدیق کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بے یقینی کی کیفیت میں آپ سے پوچھنے لگے:

''اے ابوبکر! یہ ہم نے کیا سنا ہے آپ (حضرت) محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آئے ہیں؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنا دیا۔ بس یہ سننا تھا کہ سبھی حضرات بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے، اس وقت اللہ عزوجل کی طرف سے اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا اور حضرت سعد کو خطاب فرمایا گیا کہ اے سعد! تمہاری سعادت مندی اسی میں ہے کہ اس شخصیت (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کی پیروی کرو۔ (روح المعانی ج ۲۱، ص ۱۱۸)۔

آیت ...... ۳۹: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

امن ھو قانت اٰناء اللیل ساجدا وقآئما یحذر الاٰخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہٖ ؕ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ؕ انما یتذکر اولوا الالباب۔ (الزمر: ۹)

ترجمہ: کیا وہ جس نے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزاریں سجود میں اور قیام میں، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے (کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا) تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

تفسیر: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جناب ضحاک رحمہ اللہ

سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں

نازل ہیں۔

(تفسیر خازن ج ۴ ص ۵۰، تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۶۳، البحر المحیط ج ۷ ص ۴۱۹)

آیت ......۴۰ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا ط افمن یلقٰی فی النار خیر ام من یاتی اٰمنا یوم القیٰمۃ ط اعملوا ما شئتم لا انہ بما تعملون بصیر۔

(حٰمٓ السجدہ:۴۰)

ترجمہ: "بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں، ہم سے چھپے نہیں، تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے، یا وہ جو قیامت میں امان سے آئے گا، جو جی میں آئے کرو، بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"۔

تفسیر: اس آیت مبارکہ میں "قیامت میں امان سے آنے والا" سے مراد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر در منثور ج ۷ ص ۲۸۵، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۵۴)

آیت ......۴۱ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوآدون من حآدّ اللہ ورسولہ ولو کانوآ اٰبآء ھم او ابنآء ھم او اخوانھم او عشیرتھم ط اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر

خٰلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ (المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ: ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں، ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں، یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں ایسے باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی، ان میں ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے''۔

تفسیر: یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، حضرت سیدنا ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ایک بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جا گرے، بعد میں آپ رضی اللہ عنہ نے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا ماجرا سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

''کیا واقعی تم نے ایسا کیا؟ ۔عرض کیا: ''جی ہاں!''

فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں ان کا سر قلم کر دیتا، اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(الریاض النضرہ ج۱ص۱۵۵، تفسیر درمنثور ج۸ص۸۲۔ روح المعانی ج۲۸ص۳۲۳، اسباب النزول للسیوطی ص۲۷۷)

آیت ...... (۴۲) :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولکل جعلنا موالی مما ترك الوالدٰن والاقربون ؕ والذین عقدت أیمانکم فاتوھم نصیبھم ؕ ان اللہ کان علی کل شیء شھیدا۔ (النساء:۳۳)

ترجمہ: اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنا دیئے ہیں، جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا، انہیں ان کا حصہ دو، بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے"۔

تفسیر: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن نے جب اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اسے وراثت سے محروم کردیں گے۔ بعد میں وہ اسلام لے آئے تو اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (یہ آیت مبارکہ نازل کرکے) حکم دیا کہ اب انہیں ان کا حصہ دے دیں۔

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۷۸، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۹ کتاب الفرائض (انھا نزلت فی بکر وابنه عبدالرحمان ......الخ، بے شک یہ آیت ابوبکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل ہوئی))

آیت ...... (۴۳) :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیة فلھم اجرھم عند ربھم ۚ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (البقرۃ:۲۷۴)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں، چھپے

اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیک (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

تفسیر: ایک قول کے مطابق جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار اس طرح صدقہ کیے کہ دس ہزار دن میں، دس ہزار رات میں، دس ہزار چھپا کر، اور دس ہزار اعلانیہ، تو آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر روح المعانی ج۳ ص۲۶، تفسیر خزائن العرفان ص۹۶)

آیت...... ﴿۶۷﴾ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا ان اللہ عزیز غفور۔ (فاطر:۲۸)

ترجمہ: ''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں، بے شک اللہ بخشنے والا، عزت والا ہے''۔

تفسیر: علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اقوال کے مطابق یہ آیت کریمہ (بھی) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ آپ پر خشیت الٰہی کا غلبہ تھا۔ (تفسیر روح المعانی ج۲۲ ص۴۹۹)

آیت...... ﴿۶۸﴾ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا ان اللہ غفور شکور۔ (الشوریٰ:۲۳)

ترجمہ: ''اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں، بے شک اللہ بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے''۔

تفسیر: بقول بعض یہ آیت مبارکہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اہل بیت سے بہت گہری محبت رکھتے تھے۔

(تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۱۶۷، تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۴۷)

آیت ......(۳۶): ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا جآءك الذين يؤمنون بأيٰتنا فقل سلٰم عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوءًا بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم۔ (الانعام:۵۴)

ترجمہ: ''اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام، رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

تفسیر: حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عثمان غنی، حضرت بلال، حضرت سالم بن ابوعبیدہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ارقم بن ابوالارقم، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان تمام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۰)

آیت ......(۳۷): ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذين امنوا وعملوا الصّٰلحٰتِ انا لا نضيع اجرَ من احسن عملا۔

(الکہف:۳۰)

ترجمہ: ”بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، ہم ان کے اجر ضائع نہیں کرتے، جن کے کام اچھے ہوں“۔

تفسیر: یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

ان چاروں کی موجودگی میں ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟“

تو ارشاد فرمایا: ”اپنی قوم کو بتادو کہ یہ آیت مبارکہ ان چاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے“۔ (تفسیر البحر المحیط ج ۳ ص ۵۱۵)

آیت ...... ۲۸: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ط فالھکم الہ واحد فلہ اسلموا ط وبشر المخبتین۔ (الحج: ۳۴)

ترجمہ: ”اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر، تو تمہارا معبود ایک معبود ہے، تو اسی کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو“۔

تفسیر: یہ آیت مبارکہ بھی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

(تفسیر البحر المحیط ج ۴ ص ۱۲۲)

آیت ...... ۲۹: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ھٰذا بلٰغ للناس ولینذروا بہ ولیعلموآ انما ھو الہ واحد ولیذکراولوا

الالباب۔ (ابراہیم:۵۲)

ترجمہ: ''یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں''۔

تفسیر: یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر النکت والعیون ج ۲ ص ۳۳۹)

آیت ...... ﴿۵۰﴾ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل اندعوا من دون الله مالا ينفعنا ولا يضرنا ونرد على اعقابنا بعد اذ هدنا الله كالذى استهوته الشيطين فى الارض حيران له اصحب يدعونه الى الهدى ائتنا قل ان هدى الله هو الهدى وامرنا لنسلم لرب العلمين۔

(الانعام:۷۱)

ترجمہ: ''تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پوجیں! جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور الٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں، بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی، اس کی طرح جسے شیطانوں نے زمین میں راہ بھلا دی، حیران ہے، اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ، تم فرماؤ کہ اللہ ہی کی ہدایت، ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں جو رب ہے سارے جہان کا''۔

تفسیر: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی زوجہ نے اپنے بیٹے کو اسلام کی دعوت دی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر النکت والعیون ج ۱ ص ۴۱۷)

آیت ...... (۵۱): ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وجزؤا سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین، ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما علیهم من سبیل، انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئك لهم عذاب الیم، ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور۔ (الشوریٰ: ۴۰ تا ۴۳)

ترجمہ: ''اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے، تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے، بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں، مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں''۔

تفسیر: یہ چاروں آیات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ (تفسیر النکت والعیون ج ۴ ص ۴۷)

آیت ...... (۵۲): ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والعصر، ان الانسان لفی خسر، الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ (العصر: ۱ تا ۳)

ترجمہ: اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے، مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

تفسیر: حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے بارگاہ رسالت میں سورۂ عصر پڑھی اور عرض کی: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اس سورت کی تفسیر کیا ہے؟ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والعصر: اللہ عزوجل کی طرف سے قسم ہے تمہارے رب نے دن کے آخری حصے کی قسم فرمائی ہے۔

''ان الانسان لفی خسر'' سے مراد ''ابوجہل'' ہے، اور

الا الذین امنوا سے مراد ابوبکر ہیں۔

وعملوا الصّٰلحٰت سے مراد عمر۔

اور وتواصوا بالحق سے مراد عثمان۔

اور وتواصوا بالصبر سے مراد علی ہیں''۔ (رضی اللہ عنہم)

(الجامع الاحکام القرآن ج۱۰ ص۱۳۱، الریاض النضرۃ ج۱ ص۴۰۹، نور الابصار ص۱۴، تفسیر بحر العلوم سمرقندی ج۳ ص۵۰۹)

آیت ...... ﴿۳۶﴾ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

للفقرآء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً مّن اللہ ورضوانا و ینصرون اللہ ورسولہٗ اولئک ھم الصّٰدقون۔

(الحشر:۸)

ترجمہ: ''ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں''

تفسیر: حضرت سیدنا ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ قرآن پاک کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی، پھر فرمایا: جسے اللہ عزوجل نے صادق فرمایا ہو وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

(الصواعق المحرقۃ ص ۲۶، تاریخ مدینۃ دمشق ج ۳۰ ص ۲۹۸)

آیت ...... ﴿۵۴﴾ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کنتم خیر امۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ...... الآیۃ۔ (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر: اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''کنتم خیر امۃ أخرجت للناس'' (تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل ھذہ الامۃ بعدی ابوبکر۔ اس امت میں میرے بعد ابوبکر افضل ہیں۔ (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۹۵)

آیت ...... ﴿۵۵﴾ :ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والتین والزیتون، وطور سینین، وھٰذا البلد الامین، لقد خلقنا

الانسان فی احسن تقویم ۔ (التین: ۱ تا ۴)

ترجمہ: تین کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینا کی قسم، اور اس بلد امین کی قسم،

تفسیر: جناب طاؤس حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں:

آپ رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تفسیر میں کہا: ''التین'' سے مراد حضرت ابوبکر، ''الزیتون'' سے مراد حضرت عمر، ''طور سینا'' سے مراد حضرت عثمان، اور ''ھذا البلد الامین'' سے مراد حضرت علی بن ابوطالب ہیں اور حدیث میں ہے ''انا مدینۃ العلم وعلی بابھا''۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۴۵)

آیت ...... ﴿۵۹﴾ : ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فما اوتیتم من شئی فمتاع الحیوۃ الدنیا وما عند اللہ خیر وابقی للذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون ۔ (الشوریٰ: ۳۶)

ترجمہ: تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ نسفی لکھتے ہیں:

نزلت فی أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حین تصدق بجمیع مالہ فلامہ الناس ۔ (تفسیر نسفی ج ۲ ص ۲۸۴)

ترجمہ: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا اور لوگوں نے اس پر ان کی ملامت کی۔

آیت ......﴿۶۷﴾: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولوأنا كتبنا عليهم أن اقتلوا أنفسكم او اخرجوا من ديار كم ما فعلوه الا قليل منهم۔ الاية۔ (النسآء:٦٦)

ترجمه: اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دیا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں درج ذیل روایت ملاحظہ ہو!

واخرج ابن ابی حاتم عن عامر بن عبدالله بن الزبير قال: نزلت ولوأنا كتبنا عليهم أن اقتلوا أنفسكم قال ابوبكر يارسول الله والله لو امرتني ان اقتل نفسي لفعلت قال صدقت يااباابكر۔

(تفسیر در منثور ج۲ ص۵۴۹، الصواعق المحرقہ ص۱۰۳، تاریخ الخلفاء ص۵۷)

ترجمہ: حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جب ولوأنا كتبنا عليهم أن اقتلوا أنفسكم نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم اگر آپ مجھے حکم دیتے کہ میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں تو میں ضرور ایسا کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تو نے سچ کہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ

ترجمہ

اَلْحَبْلُ الْوَثِیْقُ

فِی

نُصْرَةِ الصِّدِّیْقِ (رضی اللہ عنہ)

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین

وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی شان وعظمت کے اعتبار سے انبیاء کرام ومرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات کے علاوہ تمام لوگوں سے برتر و بہتر ہیں۔لیکن خلیفہ اول بلافصل، امام المتقین، رأس الصدیقین، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضل ومرتبہ کے اعتبار سے نہ صرف اس امت کے تمام افراد سے افضل ہیں بلکہ انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم الصلوٰۃ السلام کے بعد تمام، اولین وآخرین سے افضل واکرم ہیں۔اس پر تمام امت کا اتفاق ہے، یہ اہلسنّت کی علامات میں سے ہے۔اور اس کا منکر اہلسنّت سے خارج ہے۔

رافضی گروہ اس حقیقت کا منکر ہی نہیں بلکہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تبرا بازی بھی کرتا ہے۔بدقسمتی سے بعض لوگ سنیت کا روپ دھار کر رافضیوں کے اس باطل عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی عاقبت برباد کررہے ہیں۔اورانہوں نے اپنے اس ردِعمل سے اہلسنّت کے اس مسلمہ ومتفقہ موٴقف کا انکار کرکے اپنی چھپی ہوئی رافضیت کو ظاہر کردیا ہے۔ایسے لوگوں کا ہر دور میں جلیل القدر ائمہ ملت وعلمائے اہلسنّت نے بھرپور محاسبہ وتعاقب کیا ہے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔جس کی ایک کڑی ''ضرب حیدری'' بھی ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی خدمت میں ایک ایسا ہی سوال پیش کیا گیا کہ سورۃ اللیل کی آیات ''وسیجنبھا الاتقٰی'' آخر سورت تک، سے کون مراد ہے؟ اور کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں؟۔

اس کے جواب میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ''اَلْحَبْلُ الْوَثِیْقُ فِی نُصْرَۃِ الصِّدِّیْقِ'' کے نام سے ایک زبردست مقالہ رقم فرمایا، جو الحاوی للفتاوٰی جلد اول صفحہ ۳۲۶ تا ۳۳۳ میں موجود ہے۔ اس کا معنی ہے ''حضرت ابو بکر صدیق کی تائید میں مضبوط رسی''۔ آپ نے معتبر تفاسیر اور دیگر وجوہ سے ثابت کیا کہ ان آیات سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ افضل الصحابہ، افضل الخلق بعد الرسل اور افضل الامۃ ہیں۔ اس کے برعکس قائم کی گئی رائے کا خوب رد کیا اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انکار کو رافضیوں کا ''خبیث عقیدہ'' قرار دے کر سنی نما رافضیوں کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ اہلِ سنت کے موقف کے اثبات میں آپ نے چار طریق سے کلام کیا ہے، جو اہل تحقیق کے لیے ایک قیمتی خزانہ ہے، اہل حق کے لیے ایک علمی دستاویز اور اہل باطل کے لیے تازیانۂ عبرت و دعوت فکر ہے۔

حضرت سیوطی رحمہ اللہ کے اس انمول خزانہ کو عربی سے اردو قالب میں ڈھالنے کی ضرورت تھی تا کہ اردو خوان طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر محض توکلاً علی اللّٰہ اس جانب پیش رفت کی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و عنایت اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانی توجہ سے کثرتِ اشغال کے باوجود دوسرے دن ہی ترجمہ مکمل ہو گیا۔ ترجمہ کے

ساتھ حوالہ جات کی تخریج بھی کردی گئی ہے اور کچھ اضافی حوالہ جات بھی آخر میں درج کردیئے گئے ہیں تاکہ بات نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہوجائے۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذلك۔

اور شروع میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف بھی کرادیا گیا ہے تاکہ قارئین آپ کی شخصیت سے بھی آگاہ ہوسکیں۔

اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور اگر کوئی خامی ہے تو وہ بندہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے بارگاہِ صدیقی میں ایک نیازمند کی طرف سے غلامانہ ہدیہ کے طور پر قبول فرمائے اور مخالفین ومعاندین کو ہدایت عطا فرمائے۔

آمین بحرمة سیدالمرسلین علیه الصلوٰة والتسلیم۔

وصلی الله علٰی حبیبه محمد واله وسلم

العبد!

ابوالحقائق غلام مرتضٰی ساقی مجددی

۲، محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق ۹، دسمبر ۲۰۱۰ء

بروز جمعرات بعد نماز عشاء بوقت ۷:۳۵۔

﴿تعارف﴾

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ

ولادت:

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ مصر میں، مغرب کے بعد، اتوار کی رات ۸۴۹ھ ماہ رجب میں پیدا ہوئے، آپ کے والد اہل علم سے تھے، انہوں نے اپنی زوجہ کو کتاب لانے کا حکم دیا وہ کتاب لینے گئیں، کتابوں کے درمیان ہی انہیں دردزہ ہوا اور اسی جگہ آپ پیدا ہوئے، اس لیے آپ کو "ابن الکتب" بھی کہا جاتا ہے۔

نام و نسب:

امام حافظ ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابوالمناقب، ابوبکر بن ناصر الدین محمد بن سابق الدین أبوبکر بن فخر الدین عثمان بن ناصر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین أبوالصلاح أیوب بن ناصر الدین محمد بن الشیخ ھمام الدین الھمام الخضری الأسیوطی۔

آپ کا نام "عبدالرحمٰن" آپ کے والد نے ہفتے کے بعد رکھا، آپ کا لقب "جلال الدین" بھی آپ کے والد نے رکھا، جبکہ ابوالفضل کنیت آپ کے والد کے دوست اور پیارے ساتھی "قاضی القضاۃ عزالدین احمد بن ابراہیم الکنانی الحنبلی" نے رکھی۔

اور "سیوطی"، بعض نے "الأ سیوطی" بیان کیا، یہ مصر کے ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔

آثار علمیہ:

آپ نے وقت کے جید علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا اور اکتساب فیض وعلم کے لیے مختلف سفر اختیار فرمائے، آپ خود فرماتے ہیں: الحمد للہ! مجھے سات علوم میں تبحر حاصل ہے: تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع عرب بلغاء کے طریق پر نہ کہ متاخرین عجم اور اہل فلسفہ کے طریق پر۔ آپ کو تفسیر وعلوم القرآن میں اپنے ہم عصر لوگوں پر تفوق حاصل ہے۔ آپ تبحر علمی اور تصنیف وتالیف کے اعتبار سے ممتاز ہیں، آپ کی تصنیف سے آج تک استفادہ کیا جا رہا ہے۔

چونکہ علامہ سیوطی علوم دینیہ وعربیہ کے متبحر عالم تھے اور بہت زیادہ تصنیف والی شخصیت، بالخصوص قرآن اور تفسیر پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، چنانچہ علوم قرآن ہی میں آپ کی تالیفات وتصنیفات ۳۵ کے قریب ہیں، جن میں قرآن مجید کی تین تفاسیر اور کتب تفسیر پر متعدد حواشی ہیں۔ آپ کی مشہور ترین کتب میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

①......الاتقان فی علوم القرآن۔

②......أسباب النزول لباب النقول۔

③......الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ۔

④......تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام أبی حنیفۃ۔

⑤......تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔

⑥......التعقبات علی الموضوعات۔

⑦......تفسیر الجلالین۔

⑧......الحاوی للفتاویٰ۔

⑨......الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر۔

⑩......التیسیر شرح الجامع الصغیر۔

⑪......جمع الجوامع فی الحدیث۔

⑫......الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتهرہ۔

⑬......الخصائص الکبریٰ۔

⑭......تاریخ الخلفاء۔

⑮......شرح الصدور۔

⑯......الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔

شیوخ:

آپ کے شیوخ میں سے چند اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

①......برهان الدین ابراهیم بن محمد بن عبدالله بن الدیری الحنفی (۸۷۶ھ)

②......برهان الدین ابراهیم بن احمد بن یونس الغزی ثم الحلبی المعروف ابن الضعیف (المولود ۷۹۲ھ)

③......زکی الدین ابوبکر بن صدقه بن علی المناوی(۸۸۰ھ)

④......تقی الدین ابوبکربن محمد بن شادی الحصنی (الحصکفی) الشافعی(۸۸۱ھ)

⑤......احمد بن ابراهیم بن محمد موفق الدین ابوذر الحلبی (۸۸۴ھ)

⑥......شهاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابراهیم المنوفی(۸۷۰ھ)

⑦......شهاب الدین ابوالعباس احمد بن خلیل بن احمد البعلی الاصل الدمشقی الصالحی الشهیر بابن اللبودی(۸۹۶ھ)

⑧...... شهاب الدین أبوالفضل احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)

⑨......شهاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد العویدی الصالحی الحنبلی(۸۷۰ھ)

⑩......مجدالدین اسماعیل بن السباع بن السباع ۔

⑪......علم الدین صالح بن عمر بن رسلان الکنانی البلقینی (۸۶۸ھ)

⑫......زین الدین ابوالعدل قاسم بن قطلوبغا بن عبدالله الحمالی الحنفی(۸۷۹)

⑬......جلال الدین محمد بن احمد بن محمد المحلی الشافعی (۸۶۴)۔

⑭...... محی الدین ابوعبدالله محمد بن سلیمان بن مسعود الرومی البرغمی الکافیجی الحنفی(۸۷۹ھ)

⑮......محمد بن عبدالواحدبن عبدالحمید السیواسی ثم الاسکندری

المعروف کمال ابن الھمام (۸۶۱ھ)

اور متعدد خواتین سے علم حاصل کیا۔

تلامذہ:

① ......ابراھیم بن عبدالرحمن بن علی العلقمی القاھری الشافعی۔ (۹۹۴ھ)

② ......شھاب الدین علامہ ابن محمد بن محمد بن علی بن حجر ھیثمی شافعی۔

③ ......احمد بن محمدبن محمد بن السراج البخاری الاصل المکی الحنفی۔ (۹۴۸ھ)

④ ......عبدالوھاب بن احمد الشعرانی الشافعی۔ (۹۷۳ھ)

⑤ ......محمد بن یوسف بن علی الشامی۔ (۹۴۲ھ)

⑥ ......محمد بن عبدالرحمن بن علی الدیبع الشیبانی العبدری الزبیدی الشافعی۔ (۹۴۴ھ)

⑦ ......ابوحفص عمر ابن احمد بن علی الشماع الحلبی الشافعی۔ (۹۳۶ھ)

⑧ ......نورالدین علی بن احمد بن علی القزافی القاھری الشافعی۔ (۹۴۰ھ)

⑨ ......ابوالبرکات محمد بن احمد بن ایاس الحنفی المصری۔ (۹۳۰ھ)

⑩ ......عبدالقادربن محمد الشاذلی الشافعی المصری۔

⑪ ......شھاب الدین احمد بن علی بن زکریا الجدیدی البدرانی الشافعی۔ (۸۸۸ھ)

وفات:

بائیں کلائی پر شدید ورم کے سبب ایک ہفتہ کے بعد جمعہ کی رات ۱۹ جمادی الاولی ۹۱۱ھ میں وصال ہوا، آپ کی عمر اکسٹھ سال، دس ماہ اور اٹھارہ دن، نماز جنازہ بعد از جمعہ باب القرافہ کے باہر حوش قوصون میں مدفون ہوئے۔

مسلک:

علامہ سیوطی علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں:

ہم نے مطلق اجتہاد کا دعویٰ کیا ہے مستقل کا نہیں، بلکہ ہم امام شافعی رضی اللہ عنہ کے تابع اور اجتہاد میں ان کے طریقہ پر چلنے والے ہیں۔ (ملخصاً مقدمہ تفسیر در منثور)

علامہ سیوطی مخالفین کے نزدیک

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے بارے میں دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

حضرت شیخ جلال الدین السیوطی بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کو روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی بعض ایسی احادیث کی یہ توثیق کرتے ہیں جن کی اور محدثین توثیق نہیں کرتے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضور سے دریافت کر لیتے ہیں اور بعض نے نقل کیا ہے کہ حضور کے سامنے جب حدیث کا ذکر ہوا اور حضور کا چہرہ انور بشاش ہوا تو یہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحت کا فتویٰ لگا دیتے تھے، اور اگر ایسا نہ ہوا، تو ضعیف ہونے کا حکم کرتے، ان کو حضور کی رویت بیداری میں بھی ہوتی تھی۔

(الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۷۵)

❀…… تھانوی دیوبندی نے مزید لکھا ہے:

اس امت میں ایسے ایسے اہل اللہ گزرے ہیں کہ حضور ﷺ کا ان کو ہر وقت مشاہدہ رہتا تھا، سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرماتے یہ حدیث ہے یا حدیث نہیں، کسی نے پوچھا، فرمایا: میں حدیث سن کر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر نظر کرتا ہوں اگر بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اور اگر منقبض دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

❀…… امام سیوطی علیہ الرحمہ کو حضور ﷺ کی ۲۲ مرتبہ بیداری میں زیارت کا تذکرہ دیوبندیوں کے محدث انور شاہ کشمیری نے بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴۔

❀…… غیر مقلد وہابی حضرات کے نواب صدیق بھوپالوی نے الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ صفحہ ۶۴ پر علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کی تعریف وتوصیف کی ہے۔

❀…… ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی نے علامہ سیوطی کو ''خاتم المحدثین'' لکھا ہے۔

(ہفت روزہ اخبار اہلحدیث امرتسری ص ۲۶، ۵ ستمبر ۱۹۱۳ء)

آپ کو نویں صدی کا مجدد بھی کہا گیا ہے اور آپ کے حالات زندگی میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ کو پچھتر (۷۵) بار بیداری کے عالم میں حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔

"الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ"

آپ کا یہ رسالہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر لکھا گیا ہے۔ اس رسالے میں آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو قرآن کی روشنی میں

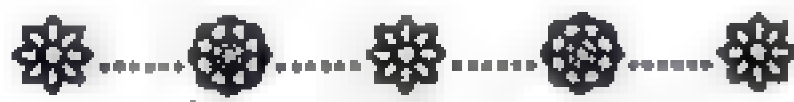
ثابت کیا ہے۔ افضل ثابت کرنے کے علاوہ انہیں اس امت کا سب سے بڑا عالم (اَعلم) بھی قرار دیا ہے اور آپ کی افضلیت کے منکرین کو خبیث کہا ہے۔

آپ کی دیگر تصانیف بھی اس موضوع پر تحقیق سے لبریز ہیں مثلاً: الاتقان اور تاریخ الخلفاء وغیرہ۔

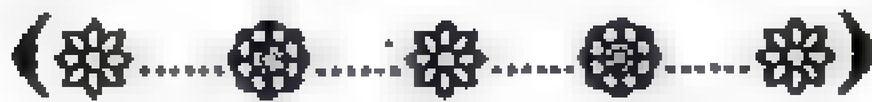
تمام اہلسنت اس عقیدہ پر متفق ہے اور بے شمار علماء نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ اگر اس عقیدے کی وجہ سے ساری امت گمراہ یا ناصبی قرار پاتی ہے تو پھر روافض کو اولیاء اللہ کی دشمنی اور اس کا نتیجہ مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنت کے مسلک پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین:



مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلسنت پہ لاکھوں سلام



❀سورۃ اللیل❀

مسألة:

ارشاد باری تعالیٰ: لایصلاھا الا الأشقی الذی کذب وتولی وسیجنبھا الأتقی اور بعد والی آئتیں سورت کے اختتام تک، آیا دو معین افراد کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور ان کے نزول کا سبب کیا ہے؟ اور کیا ''الاتقی'' سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے؟

الجواب:

امام بزار نے اپنی مسند میں اور امام ابن جریر اور امام ابن منذر نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

فرمان باری تعالیٰ ''وسیجنبھا الأتقی'' آخر سورت تک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوا، جب انہوں نے اُن سات افراد کو خریدا جنہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی بدولت ایذاء دی جاتی تھی، اور انہیں آزاد کر دیا۔

اور امام ابن جریر نے کہا ہے:

بے شک صحیح یہی ہے جسے اہل تاویل نے بیان کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

(جامع البیان ج ۱۵ ص ۲۸۷ مورد الآیۃ، ھو الصحیح الذی جاءت بہ

الآثار عن أهل لتاويل وقالوا:نزلت في أبي بكر بعتقه من أعتق)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بے شک یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی اور اس سے پہلی آیتیں امیہ بن خلف کے متعلق اتری ہیں۔(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی المسمیٰ التفسیر بالماثور ج۷ص۱۵۵،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

درج ذیل حضرات نے اس آیت کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہونے کا ذکر کیا ہے:

﴿۱﴾......الواحدی فی اسباب النزول (جامع اسباب النزول ص۳۸۶ قدیمی کتب خانہ)۔﴿۲﴾......السہیلی فی التعریف والاعلام۔﴿۳﴾......قرطبی نے اپنی تفسیر میں (الجامع لاحکام القرآن ج۲۰ص۸۲دارالکتاب العربی بیروت،لبنان)

ان حضرات نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے:

''الأشقٰی'' امیہ بن خلف ہے اور''الأتقٰی''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،

تنبیہ:بعض اہل معانی نے کہا ہے کہ الاشقٰی اور الاتقٰی سے مراد ''الشقی''اور''التقی''ہے۔

امام ابن جریر نے اس قول کو نقل کر کے ضعیف قرار دیا اور پہلے قول کو صحیح کہا ہے۔(ایضاً)

اور تحقیق بے شمار مفسرین نے بھی یہی کہا ہے کہ بلاشبہ یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔واللہ اعلم۔

(الحاوی للفتاویٰ ج۱ص۳۲۵،۳۲۶)

افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ وبعد!

مجھ سے سوال کیا گیا کہ قول باری تعالیٰ "لا یصلاھا الا الأشقی۔ الذی کذب وتولی، وسیجنبھا الأتقیٰ، الذی یؤتی مالہٗ یتزکی " آخر سورت تک۔ کیا یہ آیتیں دو معین اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہیں یا ان کے نازل ہونے کا کیا سبب ہے؟ اور کیا "الأتقی " سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں یا یہ کلمہ آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر افراد کے لیے عام ہے؟

اور سائل نے ذکر کیا کہ اس سوال کا سبب یہ ہے کہ امیر ازدمر اور امیر خایربک ان دو افراد کے درمیان تنازع پڑ گیا ہے کہ "کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں یا نہیں؟"۔

خایربک اسی کا قائل ہے اور ازدمر اس کا منکر ہے اور وہ خایربک سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر دلیل کا طلب گار ہے۔ خایربک نے اس موقف پر فرمان باری تعالیٰ "وسیجنبھا الأتقیٰ " سے استدلال کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم " بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ فضل وکرم والا وہ ہے جو تم میں "اتقی " یعنی سب سے زیادہ متقی ہے۔

ازدمر کا کہنا ہے کہ "الاتقیٰ " عام ہے، یہ کلمہ حضرت ابوبکر اور دوسرے افراد

کے لیے ہے۔ اب ان میں سے ہر کوئی دوسرے سے اپنی تائید میں علماء کی گواہی کا طالب ہے۔

مسئلہ پوچھنے والے نے یہ بھی کہا کہ:

شیخ شمس الدین جوجری نے اس سوال پر ایک مثال لکھی ہے۔ میں نے کہا: مجھے ان کی تحریر دکھائیں۔ تو اس نے مجھے دکھایا، اس میں لکھا تھا کہ بلاشبہ یہ آیت اگرچہ حضرت ابوبکر کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا معنی عام ہوگا، کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوصیت سبب کا نہیں۔

میں نے کہا: یہ حالت اس آدمی کی ہوتی ہے جو خود کو ہر وادی میں دھکیل دیتا ہے۔ سمجھدار آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دوسرے فن میں کلام کرے۔ حالانکہ یہ مسئلہ تفسیر، حدیث، اصول، کلام، نحو سے تعلق رکھتا ہے۔ پس جو ان علوم خمسہ میں مہارت نہیں رکھتا وہ اس میں ٹھیک طریقہ سے کلام نہیں کرسکتا۔ میں اس بات کی وضاحت دو فصلوں میں کروں گا۔

پہلی فصل: اس بات کا ثبوت کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(1)...... ابن بزار نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے:

ہمارے بعض اصحاب نے ہمیں بشر بن سری سے بتایا کہ ہمیں مصعب بن ثابت نے از عامر بن عبداللہ بن زبیر اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت ''وسیجنبها الأتقىٰ الذی یؤتی ماله یتزکی وما

لاحد عنده من نعمة تجزیٰ'' آخر سورت تک، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(مسند البزار ج ۶ص ۱۶۴ برقم: ۲۲۰۹ مسند عبد اللہ بن زبیر، لباب النزول للسیوطی ج ۱ص ۲۱۲ وأخرج البزار عن ابن الزبیر قال نزلت هذه الآية......فی ابی بکر الصدیق)

④......ابنِ جریر نے محمد بن ابراہیم الانماطی، ہارون بن معروف، بشر بن السری کی سند سے اپنی تفسیر میں اسی بات کو بیان کیا۔

③......ابنِ منذر نے اپنی تفسیر میں موسیٰ بن ہارون، ہارون بن معروف، بشر بن سری کی سند سے یہی نقل کیا ہے۔

④......آجری نے الشریعہ میں ابوبکر بن ابوداؤد، محمد بن آدم المروزی، بشر بن سری سے یہی قول نقل کیا ہے۔(الشریعۃ للآجری ج ۳ص ۲۱۶ برقم ۱۲۶۲)

⑤......ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اپنے باپ، محمد بن ابو عمر العونی، سفیان، ہشام بن عروہ، از عروہ کی سند سے بیان کیا ہے:

بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ان لوگوں کو آزاد کیا، جنہیں اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے سزائیں دی جاتی تھیں۔جن میں بلال اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔تو آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوا''وسیجنبها الأتقیٰ'' آخر سورت تک۔(تفسیر ابن ابی حاتم تحت تفسیر سورۃ اللیل)

⑥......ابنِ جریر نے ابن عبد الاعلیٰ، ابن ثور، از معمر کی سند سے بیان کیا ہے:

''وسیجنبها الأتقیٰ'' کے متعلق مجھے سعید نے بتایا کہ یہ آیت حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو آزاد کیا، آپ کو ان سے کسی بدلہ اور شکریہ کی چاہت نہ تھی، وہ چھ یا سات افراد ہیں جن میں حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ ہیں۔ (تفسیر الطبری تحت تفسیر سورۃ اللیل)

﴿4﴾......ابن اسحاق نے محمد بن ابو عتیق از عامر بن عبداللہ، از عبداللہ بیان کیا ہے:

حضرت ابو قحافہ نے حضرت ابوبکر سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تو کمزور غلاموں کو آزاد کرتا ہے پس اگر تو اس طرح کرے کہ مضبوط اور طاقتور مردوں کو آزاد کرے تاکہ وہ تیرا دفاع کریں اور تیری حمایت میں کھڑے ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا: ابا جان! میں صرف وہی ارادہ کروں گا جو میں ارادہ رکھتا ہوں (یعنی رضائے الٰہی کی خاطر ہی غلام آزاد کروں گا) پھر انکی شان میں یہ آئتیں اتریں: وسیجنبها الأتقیٰ الذی یؤتی ماله یتزکی وما لأحد عنده من نعمة تجزیٰ الا ابتغآء وجه ربه الأعلیٰ ولسوف یرضیٰ۔

ترجمہ: اور سب سے بڑے متقی (ابوبکر) کو جہنم سے دور رکھا جائے گا، جو اپنا مال اس لیے صرف کرتا ہے تاکہ اسے پاکی حاصل ہو، اور کسی کو اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ چکایا جائے، سوائے اپنے رب اعلیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اور عنقریب وہ ضرور راضی ہوگا۔

(المستدرک ج۳ ص۱۲۹ برقم ۳۹۹۳، وقال المحقق اورده الذهبی فی التلخیص سندا ومتنا وسکت عنه۔ قدیمی کتب خانہ)

اسے حاکم نے المستدرک ج۳ ص تفسیر سورۃ اللیل، زیاد بکائی از ابن اسحاق

کے طریق سے نقل کیا اور کہا: مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

﴿۸﴾......ابن جریر نے ہارون بن ادریس الأصم سے، انہوں نے عبدالرحمن بن محمد المحاربی سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق سے، انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے نام پر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو آزاد کرتے تھے، آپ بوڑھی اور دیگر عورتوں کو آزاد کر دیتے جب وہ اسلام قبول کرتی تھیں، انکے باپ نے ان سے کہا: اے میرے بیٹے! تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو اگر تم طاقتور مردوں کو آزاد کرو تو وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں گے اور تیرا دفاع کریں گے اور تیری حمایت کریں گے، انہوں نے جواب دیا: اے ابا جان! میں اللہ تعالیٰ سے بدلہ کا ارادہ رکھتا ہوں، راوی کا بیان ہے کہ مجھے میرے بعض اہل خانہ نے بتایا ہے کہ (سورۃ اللیل کی) یہ آیت آپ کے متعلق اتاری گئی "وما لأحد عنده من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ" تک۔

(الجامع البیان ج ۱۵ ص ۲۷۹، تحت تفسیر فسینسرہ للیسریٰ)

﴿۹﴾......ابن ابی حاتم نے اپنے باپ، منصور ابن ابو مزاحم بن ابو الرضاح از یونس بن ابو اسحاق از ابو اسحاق از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے:

بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے خریدا، ایک چادر اور دس اوقیہ (چاندی) کے بدلے، پھر اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے "واللیل اذا یغشیٰ" آخر تک حضرت ابوبکر اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل فرمائی۔

(تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۷ صفحہ ۵۵۰ برقم ۱۹۹۱، دار الکتب العلمیہ)

۱۰ ...... آجری نے الشریعۃ میں حامد بن شعیب، ابوالعباس البلخی، منصور بن ابومزاحم، ابوسعید المؤدب از یونس بن ابواسحاق از ابواسحاق از عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کیا ہے:

بے شک حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ (سونا) کے بدلے میں خرید کر رضائے الٰہی کے لیے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ''واللیل اذا یغشٰی'' آخری آیت تک (ان کی شان میں) اتاری ''وسیجنبها الأتقی الذی یؤتی ماله یتزکی'' یعنی حضرت ابوبکر'' وما لأحد عنده من نعمة تجزای''۔ بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکر نے یہ کام حضرت بلال کے کسی احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے سرانجام نہیں دیا، الا ابتغاء وجه ربه الأعلیٰ ولسوف یرضٰی۔ صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضا کے لیے آزاد کیا ہے۔

(الشریعۃ لآجری ج ۳ ص ۱۷۱۶ برقم ۱۲۶۳)

۱۱ ...... تفسیر بغوی میں حضرت سعید بن میسب کا بیان ہے:

مجھے یہ بات پہنچی ہے: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے حضرت بلال کے متعلق پوچھا: کیا تو اسے میرے ہاتھ بیچے گا؟ تو اس نے کہا: ہاں! اس غلام کے بدلے میں اسے بیچ ڈالوں گا جو دس ہزار دینار اور مختلف غلاموں، لونڈیوں اور چوپایوں کا مالک ہے۔ وہ غلام مشرک تھا اور اسلام کا انکار کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر نے اس کے بدلے میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کر دیا مشرکین نے کہا: ابوبکر نے یہ اتنا مہنگا سودا صرف اسی لیے کیا ہے کہ بلال کا اس پر کوئی احسان تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو

نازل فرمایا: ''وما لأحد عنده من نعمة تجزیٰ''۔

(تفسیر بغوی ج ۸ ص ۴۴۹ تحت تفسیر سورۃ اللیل آیت نمبر ۱۹، تفسیر بغوی المعروف بمعالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن ج ۶ ص ۲۵۶)

(۲)...... تفسیر قرطبی میں عطاء اور ضحاک کی روایت ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: مشرکوں نے حضرت بلال کو تکلیف میں مبتلا کیا تو حضرت ابوبکر نے انہیں امیہ بن خلف سے ایک سونے کے رطل (بارہ اوقیہ) کے بدلے خرید ا اور آزاد کر دیا۔ اس پر مشرکین نے کہا: ابوبکر پر بلال کا کوئی احسان تھا اس لیے اس نے اسے آزاد کر دیا ہے تو یہ آیات نازل ہوئیں، ''وما لأحد عندهٗ من نعمة تجزیٰ''۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۲۰ ص ۸۰ تحت تفسیر سورۃ اللیل)

(۳)۔ آجری نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ (الشریعہ ج ۳ ص ۲۱۷ برقم ۱۲۶۳)

تبصرہ: جو احادیث ہم نے بیان کی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کئی چیزوں کی وجہ سے خاص فرما دیا ہے، جن کی بدولت ان کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس بات کا تعلق آیت کے نزول کے ساتھ ہے اور یہ علم الحدیث کی بات ہے۔ اس کے بعد دوسری فصل میں وہ باتیں آئیں گی جن کا تعلق علوم اربعہ کے ساتھ ہوگا۔ یعنی تفسیر، کلام، اصول فقہ اور نحو۔ بہت سارے مفسرین نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

دوسری فصل: جوجری کے فتوی کے ضعیف ہونے کا بیان۔ اور یہ چار وجوہ سے ہے۔

تین جدلی اعتبار سے اور ایک تحقیقی اعتبار سے۔

وجہ اول: ہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کسی شخص کے لیے کسی فن میں پختگی، مہارت اور تجربہ حاصل کیے بغیر صرف ایک دو کتابوں پر نظر ہونے کی بنا پر فتویٰ دینا جائز ہو، تو پھر تمام طلبہ بلکہ عوام الناس اور عام بازاری لوگوں کو بھی فتویٰ دینے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایسے لوگوں میں کوئی ایک بھی مسائل میں سے کسی مسئلہ کی بھی معرفت نہ رکھتا ہو جو اس نے کسی عالم سے سیکھا یا کسی کتاب میں دیکھا ہو۔ اور یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے کوئی فتویٰ جاری کرنا جائز نہیں ہے۔ بلاشبہ علماء نے نفی فرمائی ہے کہ عامی شخص اگرچہ مسائل سیکھ لے اور اسے ان کی معرفت بھی حاصل ہو جائے، تب بھی اس کے لیے فتویٰ دینا درست نہیں ہے۔ مفتی صرف متبحر عالم اور وقائع جزئیہ کو کتب میں مقررہ کلیات پر مترتب کرنے کی معرفت تامہ رکھنے والا ہی ہوگا۔

اور علماء نے مفتی پر صرف اسی معنی اور اس کے امثال کے لیے یہ شرط عائد کی ہے کہ مفتی مجتہد ہو۔ آج کے دور میں اس کا اعتبار تبحر علمی پر ہے۔ پس جو مفتی جس فن میں متبحر ہو وہ اسی فن میں فتویٰ جاری کرے گا۔ اس کے لیے صحیح نہیں کہ وہ دوسرے فن کی طرف قدم بڑھے جس میں وہ متبحر نہیں، اور اس میں اپنے قلم کو بے لگام چھوڑ دے۔ حالانکہ اسے اس فن کے ماہرین کے متفرق کلام پر آگاہی ہی نہیں۔ پس خدشہ ہے کہ وہ مرجوح بات پر اعتماد کر بیٹھے اور اس کے گمان میں وہ ان کے نزدیک صحیح ہو۔ اور یہ مسئلہ (افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا) بھی اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ہم عنقریب

بیان کریں گے۔

اسی طرح ایسے شخص کے لیے درست نہیں کہ وہ عربی زبان سے متعلقہ امر میں فتویٰ دے جس کی آخری انتہا یہ ہے کہ وہ صرف ابن المصنف، توضیح اور اس طرح کی کتب کو دیکھتا ہے۔ جب تک کہ وہ فن پر محیط نہ ہو جائے، اور اس کے ظواہر و مشاہیر کے علاوہ اس کے غرائب، غوامض اور نوادر پر بھی آگاہ نہ ہو جائے، اور ایسے شخص کے لیے بھی درست نہیں جو نحو کے بارے میں پختہ رائے دینا چاہتا ہے لیکن اس کی آخری حد بھی یہ ہے کہ اس نے ''المنہاج'' کو پڑھا اور اسی پر اقتصار کر لیا۔

اسی طرح ایسے شخص کے لیے بھی افتاء کا کام درست نہیں جس کا ارادہ ہے کہ وہ فقہ میں فتویٰ دے۔ پس اگر بطور مثال اسکے پاس ''الروضہ'' میں سے کوئی مسئلہ آ پہنچا، جو قرض سے متعلق ہو تو وہ کہے گا: میں اس سے آگاہ نہیں۔ اور اگر اسکے علاوہ کوئی اور مسئلہ ہوگا تو وہ اس سے بالکل ہی انکار کر دے گا اور کہے گا کہ اس کے متعلق کسی کا کوئی قول موجود نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم! فتویٰ کی اجازت کے لیے اکیلی کتاب ''الروضہ'' کو حفظ کر لینا کافی نہیں۔ ایسا شخص ان مسائل میں کیا کرے گا جن میں ترجیح کے سلسلہ میں ہی اختلاف ہے؟۔ اور ان مسائل مین کیا کرے گا جن کی مختلف صورتیں اور اقسام ہیں؟ جبکہ ''الروضہ'' میں ان کا ذکر متروک ہے اور شرح مہذب و دیگر کتب میں بکھرے پڑے ہیں؟ پھر وہ ''الروضہ'' کا مفتی ان مسائل میں کیا کرے گا جن سے ''الروضہ'' بالکل خالی ہے۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ مفتی ''الروضہ'' کے ساتھ دیگر کتب کا بھی بوجھ اٹھائے، پس اگر وہ یہ اقدام نہیں کر سکتا کہ امام شافعی اور آپ کے قدیم احباب کی کتب بینی کرے تو کم از کم متاخرین کی کتب کا مکمل مطالعہ ضرور کر لے۔ ابن تلبان حنفی نے اپنی

کتاب ''زلۃ القاری'' میں کہا ہے: شیخ ابوعبداللہ الجرجانی نے ''خزانۃ الاکمل'' میں فرمایا کہ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مسئلہ یعنی ''لحن فی القراۃ '' میں تین چیزوں کی معرفت کے بغیر فتویٰ دے ﴿۱﴾ حقیقۃ النحو۔ ﴿۲﴾ قرآت شاذہ۔ ﴿۳﴾ اس مسئلہ میں ہمارے متقدم اور متاخر اصحاب کے اقوال۔

وجہ دوم: ہم کہتے ہیں کہ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ قرآن کریم تمام علوم پر حاوی ہے، اور ائمہ مفسرین کی مختلف اقسام ہیں۔ ان میں سے ہر قسم پر علوم کے کسی ایک فن کا غلبہ ہے۔ اور اس کی تفسیر اس غالب فن کے اعتبار سے پختگی اور ثقاہت کی انتہاء پر ہے۔ پس مناسب ہے کہ جو شخص جس حیثیت سے کسی آیت پر کلام کرنا چاہتا ہے وہ اس تفسیر کو ملاحظہ کرے جس میں اس فن کا غلبہ ہے۔ لہٰذا جو یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تفسیر کی حیثیت سے آیت پر کلام کرے (جو کہ محض نقل اور تفسیر میں زیادہ راجح امر کی معرفت ہے) پس اولیٰ ہے کہ وہ نقل اور اثر درج کرنے والے ائمہ کی تفاسیر کو دیکھے۔ ان میں بلند ترین تفسیر ابن جریر الطبری ہے۔ نووی نے تہذیب الأسماء واللغات میں کہا ہے: تفسیر میں ابن جریر کی کتاب کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(وله كتاب التاريخ المشهور، وكتاب في التفسير لم يصنف احد مثله۔ ج۱ ص۱۰۸ رقم ۸ فصل فی اسم صحیح)

اور اس کے قریب قریب متاخرین کی تفاسیر میں سے حافظ عماد الدین ابن کثیر کی تفسیر ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی آیت پر گذشتہ یا آئندہ کی خبروں کے حوالے سے کلام کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً قیامت کی نشانیاں، برزخ، قیامت کو اٹھنے، فرشتوں اور ایسے

امور جن میں رائے اور قیاس کی مجال نہیں تو زیادہ لائق ہے کہ وہ مذکورہ دونوں تفسیروں سے استفادہ کرے اور محدثین کی تمام مسند تفسیریں مثلاً سعید بن منصور، القریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور جو ان کے طریقہ پر چلے ان کی تفاسیر کو دیکھے۔ اور جو آیت پر علم کلام کے حوالہ سے بحث کرنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس تفسیر کو دیکھے جس پر کلام کا غلبہ ہے۔ مثلاً: ابن فورک، باقلانی، امام الحرمین، امام فخر الدین، اصبہانی وغیرہم کی کتب۔ اور جو اعراب کے اعتبار سے آیت پر کلام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ ان ائمہ نحو کی تفسیر کو دیکھے جنہیں اس میں تبحر حاصل ہے۔ مثلاً: ابوحیان۔ اور جو بلاغت کے لحاظ سے کلام کرنا چاہتا ہے وہ کشاف اور تفسیر طیبی وغیرہ کو دیکھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفضیل (تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے) کا مسئلہ ''علم الکلام'' سے متعلق ہے اور آپ کا اس آیت سے مراد ہونا علم التفسیر سے تعلق رکھتا ہے۔ تو جو جری کے لیے زیادہ مناسب تھا کہ وہ لکھنے سے پہلے، اس موضوع پر ابن جریر کی کتاب و دیگر کتب کو دیکھ لیتا تا کہ تفسیر میں راجح بات کی معرفت حاصل ہوتی۔ اور امام فخر الدین وغیرہ کی کتب دیکھ لیتا تا کہ علم کلام کی تقریر کی معرفت ہو سکتی۔ پھر وہ ائمہ کلام کی کتب کی طرف مراجعت کے لیے بڑھتا تا کہ وہ دیکھ لیتا کہ انہوں نے افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کس طرح کیا ہے۔ مثلاً: الشیخ ابوالحسن اشعری، ابن فورک، باقلانی، شہرستانی، امام الحرمین، غزالی اور دوسرے ان لوگوں کی کتابیں جو ان کے طریقے پر چلے۔ اس بارے وہ خود کو تھکا دے اور پوری قوت صرف کرے۔ راحت و غفلت سے دور ہو جائے۔ کسی کوتاہی سے کام نہ لے۔ اور فتویٰ نویسی ترک کر دے یہاں تک کہ ایک یا دو ماہ (بلکہ) ایک یا دو سال کا عرصہ گذر جائے، پس جب وہ اس مسئلہ میں لوگوں کے

مختلف کلام سے واقف ہو جائے، غور وفکر کر لے،اسے پوری تحقیق ہو جائے، پھر ہر اشکال خود پر وارد کرے اور اپنی طرف سے حتمی مقبول جواب پالے،تب وہ لکھنے، امراء کے مابین فیصلہ کرنے اور علماء کے درمیان فصل کرنے کی طرف متوجہ ہو۔صرف جو دل میں خیال گذرے یا بادی النظر میں آرام وراحت اور شہرت کی غرض سے، اس فن میں اور اس کے لوازمات میں محنت کیے بغیر جواب دینے اور لکھنے میں جلد بازی سے کام لینا زیب نہیں دیتا۔

اسی لیے تو ثواب کی امید رکھنے والے شخص کو پائے گا کہ وہ لکھتا ہے، رجوع کرتا ہے، معمولی کھٹکے سے کھٹک جاتا ہے، اور ایک مسئلہ میں ہی اس کا قول بار بار مضطرب ہو جاتا ہے، وہ کم درجہ طلبہ سے بھی بحث کرتا ہے، جو اس کو شک میں ڈال دیتا ہے۔

اور اکثر یوں بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص جس چیز کو اپنی دلیل بناتا ہے، پھر اس پر ڈٹ کر فیصلہ دینا چاہتا ہے تو وہ یوں کہتا ہے کہ: ظاہراً ایسے ہی ہے، یا کہتا ہے کہ: اسی طرح ہے یا پھر کہتا ہے کہ: یہی بات ہے جو مجھ پر واضح ہوئی ہے۔بغیر کسی مستند چیز پر اعتماد کرتے ہوئے جو اس کے پاس ہو یا ایسی دلیل کے جو اسے ظاہر کر رہی ہو۔گویا کہ وہ الشیخ ابوالحسن شاذلی کی طرح ہے جو اپنے زمانہ میں ارباب قلوب کا امام ہو، کہ اس سے اس کے الہام پر اعتماد کرتے ہوئے سوال کیا گیا ہو جو اس کے دل میں واقع ہوا اور اس کا الہام درست ہے، خطاء نہیں کرتا اور وہ ذات الٰہی میں فنائیت کا مقام حاصل کر چکا ہے۔

وجہ سوم: ہم کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ مفتی کا حکم طبیب کی طرح ہوتا ہے جو پورے معاملے پر غور کرتا ہے اور حال، شخص اور زمانے کے اعتبار سے شایانِ شان باتوں کو ذہن میں رکھتا ہے۔ پس مفتی دین کا طبیب ہے اور حکیم، بدن کا طبیب ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لوگ جیسے جیسے اعمال کرتے رہیں گے ان کے بارے میں اسی کے مطابق احکام بھی سامنے آتے رہیں گے۔

(کتاب الاعتصام للشاطبی ج۱ص۱۴۲، ۳۰۶، وقد قال عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ تحدث للناس أقضیۃ بقدر ما أحدثوا من الفجور)

علامہ سبکی نے کہا ہے:

صرف ایک جزئی سے حکم حاصل نہیں ہوتا بلکہ تمام امور سے اخذ ہوتا ہے۔ جب کوئی صورت، خاص صفت پر ظاہر ہوتی ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس میں غور وفکر کریں تو اس کے مجموعہ کے لیے شرع کا کوئی خاص حکم ہوگا۔ یہ علامہ سبکی کا کلام ہے۔ جو انہوں نے اپنی تالیف میں رقم کیا ہے، جو ایک رافضی کے متعلق لکھی گئی تھی جس کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کا نام رکھا گیا ہے "الایمان الجلی لأبی بکر وعمر وعثمان وعلی"۔

سبکی نے اس کے ہم معنیٰ کلام اپنے فتاویٰ میں بھی کیا ہے۔ ہمارے متقدم اصحاب کے فتاویٰ میں بعض ایسی باتیں بھی ہیں کہ انہیں بہر صورت "مذہب" کا نام دینا ممکن نہیں، کیونکہ وہ بعض حوادث کی بناء پر وارد ہوئی ہیں، شاید انہوں نے ان مواقع کے

لیے اسی فتویٰ کو بہتر خیال کیا ہو۔اس کے اطراد و استمرار کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔

اور یہ واقعہ جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے،اس کا تعلق رافضی کے ساتھ ہے،وہ صرف رافضی ہی نہیں زندیق اور جاہلوں کا سردار بھی ہے۔ایک بار میرا اس کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو میں تعجب میں پڑ گیا جب اس نے حدیث رسول کو دلیل بنانے سے انکار کر دیا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات کو رد کر دیا۔اور اس نے کہا نبی ایک واسطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔جو اس نے کہا اگر وہ قرآن میں ہے تو صحیح اور اگر قرآن میں نہیں تو...... یہاں اس نے ایک ایسا کلمہ کہا جسکو زبان پر لانے کی مجھ میں ہمت نہیں۔اللہ اس پر لعنت کرے اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو۔پھر میں وہاں سے واپس آ گیا اور آج تک اسکے پاس نہیں گیا،اور میں نے ایک کتاب مؤلف کی،اس کا نام رکھا:

''مفتاح الجنة فی الاعتصام بالسنة''۔

اس مجلس میں اس نے یہ بھی کہا:علی کے پاس علم اور شجاعت تھی اور ابوبکر کے پاس یہ چیزیں نہ تھیں،صرف اس نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔اور اپنا مال خرچ کیا تو آپ نے اسکے بدلہ میں اسے اپنے بعد خلافت دے دی۔

میں نے اس سے کہا:احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ علم اور شجاعت والے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۶،۳۷ فصل فی شجاعتہ وانہ أشجع الصحابة رضی اللہ عنہم!، الصواعق المحرقة ص ۷۶،۷۷،مسند بزار ج ۱ ص ۴۴۵،مسند علی بن ابی طالب،البحر الزخار ج ۲ ص ۳۲۷ برقم: ۶۸۹،کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۴ برقم ۳۵۶۹۰،جامع الاحادیث ج ۳۰ ص ۳۲۴ برقم: ۳۳۲۸۶،مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۹)

وہ بولا: یہ حدیثیں جھوٹی ہیں۔

اس نے آج پھر وہی کلام خاربک کے ساتھ دہرایا اور اس نے افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قرآنی آیت سے استدلال طلب کیا ہے کیونکہ وہ حدیث کو حجت نہیں مانتا۔ خاربک نے اسے یہ آیت بتائی۔ اس نے اپنی طرف سے نہیں کہا، بلکہ اس نے یہ دلیل علم الکلام کی بعض کتب میں دیکھی ہے، تو اسے بیان کر دیا۔ اس طرح کے واقعہ میں جوجری کیلئے لائق ہی نہ تھا کہ وہ فتویٰ دیتے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کیلئے خاص نہیں، اور اس میں انکی افضلیت پر دلیل نہیں، یوں انہوں نے رافضی کی بات کی تائید کر دی، اسکے خبیث عقیدہ کا اثبات کیا، اور اس دلیل کو دھکیل دیا جسے ان ائمہ نے ثابت کیا جن کا ہر فرد تفسیر، کلام اور اصولِ فقہ کو جوجری سے سو درجہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر آیت کے بارے میں یہ قول مرجوح ہوتا تو پھر اس کا فتویٰ دینا مناسب تھا۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس آیت سے مراد ہونا واضح قول ہے اور جوجری کا فتوے میں بیان کردہ قول مرجوح ہے۔ یہ تین جدلی وجوہ سے جواب تھا۔

وجہ چہارم: جوجری فتویٰ کی تردید از روئے تحقیق:

﴿۱﴾۔ امام بغوی نے معالم التنزیل میں بیان کیا ہے:

سب سے زیادہ متقی جو اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کا ارادہ ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں پاکیزہ ہو، کسی دکھلاوا اور شہرت کے لیے نہیں، یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ تمام مفسرین کے قول کے مطابق۔ (تفسیر بغوی علی ھامش الخازن ج ۶ ص ۲۵۶)

﴿۲﴾۔ امام خازن نے اپنی تفسیر میں کہا:

الأتقٰی سے مراد تمام مفسرین کے قول کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تفسیر الخازن ج ۴ ص ۳۸۴)

﴿۳﴾۔امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا:

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں الأتقٰی سے مراد ابوبکر ہیں۔شیعہ کے نزدیک حضرت علی مراد ہیں۔

(التفسیر الکبیر الجزء الحادی والثلاثون ص ۲۰۵ تفسیر سورۃ اللیل)

﴿۴﴾۔اصبہانی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے:

جہنم کا داخلہ اشقٰی سے خاص کیا گیا اور جہنم سے بچاؤ اتقٰی سے۔جس سے معلوم ہوا کہ ہر شقی دوزخ میں داخل ہوگا اور ہر متقی کو بچا لیا جائے گا۔دخول کو تمام شقیوں کے سردار سے خاص نہیں کیا گیا اور نہ ہی بچاؤ کو تمام متقین کے سردار سے خاص کیا گیا ہے۔چونکہ آیت مشرکین اور مؤمنین کے دو بڑے افراد کی دو مختلف حالتوں کے موازنہ کے طور پر وارد ہوئی ہے تو اس سے وہ دو شخص مراد ہوں گے جو دو مختلف،متضاد صفتوں میں مبالغہ کی حالت میں ہوں۔پس یہ بھی کہا گیا ہے کہ''الأشقٰی''کو دوزخ کے داخلہ کیلئے خاص کیا گیا ہے کہ گویا آگ صرف اسی کیلئے پیدا کی گئی ہے۔اور''الأتقٰی''کو نجات کیلئے خاص کیا گیا ہے کہ گویا جنت کو صرف اسی کے لیے بنایا گیا ہے۔

یہ واضح اور صریح بات ہے کہ''الأتقٰی''سے علی الاطلاق متقین کے سردار مراد ہیں نہ کہ مطلق متقی،اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں علی الاطلاق اتقی الاتقیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿۵﴾۔نسفی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا:

الاتقی وہ ہے جس میں تقویٰ اپنے پورے کمال کے ساتھ کارفرما ہو۔اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان ہے۔انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کے تمام امت سے افضل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے:''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم'' بے شک تم میں اللہ کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔(تفسیر النسفی ج۲ص۸۱۳)

﴿۶﴾۔قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ''الاتقی'' سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔اور انہوں نے کہا کہ بعض اہل معانی کا بیان ہے کہ اشقی اور اتقی سے مراد شقی اور تقی ہے۔جس طرح طرفہ شاعر کا یہ شعر:

تَمَنّٰی رِجَالٌ اَنْ اَمُوْتَ وَاِنْ اَمُتْ ۔۔۔ فَتِلْکَ سَبِیْلٌ لَسْتُ فِیْھَا بِاَوْحَدٖ

یہاں اوحد، وحید کے معنیٰ میں ہے،افعل کو فعیل کی جگہ رکھا گیا ہے۔

یہ جو انہوں نے بعض اہل معانی سے نقل کیا ہے یہ وہی بات ہے جس کو جوجری نے جمیع مفسرین کے قول سے بغاوت کرکے بعض اہل نحو کے قول پر فتویٰ جاری کردیا ہے۔ابن صلاح نے کہا ہے کہ میں نے کتب تفسیر میں''قال اھل المعانی'' کا جملہ دیکھا ہے۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے معانی قرآن پر کتب لکھی ہیں جیسے:زجاج،فراء،اخفش اور ابن انباری۔(تفسیر قرطبی جز۲۰،ص۸۲)

امام ابن جریر نے بھی تفسیر میں بعض اہل العربیہ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔اس کے بعد کہا:

صحیح وہی بات ہے جو اہل تفسیر نے آثار سے بیان کی ہے کہ یہ حضرت ابوبکر

کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے غلاموں کو رضائے الٰہی کے لیے آزاد کیا۔

(جامع البیان ج ۱۵ ص ۲۸۷ موردالآیۃ، ھو الصحیح الذی جاءت به الآثار عن أھل لتاویل وقالوا: نزلت فی أبی بکر بعتقه من أعتق)

پس تو نے ان حوالہ جات کو دیکھ لیا جو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ جوجری کا فتویٰ بعض نحویوں کا مقولہ ہے جس پر بعض مصنفین بھی تفسیر میں چل پڑے ہیں اور بلاشبہ وہ بات جس کے متعلق آثار وارد ہیں، اسلاف مفسرین نے جو بیان کیا ہے اور بعد والے لوگوں نے جسے صحیح کہا وہ یہی ہے کہ صیغہ کو اپنے باب پر قائم رکھتے ہوئے یہ حضرت ابوبکر کے لیے ہی خاص ہے۔

یہ وہ بیان ہے جسے تفسیر کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے۔ بہر حال اصول فقہ وعربیہ کے اعتبار سے تو میں کہتا ہوں جوجری کا کہنا کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہے نہ کہ سبب کی خصوصیت کا۔ یہ اس کی فرع ہے کہ لفظ میں عموم ہو تو اس کا اعتبار ہوگا، جبکہ آیت مذکورہ میں تو اصولی اور بنیادی طور پر کوئی عموم ہی نہیں بلکہ یہ خصوصیت میں نص ہے۔ اس کا بیان دو وجوہ سے ہے:

پہلی وجہ: عموم اس صیغہ سے مستفاد ہوتا ہے جہاں ''ال'' موصولہ یا تعریفیہ ہو، الاتقیٰ میں ''ال'' ہرگز موصولہ نہیں ہے۔ کیونکہ ''الاتقی'' افعل تفضیل ہے اور نحاۃ کا اجماع ہے کہ ''ال'' موصولہ افعل التفضیل پر نہیں آتا۔ وہ صرف اسم فاعل اور اسم مفعول پر آتا ہے، صفت مشبہ میں اختلاف ہے اور افعل التفضیل پر ''ال'' موصولہ کا نہ آنا کوئی اختلافی

امر نہیں ہے۔ بہر حال "ال" تعریفیہ جب جمع پر داخل ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور جب مفرد پر داخل ہو تو عموم کا فائدہ نہیں دیتا جیسا کہ امام فخر الدین رازی کا مختار ہے۔ جس نے یہ کہا کہ مفرد پر داخل ہو کر بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے تو اس نے بھی یہ قید بڑھائی ہے کہ اس وقت "ال" عہد کے لیے نہ ہو، اگر عہد کے لیے ہو گا تو پھر یہ عموم کے لیے نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہو گیا کہ "اتقیٰ" میں عموم کی کوئی گنجائش نہیں، پس تامل سے کام لے، بے شک یہ بہت نفیس چیز ہے جو فضیلت صدیق کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیب فرمائی ہے۔ (والحمد للہ علیٰ ذلك)

دوسری وجہ: بلاشبہ "اتقیٰ" افعل تفضیل ہے اور افعل التفضیل میں عموم ہر گز نہیں بلکہ اسے خصوصیت کے لیے وضع کیا گیا ہے، یہ صفت کے ساتھ موصوف کے تفرد کو بیان کرتا ہے۔ اس میں اس کا کوئی مساوی نہیں ہوتا جیسے تم کہو: زید افضل الناس او الافضل تو بے شک یہ قطعاً، عقلاً اور نقلاً خصوص کا صیغہ ہو گا، یہ دوسرے کو ہر گز شامل نہ ہو گا، پس اس سے ظاہر ہو گیا کہ "الاتقیٰ" میں عموم نہیں۔ امام اصبہانی کی تقریر بھی اسی جانب مشیر ہے پس اگر تو کہے کہ: فرمان باری تعالیٰ کی کیا کیفیت ہے کہ "لا یصلاھا الا الاشقی۔ وسیجنبھا الاتقی" (اشقیٰ ہی دوزخ میں داخل ہو گا اور اتقیٰ کو اس سے دور رکھا جائے گا) حالانکہ یہ معلوم ہے کہ آگ میں ہر شقی داخل ہو گا اور ہر متقی دور رکھا جائے گا۔ دوزخ میں داخلہ اشقی الاشقیاء اور بچاؤ اتقی الاتقیاء کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اور اگر آپ کا گمان یہ ہے کہ آگ کو نکرہ کے طور پر لایا گیا ہے جس سے اشقیٰ کے لیے کوئی خاص آگ مراد ہے تو پھر آپ اس قول وسیجنبھا الاتقی کا کیا کریں

گے؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں میں فاسق ترین شخص بھی اس مخصوص آگ سے محفوظ ہوگا نہ کہ مسلمانوں میں صرف اتقٰی۔ تو میں کہوں گا آیت مشرکوں اور مومنوں میں سے دو بڑے افراد کی دو مختلف حالتوں کا موازنہ کے لیے وارد ہوئی ہے، پس اس سے وہی دو شخص مراد ہیں جو ان دو متضاد صفتوں پر مبالغہ کی حد تک فائز ہوں گے۔

یہ بھی کہا گیا کہ دخول نار کو "اشقٰی" کے ساتھ خاص کیا گیا کہ گویا صرف اسی کے لیے آگ کو پیدا کیا گیا ہے اور الأتقٰی کے ساتھ نجات کو خاص کیا گیا ہے کہ گویا جنت صرف اسی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ یہ ان کی عبارت ہے اور یہ خصوصیت کے مراد ہونے پر صریح ہے جو افعل التفضیل کے صیغہ سے کی گئی ہے۔ اہل عربیہ میں سے جس کا جھکاؤ اس کے عموم کی طرف ہے وہ "الأتقٰی" کو "التقی" کی طرف ماؤل کرنے کا محتاج ہے تاکہ اسے تفضیل کے صیغہ سے نکال سکے۔ جو قطعی طور پر مجاز ہے اور مجاز اصل کے برخلاف ہوتا ہے۔ دلیل کے بغیر مجاز کی طرف نہیں متوجہ ہوتے اور مجاز کی طرف لے جانے والی کوئی دلیل ہی نہیں۔ بلکہ دلیل تو اس کے معارض موجود ہے اور وہ ایسی احادیث ہیں جو سبب نزول کے متعلق وارد ہوئی ہیں اور مفسرین کا اجماع ہے جیسا کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوگیا کہ:

﴿۱﴾۔ کلام حقیقت کے اعتبار سے تفضیل کے لیے ہے۔

﴿۲﴾۔ الف، لام عہد کے لیے ہے۔

﴿۳﴾۔ اس میں عموم ہرگز نہیں ہے۔

شبہ کا ازالہ: اگر تو کہے کہ عموم "اتقی" سے نہیں "الذی" سے اخذ کیا گیا ہے کیونکہ

الذی عموم کے صیغوں سے ہے۔میں کہوں گا: یہ تمہاری غفلت اور عربی سے جہالت کا نتیجہ ہے، بلاشک ''الذی'' وصف ہے الأتقی کا اور یہ واضح ہوگیا کہ وہ خاص ہے تو واجب ہے کہ اس کی صفت بھی خاص ہو جیسا کہ عربی کے اصول میں مقرر ہے کہ وصف، موصوف سے عام نہیں ہوتا بلکہ اس کے مساوی یا اس سے بھی خاص ہوتا ہے۔ پس تو اس کلام سے اپنے ہاتھ مضبوط کر اور اسے مضبوطی سے تھام لے کہ فرمان باری تعالیٰ: ''وما لأحد عنده من نعمة تجزیٰ'' اور یہ فرمان: ''ولسوف یرضٰی'' جو تخصیص کے طریقہ پر نص ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

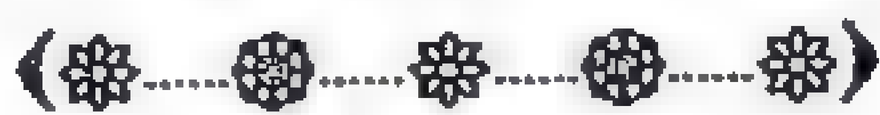
امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی حضرت ابوبکر کے ساتھ خصوصیت کو ثابت رکھا اور ایک دوسرے طریقہ سے آپ کی افضلیت پر اس سے استدلال کیا، انہوں نے کہا:

ہمارے (اہلسنّت کے) مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ الأتقی سے مراد ابوبکر ہیں اور شیعہ کا مذہب ہے کہ اس سے مراد علی ہیں، حالانکہ نقلی دلیل شیعہ کی تردید اور اہلِ سنت کی بات کی تائید کرتی ہے۔ اس کا بیان اس طرح ہے کہ: الأتقی سے مراد ''افضل الخلق'' ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم'' اور الاکرم، وہ ''الافضل'' ہے۔ جس اتقی کا وہاں ذکر ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں افضل الخلق ہے اور امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الخلق ابوبکر ہیں۔

حضرت علی پر اس آیت کا اطلاق ممکن ہی نہیں تو حضرت ابوبکر پر اطلاق متعین ہوگیا۔ حضرت علی پر اطلاق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ الأتقی کے وصف کے بعد

"وما لأحد عندہ من نعمة تجزٰی" کا جملہ ہے اور یہ وصف حضرت علی پر صادق نہیں آتا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب سے لے لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھلاتے، پلاتے، پہناتے اور پرورش فرماتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایسی نعمت فرمائی جس کا بدلہ دیا جا سکتا تھا۔ جبکہ حضرت ابوبکر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی دنیوی نعمت نہ تھی، بلکہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان پر صرف دینی نعمت تھی یعنی ہدایت اور دین کی طرف رہنمائی، اور یہ وہ نعمت ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق "لا اسئلکم علیہ اجرا" (میں دین کی تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا) آیت میں مطلق نعمت کا ذکر نہیں بلکہ اس نعمت کا ذکر ہے جس کا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی، جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے مراد وہ ذات ہے جو "افضل الخلق" ہے اور واضح ہو گیا کہ آیت سے مراد وہ افضل شخصیت یا تو حضرت ابوبکر ہیں یا حضرت علی اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی تو حضرت ابوبکر پر اس کا اطلاق متعین ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت کی دلالت اس پر ہے کہ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں۔ امام رازی کا کلام مکمل ہوا۔

(التفسیر الکبیر ص ۲۰۵ الجزء الحادی والثلاثون)



﴿تنبیہ﴾

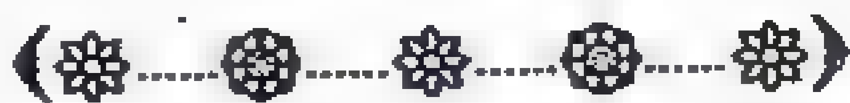
درج بالا عنوان کے تحت علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: مذکورہ قواعد سے یہ معلوم ہو

گیا کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی مسئلہ ایسے لفظ سے وارد ہو جس کے اندر عموم پایا جاتا ہو، تو ایسی آیت جو کسی معین ذات کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کے الفاظ میں کوئی عموم نہیں پایا جاتا تو وہ قطعی طور پر اسی پر محمول کی جائے گی جس طرح قول باری تعالیٰ ہے:

وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی۔ (سورۃ اللیل: ۱۷، ۱۸) پس بے شک اجماع ہے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اس سے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے استدلال کیا ہے، اس کے ساتھ یہ فرمان باری تعالیٰ بھی ہے: ان اکرمکم عند الله اتقاکم۔ (الحجرات: ۱۳) اس سے ثابت ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

اور اس شخص کو وہم ہوا جس نے گمان کیا کہ یہ عام ہے، ہر اس کے لئے جس نے ان جیسا عمل کیا، اس پر (عموم کا) قاعدہ جاری کرتے ہوئے، اور یہ غلط ہے، کیونکہ اس آیت میں عموم کا کوئی صیغہ نہیں ہے، صرف الف لام اس وقت عموم کا فائدہ دیتا ہے جب یہ موصولہ ہو یا تعریفیہ، جمع پر ہو، ایک قوم نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ چاہے مفرد پر ہو، بشرطیکہ وہاں وہ احد کے لیے نہ ہو، اور "الاتقی" میں لام موصولہ نہیں ہے کیونکہ اجماع ہے کہ وہ افعل التفضیل کو لاحق نہیں ہوتا، اور الاتقی جمع نہیں بلکہ وہ مفرد ہے اور یہاں احد خاص کر موجود ہے، اس کے باوجود کہ افعل کا صیغہ تمیز اور مشارکت نہ ہونے کا فائدہ دے رہا ہے، پس عموم کا قول باطل ہو گیا، اور قطعاً خصوصیت و لزوم ثابت ہو گیا اس کے لئے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

(الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۳۰)



حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

احادیث و روایات

کی روشنی میں

①...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک مرد داخل ہوگا جس کو ہر گھر اور بالا خانہ والے مرحبا کہیں گے، حضرت ابوبکر نے کہا: یارسول اللہ! اس مرد کو تو اس دن کوئی نقصان نہیں ہوگا! آپ نے فرمایا: ہاں! وہ مرد تم ہو گے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۸۶۷، الریاض النضرہ ج۱ ص۱۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۷، الصواعق المحرقہ ص۱۰۳)

②...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے پیچھے اس مرض میں بیٹھ کر نماز پڑھی جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔ (جامع ترمذی ج۱ ص۴۸، مسند احمد ج۶ ص۱۵۹)

③...... واخرج عبداللہ بن أحمد رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: "أبوبکر صاحبی ومؤنسی فی الغار" ۔اسنادہٗ حسن۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: عبداللہ بن احمد روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم غار میں میرے ساتھی اور مونس ہو۔

④...... عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: "ان فی الجنۃ طیرا کأمثال البخاتی، قال ابوبکر: انھا لناعمۃ یارسول

اللہ قال:أنعم منها من يأكلها وانت ممن يأكلها"۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بختی اونٹ کی شکل کا ایک پرندہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ موٹا تازہ بھی ہے، آپ نے فرمایا: ہاں، بعض اہل جنت اسے کھائیں گے اور تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو اُسے کھائیں گے۔

⑤......واخرج الديلمي في مسند الفردوس وابن عساكر عن سمرة قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((أمرت أن أأوّل الرؤيا۔(وان اعلمها) أبابكر))۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۳)

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے میں خوابوں کی تعبیر کا علم ابوبکر کو سکھاؤں۔

⑥......واخرج ابن ابی حاتم عن عامر بن عبدالله بن الزبير رضی الله عنه قال:لما نزلت(ولو انا كتبنا عليهم أن اقتلوا انفسكم ......الآية قال أبوبكر:يارسول الله لو امرتني أن اقتل نفسي لفعلت فقال:"صدقت"۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

ترجمہ: امام ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

جب آیت (ولو انا کتبنا علیھم أن اقتلوا انفسکم ......الآیة)۔ (اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جمنا) نازل ہوئی اور تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مجھے حکم فرمادیں تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو۔

⑦......عن سمرة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان ابابکر یؤول الرؤیا وان الرؤیا الصالحة حظ من النبوة۔

(المعجم الکبیر ج ۷ ص ۲۶۰ برقم: ۷۰۵۷، الفردوس بماثور الخطاب ج ۱ ص ۵۹ برقم: ۱۶۷)

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک ابوبکر خوابوں کی تاویل بیان کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں اچھے خواب نبوت کا حصہ ہیں۔

⑧......عن الزبیر بن العوام قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انك جعلت أبابکر رفیقی فی الغار فاجعله رفیقی فی الجنة۔

(لسان المیزان ج ۵ ص ۲۱۸، میزان الاعتدال ج ۶ ص ۳۶۱، الریاض النضرة ج ۱ ص ۱۴۲)

ترجمہ: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ تو نے ابوبکر کو غار میں میرا رفیق بنایا تھا پس میں اسے جنت میں اپنا رفیق بناتا ہوں۔

⑨......عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال:" لكل نبی رفيق ورفيقی فی الجنة أبوبكر"۔ (الرياض النضرة ج١ص١٤١)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک رفیق ہے پس جنت میں میرا رفیق ابوبکر ہے۔

⑩......(عن أبی هريرة) ان ابابكر الصديق بعثه فی الحجة التی امرهٗ عليها رسول الله ﷺ قبل حجة الوداع يوم النحر فی رهط يؤذن فی الناس الا لايحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان۔

(صحیح بخاری ج ٢ص ٦٧١ کتاب التفسیر، ج١ص ٢٢٠ کتاب المناسک، سنن نسائی ج ٢ص ٣٩، سنن کبریٰ بیہقی ج ٥ص ٨٧، صحیح مسلم ج١ص ٤٣٥، مسند ابویعلیٰ برقم: ٧٩، مشکوٰۃ ص ٢٢٧)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حجۃ الوداع سے پہلے حج میں جس کا امیر حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو بنا کر بھیجا تھا قربانی کے دن ایک جماعت میں بھیجا تا کہ لوگوں میں اعلان کیا جائے کہ خبردار! آج کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی خانہ کعبہ کا برہنہ طواف کرے۔

⑪......عن أنس بن مالك، قال: لمّا كان ليلة الغار، قال أبوبكر: يارسول الله دعنی فلأدخل قبلك فان كانت حية اوشیء كانت لی قبلك قال:"أدخل فدخل أبوبكر فجعل يلتمس بيده، كلما رأى جحرا جآء بثوبه، فشقهٗ ثم ألقمه الجحر، حتى فعل ذلك بثوبه أجمع، قال: بقی جحر فوضع عقبه عليه ثم أدخل رسول الله ﷺ. قال: فلما أصبح قال له النبی ﷺ (فاين ثوبك

یاابابکر؟)فأخبره بالذی صنع،فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدیه فقال:(اللّٰهم اجعل أبابکر معی فی درجتی یوم القیامة).فاوحی الله تعالٰی الیه (ان الله تعالٰی قد استجاب لك)۔

(حلیۃ الاولیاء ج۱ص ۳۳،صفۃ الصفوۃ ج۱ص ۲۴۰،الریاض النضرۃ ج۱ص ۹۰،تہذیب حلیۃ الاولیاء ج۱ص ۵۷)

ترجمہ:حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا:

جب غار کی رات تھی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت عنایت فرمائیے کہ میں آپ سے پہلے غار میں داخل ہوں،تاکہ اگر کوئی سانپ یا کوئی اور چیز ہوتو وہ آپ کی بجائے مجھے تکلیف پہنچائے۔آپ نے ارشاد فرمایا: داخل ہوجاؤ،حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ساری جگہ کی تلاشی لینے لگے۔جب بھی کوئی سوراخ دیکھتے تو اپنے لباس کو پھاڑ کر سوراخ کو بند کردیتے،یہاں تک کہ اپنے تمام لباس کے ساتھ یہی کچھ کیا۔راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی ایک سوراخ بچ گیا تو انہوں نے اپنی ایڑی کو اس سوراخ پر رکھ دیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کی گزارش کی،جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا:اے ابوبکر! تمہارا لباس کہاں ہے؟تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں بتادیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اے میرے اللہ!ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا،اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔

⑫......وعن ابا هريرة قال: سمعت ابابكر الصديق رضى الله عنه على المنبر يقول:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هذا اليوم من عام اول و استعبر ابوبكر وبكى ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول "لم تؤتوا بعد كلمة الاخلاص مثل العافية فسئلوا الله العافية"۔

(مسند احمد ج ا ص ۴، صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۲۳۰ برقم: ۹۵۵، الاحادیث المختارہ ج ا ص ۱۱۱،۱۱۰، السنن الکبریٰ للنسائی ج ۶ ص ۲۲۰، شعب الایمان برقم: ۱۴۲۲، ۹۷۸۶، عمل الیوم واللیلۃ ج ا ص ۵۰۲، مسند ابی یعلی برقم: ۱۱۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، پھر (یہ کہہ کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (ہجر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں) زارو قطار رونے لگے، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کلمۂ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت عطا نہیں کی گئی، پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔

⑬......عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اهل الدرجات العلى يراهم من هو اسفل منهم كما يرى الكوكب الدرى فى أفق السماء وابوبكر وعمر منهم وانعما۔

(المعجم الکبیر ج ۲ ص ۲۵۴ برقم: ۲۰۳۲، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۹۲، ج ۴۴ ص ۱۸۵، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۴، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین ج ا ص ۲۱۹ برقم ۱۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۱،۴۷۲)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جنت میں اعلیٰ درجات پر فائز لوگوں کو کم درجات والے لوگ اس طرح دیکھیں گے جیسے وہ آسمان کے افق پر چمکتے ستاروں کو دیکھتے ہیں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما (ان اعلیٰ درجات والوں) میں سے ہیں اور کیا ہی خوش نصیب ہیں۔

اس روایت کو نقل کر کے ابن شاہین لکھتے ہیں:

تفرد ابوبکر وعمر بهذه الفضيلة۔

ترجمہ: اس فضیلت کی وجہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما باقیوں سے بڑھ گئے۔

⑭......عن جابر بن عبدالله قال مشيت مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الى امرأة من الانصار فذبحت لنا شاة فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ليدخلن رجل من اهل الجنة فدخل ابوبكر ـ الحديث۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۱، ۳۸۷ برقم: ۱۴۰۲۳، ۱۴۶۲۹، مصنف ابن شیبہ ج ۷ ص ۴۷۵، مسند الطیالسی ج ۱ ص ۲۳۴ برقم: ۱۷۷۰، المعجم الاوسط ج ۸ ص ۴۱، فضائل الصحابہ ص ۶۱، السنۃ ابن ابی عاصم ج ۲ ص ۶۲۴ برقم: ۱۲۳۹، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۴۴ ص ۳۲۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی (وہاں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابھی یہاں) اہل جنت میں سے ایک شخص داخل ہوگا، پس تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکر داخل ہوئے......الخ۔

⑮...... حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے تھے، ا تنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ فرمایا پھر گلے لگا کر آپ رضی اللہ عنہ کے منہ کو چوم لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے ابو الحسن! میرے نزدیک ابو بکر کا وہی مقام ہے جو اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ (الریاض النضرۃ ج۱ص۱۶۰)

⑯...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا اور رات روشن تھی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہوں گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! وہ عمر ہیں، جن کی نیکیاں ان ستاروں جتنی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر میرے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کس درجہ میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر کی تمام نیکیاں ابو بکر کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص۵۶۰)

⑰...... حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جنگ اُحد میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کو (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے) مقابلے کے لئے للکارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں ان کے اول دستے میں گھس جاؤں گا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! ابھی ہمیں اپنی ذات سے بہت سے فائدے اٹھانے دو اور تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نزدیک تمہاری حیثیت بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہے۔

(روح البیان ج۹ص ۴۱۳، روح المعانی ج۲۸ص ۳۲۳، الریاض النضرۃ ج۱ص ۳۹، ۱۶۰)

⑱......حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے ابوبکر صدیق کو روز قیامت لائیں گے اور انبیاء وصدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔

(کنز العمال ج۶ص ۲۵۵، الریاض النضرۃ ج۱ص ۱۵۸، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص ۱۵۴)

⑲......حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک بلند وبالا محل دیکھا جس پر ریشم کے پردے لگے ہوئے تھے میں نے کہا: جبریل! یہ محل کس کے لیے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص ۱۵۸، الریاض النضرۃ ج۱ص ۱۵۸)

⑳......حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کچھ جنتی حوروں کو پھولوں سے

پیدا فرمایا ہے اور انہیں گلابی حوریں کہا جاتا ہے ان سے صرف نبی یا صدیق یا شہید ہی نکاح کر سکتے ہیں اور ابو بکر کو ایسی چار سو (۴۰۰) حوریں دی جائیں گی۔

(الریاض النضرۃ ج۱ص۱۵۸)

(۴۱)...... حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے، اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے بہتر جزا دے کہ اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی ہے۔ (الریاض النضرۃ ج۱ص۱۱۴)

(۴۲)...... حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک روز ہم اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے بعد ساری امت سے افضل ہے، وہ روز قیامت انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح شفاعت کرے گا۔ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان کے ساتھ معانقہ بھی کیا۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص۱۵۵)

(۴۳)...... حضرت سیدنا اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا: اے سردار عرب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور تمہارے والد ابو بکر عرب کے دانشوروں کے سردار ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۷ص۴۷۵،۴۷۴)

(۴۴)...... حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جنگ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں جہاد کے لیے نکلے، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو مسلمان منتشر ہو گئے، میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر حاوی دیکھا، تو میں گھوم کر اس کی پشت کی جانب سے حملہ آور ہوا، اور اس کے کندھے پر بھرپور ضرب لگائی، جس سے اس کی ذراع کٹ گئی، وہ پلٹ کر مجھ پر حملہ آور ہوا، لیکن میری زوردار ضرب نے اسے موت کے قریب کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ گہرے زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے، موت کے گھاٹ اتر گیا، پھر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے پوچھا کہ آج لوگوں کو کیا ہو گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ عزوجل کا حکم۔ پھر مسلمان فتح یاب ہو کر واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کافر کو (مقابلہ کرتے ہوئے خود) قتل کیا اسے مقتول کا مال واسلحہ دے دیا جائے، جبکہ وہ قتل پر گواہی لائے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے بھی چونکہ ایک کافر کو قتل کیا تھا، لہٰذا میں نے کھڑے ہو کر کہا: میرے قتل کرنے پر کوئی گواہی دینے والا ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا، یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی جملہ ارشاد فرمایا تو میں پھر اُٹھا اور کہا: میرے قتل کرنے پر کوئی گواہی دینے والا ہے؟ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار وہی ارشاد فرمایا: تو میں ایک بار پھر کھڑا ہو گیا لیکن میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوقتادہ! کیا بات ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سارا ماجرا پیش کر دیا، اچانک ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی گواہی میں دیتا ہوں اور انہوں نے جس کافر کو قتل کیا تھا اس کا سارا سامان میرے ہی پاس ہے اور میں چاہتا ہوں وہ میرے ہی پاس ہے، لہٰذا آپ مجھے اس سے دلوا دیجئے، یہ سن کر حضرت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں، کیا اللہ عزوجل کے شیروں میں سے ایک ایسے شیر کے ساتھ جو میدان جنگ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر لڑا ہو یہ زیادتی کر سکتی ہے کہ وہ اپنا مال تمہیں دے دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے، لہٰذا ابوقتادہ کا مال اسے واپس دے دو، یہ سن کر اس نے میرا مال مجھے واپس کر دیا، چنانچہ میں نے وہ مال بیچ کر بنوسلمہ کا ایک باغ خرید لیا اور اسلام میں یہ سب سے پہلا مال غنیمت تھا جو مجھے ہی ملا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۸ کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین، الریاض النضرہ ج ا ص ۱۳۶)

(۲۵)...... حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! ابوبکر ایسی شخصیت ہیں کہ ان کی طرف سے مجھے کبھی کوئی برائی نہیں پہنچی۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۶، الریاض النضرہ ج ا ص ۱۶۱، الصواعق المحرقہ ص ۹۹)

(۲۶)...... حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الٰہی! تو نے میری امت کے لئے میرے صحابہ میں برکت فرمائی، پس ان کی برکت سلب نہ فرمانا اور انہیں ابوبکر پر جمع کر دینا اور وہ اس کے حکم سے منتشر نہ ہوں اور ابوبکر تیرے حکم پر اپنے حکم کو ترجیح نہ دے۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۱۸ ص ۳۹۱، جمع الجوامع ج ۲ ص ۹۹، الریاض النضرہ ج ا ص ۳۶)

۲۷ ...... حضرت سیدنا زید بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ پھر آپ صحابہ کرام کے چہروں پر نظر فرمانے لگے تو وہ موجود نہ تھے آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا، یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا: میں تم سے جو بات کرتا ہوں اسے یاد کرلو اور اسے کبھی نہ بھلانا اور اس کو تمہارے بعد والے (بھی) بیان کریں، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے مجھے چنا ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''الله یصطفی من الملئکة رسلا ومن الناس'' (الحج:۷۵) ''اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے'' یہ ایسی مخلوق ہے جسے وہ جنت میں داخل فرمائے گا اور میں نے تم میں سے جسے پسند کیا اسے چن لیا اور میں تمہارے درمیان بھائی چارہ مقرر کرتا ہوں جس طرح اللہ عزوجل نے فرشتوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ پس اے ابوبکر! اٹھ کر میرے سامنے آجاؤ، بے شک تیری میرے ساتھ ایک خاص ہمدردی ہے جس کا بدلہ اللہ عزوجل تمہیں عطا فرمائے گا، اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو تجھے بناتا اور تمہاری مجھ سے قربت ایسی ہے جیسے جسم سے قمیص کی۔ پھر حضرت ابوبکر ایک طرف ہو گئے ...... الخ۔ (الریاض النضرۃ ج۱ص۲۲،۲۳)

۲۸ ...... حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کفار کی عورتیں (معافی مانگنے کے لئے) آپ کے گھوڑے کے منہ کے آگے دوپٹے کر رہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرانے لگے (گویا آپ نے سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی خوشی میں شریک کیا)۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! حسان بن ثابت نے کیا کہا ہے؟ تو حضرت ابوبکر نے آپ کو شعر سنائے،

عدمت ثنیتی ان لم تروھا تثیر النقع من کتفی کداء

یناززعن عن الاعنه مسرعات یلطمهن بالخمر النساء

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسے حسان نے کہا ہے اسی طرح داخل ہو جاؤ!۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۸)

(۲۹)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر عتیق فی السماء وعتیق فی الارض ۔

(مسند الفردوس ج ۱ ص ۲۵۰ برقم: ۱۷۸۸)

ترجمہ: یعنی ابوبکر آسمان میں بھی عتیق ہیں اور زمین میں بھی عتیق ہیں۔

(۳۰)...... حضرت نبعہ حبشیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"یا ابابکر ان اللہ قد سمّاك الصدیق"

ترجمہ: یعنی اے ابوبکر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام "صدیق" رکھا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج ۸ ص ۳۳۲)

(۳۱)...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک دفعہ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ایک کونے میں بیٹھ گئے، کافی دیر تک وہیں بیٹھے رہے، اچانک وہاں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابو قحافہ کے بیٹے

ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! کیا آپ بھی انہیں پہچانتے ہیں، عرض کیا: اس رب (عزوجل) کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! ابوبکر زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں، اور آسمانوں میں ان کا نام "حلیم" ہے۔

(الریاض النضرۃ ج۱ص۱۷)

۴۲...... حضرت سیدنا ابوالعالیہ (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آپ نے زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی ہے، فرمایا: میں اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں، جب وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: میں اپنی عزت اور غیرت کی حفاظت کے لئے شراب نہیں پیا کرتا تھا کیونکہ جو شراب پیتا ہے اس کی عزت وغیرت دونوں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار ارشاد فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے۔

(کنز العمال ج۶ص۲۲۰، الریاض النضرہ ج۱ص۱۷۴، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص)

۴۳...... حضرت سیدنا عمر بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دن اپنا خواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے دیکھا کہ کچھ سیاہ بکریاں میرے پیچھے پیچھے آگئیں، پھر چند سفید بکریاں ان کالی بکریوں کے پیچھے آگئیں اور سفید بکریاں بڑھتے بڑھتے اتنی تعداد میں ہو گئیں کہ سیاہ بکریاں ان میں دکھائی نہ دیتی تھیں، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ) سیاہ بکریاں عرب کے لوگ ہیں جو آپ پر ایمان لائیں گے اور کثرت سے ہوں گے جبکہ سفید بکریوں سے مراد آپ

پر ایمان لانے والے عجمی لوگ ہیں، جن کی اتنی کثیر تعداد آپ پر ایمان لائے گی کہ ان کی کثرت کی وجہ سے عرب دکھائی نہیں دیں گے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ تعبیر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسی طرح کی تعبیر سحری کے وقت فرشتے نے بھی بتائی ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۵، الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۲۷)

(۴۳)...... حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے رات خواب میں دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکرے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور میں نے دیکھا کہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں کے چلوہ بنا کر اس شہد اور گھی کو لینے کی تگ و دو کر رہے ہیں، کوئی زیادہ لے رہا اور کوئی بہت کم، پھر میں نے آسمان سے ایک رسی لٹکی دیکھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، آپ کے بعد ایک اور شخص آیا اور وہ رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور شخص آیا اور وہ بھی رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، اس کے بعد تیسرا شخص آیا اور اس نے اوپر چڑھنا چاہا تو وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر وہ رسی جوڑی گئی (اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا)، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ آپ پر فدا، اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر بیان کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں ابوبکر بیان کرو، عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بادل سے مراد اسلام ہے، گھی اور شہد سے مراد قرآن، اس کی مٹھاس ہے، اور جو لوگ اسے لے رہے ہیں وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ کوئی قرآن پاک کی تلاوت زیادہ کرے گا اور کوئی کم اور آسمان سے لٹکی ہوئی رسی سے مراد وہ راہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں، اور آپ کے رب عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعت و بلندی عطا فرمائی۔ آپ کے بعد

ایک شخص آئے گا جو اسی راستے پر چلتا رہے گا اور وہ کامیاب ہو جائے گا، اس کے بعد بھی ایک دوسرا شخص بھی کامیابی حاصل کرلے گا، البتہ اسکے بعد جو تیسرا شخص آئے گا اسے اس راہ میں تکالیف اور پریشانیاں لاحق ہوں گی لیکن بالآخر وہ بھی کامیابی کا زینہ طے کرلے گا......الخ۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۳، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۳، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۷)

(۳۹)...... حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش (کفر کرنے والے) کی ہجو کرو، کیونکہ ان پر یہ ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ تکلیف دہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ (کفار) قریش کی ہجو کرو، انہوں نے (کفار قریش) کی ہجو کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور پھر حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پھر آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا وہ آئے تو عرض کیا: اب وقت آگیا ہے، کہ آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دُم سے مارتا ہے، پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی عرض کرنے لگے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا ،جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں، رسول اللہ عزوجل کو صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حسان! جلدی نہ کرو (کیونکہ تم قریش کی کیسے ہجو کرو گے، جبکہ میں بھی قریش سے ہوں، میرے چچا کا بیٹا ابوسفیان بھی قریش سے ہے)، لہٰذا تم ابوبکر سے مشورہ کرلو کیونکہ وہ قریش کے ماہر انساب ہیں، حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے اس معاملہ میں مشاورت کی، انہوں نے فرمایا: ہجو سے فلاں فلاں کو نکال دو اور فلاں فلاں کو شامل کر لو۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پھر لوٹ آئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے ، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قریش کی ہجو کی تو قریش نے سن کر کہا: حسان کے ان اشعار کو سن کر لگتا ہے ان کی ابوبکر نے معاونت کی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اشعار سنے تو ارشاد فرمایا: حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۰، ملخصاً اسد الغابہ ج ۲ ص ۸ باب الحاء السین، الاستیعاب ص ۱۸۹، ۱۹۰ ترجمہ نمبر ۵۲۱ دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۰۱)

(۴۱)...... یوسف بن ماھک اپنے باپ، اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! ابوبکر کے بارے میں میرا لحاظ کرو، پس بلاشبہ اس نے جب سے میری صحبت اختیار کی ہے مجھے کوئی ایذاء نہیں دی۔ (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳۳)

(۴۲)...... حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر رات گئے تک مسلمانوں کے معاملات پر مشاورت اور گفتگو کرتے رہتے تھے ایک دن حسب معمول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے مصروف کلام رہے، میں بھی بارگاہ رسالت میں حاضر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، ہم بھی باہر آ گئے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا

ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت قرآن سننے لگے اور ارشاد فرمایا: اگر کوئی قرآن کی تلاوت اسی طریقے اور ہیئت پر کرنا چاہے جیسا وہ نازل ہوا تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی طرح قرآن پڑھے۔

(المستدرک ج ۲ ص ۳۴۴ کتاب التفسیر، مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۵ برقم ۱۷۵، سنن کبریٰ بیہقی ج ۱ ص ۴۵۲، ۱۵۳، مسند ابی یعلیٰ ج ۱ ص ۱۸۴ برقم: ۱۸۱، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۸۷، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۹)

۱۲۸......حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے:

ما أظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء أصدق لهجة من ابی بکر من سرہ ان ینظر علی مثل عیسٰی فی الزھد فلینظر الیه۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۷)

ترجمہ: یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر لہجہ کی صداقت والا کوئی نہیں جو زہد و تقویٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابو بکر صدیق کو دیکھ لے۔

۱۲۹......عن أنس رضی الله عنه قال: لقد ضربوا رسول الله صلی الله علیه وسلم حتّی غشی علیه فقام أبوبکر رضی الله عنه فجعل ینادی ویقول: ویلکم أتقتلون رجلا أن یقول ربّی الله؟ فقالوا من هذا؟ فقالوا: هذا ابن أبی قحافة المجنون۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۸۳، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۷، الاحادیث المختارہ ج ۶ ص ۲۲۱، فضائل الصحابہ ص ۵۸ برقم ۲۱۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کفار و مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر جسمانی اذیت پہنچائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (آئے اور) کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے کہنے لگے: تم تباہ و برباد ہو جاؤ، کیا تم ایک (معزز) شخص کو صرف اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ عزوجل ہے؟ اُن (ظالموں) نے کہا: یہ کون ہے؟ (کفار و مشرکین میں سے کچھ) لوگوں نے کہا: یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو (اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں) مجنوں بن چکا ہے۔

(۴)......عن ابن عمر قال: "كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم، وعنده أبوبكر الصّدّيق، وعليه عباءة قد خللها في صدره بخلال، فنزل عليه جبريل عليه السلام فقال: يامحمد مالي أرى أبابكر عليه عباءة قد خللّها في صدره بخلال؟ فقال: ياجبريل، أنفق ماله عليّ قبل الفتح، قال فانّ الله عزوجل يقرأ عليه السّلام ويقول قل له: أراض أنت عنّي في فقرك هذا أم ساخط؟ وفي الرياض النضرة: (فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ياأبابكر، ان هذا جبريل يقرئك من الله السّلام ويقول لك: أراض أنت في فقرك هذا أم ساخط؟) فقال أبوبكر: أسخط على ربّي؟ أنا عن ربّي راض، أنا عن ربّي راض، أنا عن ربّي راض۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۰۵، تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲۳، تحت سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۴، ۱۰۵، تاریخ الخلفاء ص ۳۹، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۷۰، صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۵۰، تفسیر بغوی ج ۴ ص ۲۶۹، تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۲۹۱ تحت سورۃ الحدید، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۷۲، ۷۳)

ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی عباء (وہ لباس جو سامنے سے کھلا ہوا ہو اور اُس کو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے) پہنی ہوئی تھی جسے اپنے سینے پر خلال (لکڑی کے ٹکڑے) سے جوڑا ہوا تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عباء پہن کر اُسے اپنے سینے پر ٹانکا ہوا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! انہوں نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر (میری مدد و نصرت کے لیے) خرچ کر ڈالا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ رب العزت نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہیں، کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ جبریل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تم پر سلام لے کر آیا ہے اور اس نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا میں اپنے رب کریم پر ناراض ہو سکتا ہوں گا؟ میں تو اپنے رب سے (ہر حال میں) راضی ہوں میں، اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(۴۱)...... عن عائشة امّ المؤمنين :أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمی أبابکر الصديق عتيقا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۰)۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عتیق رکھا۔

(۴۲)...... أنس بن مالك الأنصاری و کان تبع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخدمه وصحبه . أنّ

أبابكر كان يصلي لهم في وجع النبي صلى الله عليه وسلم الذي توفي فيه حتى اذا كان يوم الاثنين وهم صفوف في الصلاة فكشف النبي صلى الله عليه وسلم ستر الحجرة ينظر الينا وهو قائم كأنّ وجهه ورقة مصحف ثم تبسّم يضحك فهممنا أن نفتتن من الفرح برؤية النّبيّ صلى الله عليه وسلم فنكص أبوبكر على عقبيه ليصل الصّفّ وظنّ أنّ النّبيّ صلى الله عليه وسلم خارج الى الصّلاة فأشار الينا النّبيّ صلى الله عليه وسلم أن أتمّوا صلاتكم وأرخى السّتر فتوفّي من يومه صلى الله عليه وسلم ۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۹۳،۱۰۴،۱۶۰، ج ۲ ص ۶۴۰، صحیح مسلم ج ا ص ۱۷۹، ابن ماجہ ص ۱۱۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے والے، آپ کی خدمت وصحبت میں رہتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ پیر کا دن آگیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی حالت میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ (اس دوران) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے) حجرۂ مبارک سے پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر ہمیں دیکھنے لگے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کھلے ہوئے قرآن کی طرح ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم ریز ہوئے۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی سے نماز توڑ دیں، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں کے بل (مصلی امامت سے) پیچھے لوٹے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صف میں شامل ہو جائیں اور گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے (گھر سے) باہر تشریف لانے والے ہیں۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز کو مکمل کرو اور پردہ نیچے سرکا دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی دن

وصال ہو گیا۔

۴۲......عن أبی هريرة قال: قال رسول اللہ ﷺ: من أصبح منكم اليوم صائمًا قال أبو بكر: أنا قال: فمن تبع منكم اليوم جنازة قال أبو بكر: أنا قال: فمن أطعم منكم اليوم مسكينًا قال أبو بكر: أنا قال: فمن عاد منكم اليوم مريضًا قال أبو بكر: أنا، فقال رسول اللہ ﷺ: ما اجتمعن فی امرئٍ الا دخل الجنّة۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۹ کتاب الزکوٰۃ، باب من ضم الی الصدقۃ غیر من اعمال البر، السنن الکبری برقم: ۸۱۰۷، تاریخ الخلفاء ص ۵۵، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

۴۳......عن عائشة أمّ المؤمنين رضی الله عنها قالت: قال رسول اللہ ﷺ: من سرّه أن ينظر الى عتيق من النّار فلينظر الى أبی بكر وانّ اسمه الّذی سمّاه أهله لعبد الله بن عثمان بن عامر بن عمرو حيث ولده فغلب عليه اسم عتيق۔

(المستدرک ج ۳ ص ۴۷۸ کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، المعجم الکبیر ج ۱ ص ۵۴، مسند ابی یعلیٰ ج ۸ ص ۳۰۲، تاریخ الخلفاء ص ۲۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۷)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا پسند ہو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ولادت کے وقت آپ کے گھر والوں نے عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو رکھا تھا، پھر اس پر عتیق کا لقب غالب آ گیا۔

۲۵ ...... عن عائشۃ أنّ أبابکر رضی اللہ عنہ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: أنت عتیق اللہ من النّار فیومئذٍ سمّی عتیقا۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص ۵۵۶، تاریخ الخلفاء ص ۲۹، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۹)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عتیق (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد) ہو، پس اُس دن سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام "عتیق" رکھ دیا گیا۔

۲۶ ...... عن أبی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أتانی جبرائیل فأخذ بیدی فأرانی باب الجنّۃ الّذی تدخل منہ أمّتی فقال أبوبکر: یارسول اللہ، وددت أنّی کنت معک حتی أنظر إلیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أمّا انّک یا أبابکر أوّل من یدخل الجنّۃ من أمّتی۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۴ کتاب السنۃ، المستدرک ج ۳ ص ۳۸۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۶، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۰۶، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۴۱، المعجم الاوسط ج ۱ ص ۶۱۳ برقم ۲۵۹۴، الصواعق المحرقہ ص ۹۶، فضائل الصحابہ ص ۶۶ برقم ۲۵۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمت (جنت میں) داخل ہوگی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی جنت کا وہ دروازہ دیکھتا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! بلاشبہ تم میری امت کے وہ پہلے شخص ہو جو جنت میں داخل ہوگے۔

۴۷......عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: کنّا عند النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم: یطلع علیکم رجل من أھل الجنّۃ فاطلع أبوبکر فسلّم ثمّ جلس.

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، ابواب المناقب، المستدرک ج ۳ ص ۲۸۸ کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، فضائل الصحابہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

۴۸......واخرج ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((حب

ابی بکر وشکرہ واجب علی کل امتی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، تاریخ مدینۃ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے محبت اور اس کا شکر ادا کرنا میرے ہر امتی پر لازم ہے۔

۴۹ ...... عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: حبّ أبی بکر وشکره واجب علی أمّتی۔

(الفردوس ج ۲ ص ۱۴۲، تاریخ بغداد ج ۵ ص ۴۵۱، تاریخ الخلفاء ص ۵۸، الصواعق المحرقۃ ص ۱۰۴، تاریخ مدینۃ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۲)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت اور اس کا شکر ادا کرنا میرے امتی پر واجب ہے۔

۵۰ ...... عن عبدالله بن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من جرّ ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیمامة فقال أبوبکر: انّ أحد شقّی ثوبی یسترخی الا أن أتعاهد ذلك منه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انّك لست تصنع ذلك خیلاء۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶، کتاب المناقب، ج ۲ ص ۸۶۰ کتاب اللباس، ج ۲ ص ۸۹۵ کتاب الادب، مشکوٰۃ ص ۳۷۶ کتاب اللباس، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۸ کتاب الزینۃ، اسبال الازار، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب اللباس، تاریخ الخلفاء ص ۵۵، الصواعق المحرقۃ ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کپڑے کو تکبر سے گھسیٹا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا، حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک کونہ لٹک جاتا ہے، سوائے اس صورت کے کہ میں اس کی احتیاط کروں، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا ازراہ تکبر نہیں کرتے۔ (لہٰذا تمہیں معاف ہے)

(۵۱)......عن ابن عمر أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لأبی بکر: أنت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار۔

(جامع ترمذی ج۲ص۲۰۸، مشکوٰۃ ص۵۵۵، تاریخ الخلفاء ص۵۶، الصواعق المحرقہ ص۹۷، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص۸۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم حوض (کوثر) پر میرے ساتھی ہو اور غار (ثور) میں بھی میرے ساتھی ہو۔

(۵۲)......عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لجبريل ليلة أسری به: انّ قومی لا يصدّقوننی، فقال له جبريل: يصدقك أبوبكر وهو الصّدّيق۔

(طبرانی اوسط ج۷ص۱۶۶، طبقات ابن سعد ج۱ص۲۱۵، تاریخ الخلفاء ص۳۰، الصواعق المحرقہ ص۹۸، مجمع الزوائد ج۹ص۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے شب اسریٰ کے موقع پر

فرمایا: اے جبریل! میری قوم (واقعہ معراج کے بارے میں) میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

۵۳ ...... عن عائشة رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال ((أبوبکر منی وانا معه وابو بکر أخی فی الدنیا والآخرہ"۔

(الفردوس بماثور الخطاب ج۱ص۴۳۷ برقم ۱۷۸۰، کنز العمال ج۱۱، الصواعق المحرقہ ص۹۶، الروض الانیق فی فضل الصدیق رضی اللہ عنہ للسیوطی رقم: ۱۳)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوبکر مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور ابوبکر دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے"۔

۵۴ ...... عن عبدالله بن عمرو بن العاص، قال: سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول: أتانی جبریل علیه السلام فقال لی یامحمد ان الله تعالٰی أمرك أن تستشیر أبابکر۔

(الریاض النضرہ ج۱ص۱۳۹، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج۳۰ ص۱۲۹، الصواعق المحرقہ ص۴۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میرے پاس جبریل آئے، انہوں نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ابوبکر سے مشورہ کیا کریں۔

۵۵ ......(عن عائشة، أن رسول الله صلی الله علیہ وسلم) قال أبی الله والمؤمنون أن یختلفوا

علیك یا آبا بكر۔

(فضائل الصحابہ ص ۵۹ برقم: ۲۲۶، طبقات کبری ج ۳ ص ۱۸۰، الروض الانیق برقم: ۱، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۶۹، ۲۶۸)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور ایمان والے اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ آپ پر اختلاف کیا جائے اے ابوبکر۔

۵۶......عن ام ھانی قالت......سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یومئذ یاابابکر ان اللہ قدسماك الصدیق۔

(الفردوس بماثور الخطاب ج ۵ ص ۳۰۷، الاصابہ ج ۸ ص ۱۳۷، تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۱۸۲)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

میں نے سنا اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔

۵۷......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چالیس ہزار خرچ کیے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۹۸۵، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۱۴، ابن عساکر ج ۳۰ ص، تاریخ الخلفاء ص ۳۹)

۵۸......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں ان کے پاس تھی، انہوں نے مجھ

سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟ میں نے بتایا: تین کپڑوں میں، انہوں نے کہا: میں جو دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں مجھے ان ہی دو کپڑوں میں کفن دے دینا، اور ان کے بجائے ایک نیا کپڑا خرید لینا کیونکہ مردہ کی بہ نسبت زندہ کو نئے کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ یہ کپڑے تو پیپ سے لتھڑ جائیں گے۔

(صحیح ابن حبان: ۳۰۳۶)

یہ حدیث آپ کی انکسار وایثار اور محبت سرکار ابد قرار سے ﷺ پر واضح دلیل ہے۔

(۵۹)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کی بالائی بستی میں تھے، حضرت عمر نے کھڑے ہو کر کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے، حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میرے دل میں یہی بات آئی تھی، اور اللہ آپ کو ضرور اٹھائے گا اور آپ (چوروں اور ڈاکوؤں کے) ضرور ہاتھ پیر کاٹ دیں گے، پھر حضرت ابوبکر آ گئے، انہوں نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور آپ کو بوسا دیا، اور کہا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ پاکیزگی کے ساتھ زندہ رہے اور پاکیزگی کے ساتھ فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں ہرگز نہیں چکھائے گا، پھر وہ باہر آئے اور کہا: اے قسم کھانے والے! ٹھہر جاؤ، جب حضرت ابوبکر نے یہ کہا تو حضرت عمر بیٹھ گئے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۶، ۵۱۷ ج ۲ ص ۶۴۰، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۶۰ برقم: ۱۸۴۰، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۶، مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۷، صحیح ابن حبان برقم: ۶۲۲۰، السنن الکبری للنسائی برقم: ۷۲۲۳)

(۶۰)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

میں نے جب سے ہوش سنبھالا میرے ماں باپ دین اسلام کے مطابق عبادت کرتے تھے، اور ہر روز صبح یا شام کو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے، جب مسلمان فتنہ میں مبتلا ہوئے تو ہجرت کر کے حبشہ کی طرف جانے لگے، حتی کہ جب وہ برک الغماد پر پہنچے تو ان کو ابن الدغنہ ملا اور وہ ایک بستی کا سردار تھا، اس نے کہا: اے ابوبکر! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے کہا: مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سفر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا: آپ ایسا شخص خود جائے گا نہ اس کو جانے دیا جائے گا، جس کے پاس مال نہ ہو، آپ اس کے لئے مال کماتے ہیں، رشتہ داروں سے مل کر رہتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کے راستے میں جو مشکلات آتی ہیں، ان میں مدد کرتے ہیں، میں آپ کا ضامن ہوں، آپ لوٹ آئیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

(صحیح بخاری ج۱ص ۳۰۷ ج۲ص ۵۵۳، صحیح ابن حبان برقم: ۶۲۷۷، مسند احمد ج۶ ص ۱۹۸، مصنف عبدالرزاق ج۵ ص ۳۸۶ برقم: ۹۷۴۳، تہذیب حلیۃ الاولیاء ج۱ص ۵۵)

(۶۱)...... حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

انہوں نے ابوطلحہ سے پوچھا: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق کیوں رکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو خانہ کعبہ میں لے کر گئیں، پھر دعا کی:

اللھم ان ھذا عتیق من الموت فھبة لی۔

ترجمہ: یعنی اے اللہ بے شک یہ بچہ موت سے آزاد ہے، اسے مجھے عنایت فرما۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

۴۲...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

آپ نے فرمایا: میں ایک دن اپنے گھر میں تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) کے صحن میں تشریف فرما تھے، میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عتیق من النار (یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد) کو دیکھنا پسند کرتا ہے تو وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

۴۳...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: یا ابا بکر انت عتیق اللہ من النار۔

ترجمہ: اے ابوبکر! تو دوزخ کی آگ سے خدا تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے۔

پس اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

۴۴...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت ابوبکر صدیق کا اصلی نام عبداللہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: انت عتیق اللہ النار۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۹)

﴿افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ﴾

اعلیٰ حضرت ،امام اہلسنت، عظیم البرکت الشام امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ رحمۃ القوی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر ایک مستقل کتاب ''مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین '' کے نام سے تصنیف فرمائی ہے۔آپ مسئلہ افضلیت پر اہلسنّت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''تنقیح: سلسلہ تفضیل، عقیدہ اہل سنت میں یوں منتظم ہوا ہے کہ افضل العالمین واکرم الخلوقین محمد، رسول رب العالمین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، پھر انبیائے سابقین، پھر ملائکہ مقربین، پھر شیخین، پھر ختنین، پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین''۔

(مطلع القمرین ص ۵۴ مطبوعہ جامعہ اسلامیہ کھاریاں)

❀......اس موقف کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:

''حاصل یہ کہ تفضیلِ صدیق قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت، جو اس سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطرہ ہو،انتہیٰ ،عجب اس سے جو اجماع صحابہ وتابعین وکافہ اہل سنت کا خلاف کرے پھر آپ کو سنی جانے ،اے عزیز جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے،اور ایک کا انکار کافر مرتد کردیتا ہے، اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائدِ اہلسنّت میں ان کے موافق ہو،اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے، ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے۔(ایضاً ص ۶۵)

❀...... آپ مزید فرماتے ہیں:

ب بالجملہ: بین و مبین ہو گیا کہ اہل بدعت کسی افسوسناک حالت میں ہیں اور تفضیلیہ و سفضیہ ان کی شاخ۔ پس حکم، نماز کا، ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ۔ (ایضاً ص ۸۲)

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آیات قرآن کی روشنی میں:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جو آیات قرآنیہ نقل فرمائی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

﴿۱﴾...... آیت اولیٰ: قال اللہ ربنا تبارك وتعالیٰ:

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (الحجرات: ۱۳)

بے شک سب میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک تمہارا "اتقیٰ" ہے یعنی بڑا پرہیزگار۔

یہاں تو "اتقی" کو سب پر تفضیل دیتے ہیں اور زیادت کرامت عند اللہ میں ترجیح دیتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

وسیجنبها الاتقیٰ الذی یؤتیه ماله یتزکی وما لاحد عندہ من نعمة تجزٰی الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ ولسوف یرضٰی۔ (اللیل: ۱۸ تا ۲۰)

یعنی اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، مگر تلاش اپنے برتر پروردگار کی رضا مندی کی اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

آیۂ کریمہ میں باجماع مفسرین "اتقی" سے جناب سیدنا امام المتقین ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

❀...... امام محی السنہ بغوی فرماتے ہیں:

یعنی ابابکر فی قول الجمیع۔ (تفسیر معالم التنزیل، سورۃ اللیل)

❀...... اور امام علامہ شمس الدین ابن الجوزی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا۔

(زاد المسیر، سورۃ اللیل)

اور یہ معنیٰ ابو بکر ابن ابی حاتم وطبرانی وابن زہیر ومحمد بن اسحاق وغیرہم محدثین کی احادیث میں وارد ہیں کہ طبری باوجود رفض تفسیر مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور اقرار سے چارہ نہ پایا......۔

یہ نتیجہ بشہادت قرآن عزیز نکلتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل امت ہیں۔ وھو المقصود و کفٰی باللہ شہیدا۔

﴿۲﴾...... آیت ثانیہ: قال اللہ عزمن قائل:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابقٌ بالخیرات باذن اللہ ذالک ھو الفضل الکبیر۔ (الفاطر:۳۲)

پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا ان کو جنہیں چن لیا اپنے بندوں میں سے، پس کوئی ان میں اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے اور کوئی بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی آگے بڑھ جانے والا ہے، بھلائیوں میں خدا کی پروانگی سے، یہی ہے بڑی فضیلت۔

اقول: وباللہ التوفیق آیت کریمہ میں چنے ہوئے بندوں سے یہ امت مرحومہ مقبولہ

محمدیہ مصطفویہ علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ مراد، جس کی حق سبحانہ نے تین قسمیں فرمائیں......

تیسرے وہ اعلیٰ درجہ کے مطیع ومنقاد وسر پا اہتداء ورشاد جو حسنات کی طرف مسارعت کرتے اور میدان خیرات میں قصب السبق لے جاتے ہیں۔ان کی نسبت ان کا مالک مہربان فرماتا ہے:ذلك هو الفضل الكبير۔

فضل کبیر و بزرگی عظیم ان ہی کو حاصل۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بہ نسبت بقیہ امت اسی قسم میں داخل، لہٰذا وہی فضیلت عالیہ لے گئے اور سادات امت قرار پائے۔

اب تلاش کرنا چاہئے اسے جو گروہ صحابہ میں سرفراز اور اس صفت شریفہ کے ساتھ ممتاز ہو کہ بحکم آیہ کریمہ افضلیت مطلقہ اسی کا بہرہ خاصہ...... یاں وصف مذکورہ میں اس بارگاہ اکرم کے وزیر اعظم یعنی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب پر تفوق ظاہر و تقدم باہر ہے حتی ''سباق بالخیرات'' اس ذات جامع البرکات کا نام قرار پایا اور صیغۂ مبالغہ نے لطف تازہ دکھایا۔

فقد اخرج ابویعلی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال كنت في المسجد اصلي فدخل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ومعه ابوبكر وعمر فوجدني أدعو فقال: سل تعطه، ثم قال: من اراد ان يقرء القرآن غضا طريا فليقرء بقراءة ابن ام عبد فرجعت الى منزلي فأتاني أبوبكر فبشرني ثم أتاني عمر فوجد ابابكر خارجا قد سبقه فقال: انك لسباق بالخير۔

(مسند ابی یعلی برقم:۱۷)

یعنی حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضور کے ہمراہ صدیق وفاروق تھے۔ پس حضور نے مجھے دعا کرتے پایا۔ فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، پھر فرمایا جو شخص قرآن کو تر و تازہ پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قرأت پر پڑھے۔ بعدہ میں اپنے گھر لوٹ آیا، صدیق آئے اور مجھے اس دولت عظمیٰ کے حصول اور حضور کے ان کلمات ارشاد فرمانے کا مژدہ دیا۔ پھر فاروق آئے تو ابوبکر کو نکلتے پایا کہ پہلے ہی خوشخبری دے چکے ہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق سے کہا:

بے شک آپ سباق بالخیر اور نیکیوں میں نہایت پیشی لے جانے والے ہیں۔

واخرج ابوبکر بن ابی شیبة من حدیث عمر رضی الله تعالٰی عنه فی قصة سقیفة بنی ساعدة فی حدیث طویل انه قال یامعشر الانصار یامعشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بعده ثانی اثنین انهما فی الغار ابوبکر السباق المبین ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۵۷۱ کتاب المغازی)

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہ انصار! اے جماعت مسلمین! بے شک امر رسول اللہ ﷺ کا ان کے بعد زیادہ مستحق، دوسرا ان دو کا ہے، جب وہ دونوں غار میں تھے ابوبکر سباق مبین جن کا خیرات میں بہت پیشی لے جانا ظاہر و روشن ہے۔

اقول: وربی یغفرلی

یہ کلمہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا جب

انصار کرام بقصد خلافت مجتمع ہوئے اور مہاجرین سے کہتے تھے ایک امیر ہم میں ایک تم میں۔ نزاع ومناظرہ نے طول کھینچا تھا طرفین سے باب استدلال تھا، اس وقت فاروق نے فضائل جلیلہ صدیق اور ان کا صاحب الغار وسباق بالخیرات ہونا اظہار اور اس سے استحقاق خلافت پر استظہار کیا کہ اسی کلمہ پر فیصلہ ہو گیا۔ انصار خلاف سے باز آئے اور دست صدیق پر بیعت کی، پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ان اوصاف سے اتصاف تمام حاضرین کو مسلم ومقبول تھا ورنہ معرکہ مباحثہ میں اس کے اذعان وقبول اور اس کی بنا پر منازعت سے رجوع وعدول کے کیا معنی تھے؟

اور خود ارشاد فاروقی میں لفظ "مبیـــــن" اس معنے پر دلیل مبین کہ صدیق کی نہایت سبقت بالخیرات روشن وبین ہے اور کون اس سے آگاہ نہیں۔

واخرج البخاری عن ابن عباس عن عمر لیس فیکم من تنقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر (بخاری ج ۲ ص ۶۱۳) قال فی مجمع البحار: أی لیس فیکم سابق الخیرات یقطع أعناق مسابقیہ حتی یلحقہ۔

خلاصہ یہ کہ تم میں یہ شان سبقت بالخیرات کی صدیق ہی میں ہے کہ جو ان سے فضائل وحسنات میں مسابقت کرے پیچھے رہ جائے اور ان تک نہ پہنچ پائے۔

واخرج البزار عن عبدالرحمن بن ابی بکر عن عمر رضی اللہ تعالی عنھم زعم انہ لم یرد خیرا قط الاسبقہ الیہ ابوبکر۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۹۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۵)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کبھی کسی بھلائی کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابوبکر اس کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔

واخرج الطبرانی عن امیر المؤمنین علی رضی الله تعالٰی عنه قال والذی نفسی بیده ماالستبقنا الی خیر قط الاسبقنا الیه ابوبکر۔

(المعجم الاوسط ج۴ص۲۲۱ برقم:۵۱۶۸)

یعنی مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم نے کبھی کسی خیر ونیکی کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ جانا نہ چاہا مگر یہ کہ ابوبکر ہم سے اس کی طرف سبقت وپیشی کر گئے۔

واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی الله تعالٰی عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم حدثنی عمر بن الخطاب انه ما سابق ابابکر الی خیر الاسبقهٗ ابوبکر۔

(تاریخ مدینۃ دمشق ج۳۰ص۶۵)

یعنی سرورعالم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ اس نے جب کسی خیر میں ابوبکر سے مسابقت کی ہے ابوبکر اس پر سبقت لے گیا۔

اقول: وربی یغفرلی

فکر تدقیق اساس وطرز سخن شناس درکار ہے کہ اس حدیث کے انداز کلام کو پہچانے، کس درجہ سید المرسلین ﷺ کو شان صدیق سے اعتنا اوران کی سبقت بالخیرات کا اثبات منظور ہے۔ تمام عالم رسول اللہ ﷺ سے روایت اوران کے کلام پاک کو دلیل وحجت کرتا ہے یہاں خود حضور سراپا نور کس پیار سے فرماتے ہیں: ہم سے عمر بن الخطاب کہتا تھا کہ ہمارا ابوبکر سباق بالخیر ہے۔ صلی الله تعالٰی علیه وعلیهما وسلم۔

﴿۳﴾.....آیت ثالثہ:قال ذوالفضل العظیم فی تنزیلہ العلی الحکیم:

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفراللہ لکم واللہ غفور رحیم ۔(النور:۲۲)

اور قسم نہ کھائیں بڑائی اور گنجائش والے تم میں سے قرابت داروں اور محتاجوں اور خدا کی راہ میں گھربار چھوڑنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ بخش دیں اور درگزر کریں۔کیا تم دوست نہیں رکھتے کہ خدا تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت کہ آیت میں اولوا الفضل کا خلعت گراں قیمت صدیق اکبر کو عطا ہوا۔

فقد اخرج الامام البخاری ج۲ص۱۰۵ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا فی حدیث الافک الطویل قالت: فلما انزل اللہ ھذا فی براء تی قال ابوبکر ن الصدیق وکان ینفق علی مسطح بن اثاثۃ لقرابتہ منہ وفقرہ واللہ لا نفق علی مسطح شیئا ابدا بعد الذی قال فی عائشۃ ماقال فانزل اللہ ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعۃ الآیۃ قال ابوبکر: واللہ انی لا حب ان یغفراللہ لی فرجع الی مسطح النفقۃ التی کان ینفق علیہ وقال واللہ لا انزعھا منہ ابدا۔

ترجمہ:حاصل یہ کہ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کہ فقرائے مہاجرین سے تھے اور صدیق کے رشتہ دار اور صدیق بوجہ ان کی فقر وقرابت کے ان کی خبر گیری کرتے اور

بسلوک وانفاق پیش آتے، جب بلائے افک میں مبتلا ہوئے اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے دامن عفت مامن، محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا کی طہارت اور ہر لوث سے اس کی برأت دس آیتیں نازل کر کے ظاہر فرمائی، صدیق نے قسم کھائی اب مسطح کو کچھ نہ دوں گا۔ اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فضل ووسعت والے اہل قرابت ومساکین ومہاجرین پر انفاق کی قسم نہ کھائیں اور ان کی اس خطا سے جو نادانستگی میں اتفاقاً صادر ہوگئی درگزریں، معاف کریں۔ آخر وہ بھی تو ہماری بخشش کے طلب گار ہیں۔ جب صدیق نے یہ ارشاد سنا کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور جو ادرار مسطح کا مقرر تھا، جاری فرمایا اور قسم کھائی کبھی بند نہ کروں گا۔

اب عقل سلیم غور کرے کہ صحابہ کرام سب اولوالفضل اور بزرگی والے تھے قرآن عزیز میں بالتخصیص جناب امام المتقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صفت سے یاد فرمانا دلیل واضح ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے ایک خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جو افضلیت انہیں حاصل دوسرے کو نہیں۔ جیسا کہ تمام صحابہ شرف صحبت سے مشرف تھے مگر لفظ صاحبی کہ بیسیوں حدیثوں میں آیا خاص اسی جناب گردوں قباب کے لئے ہے کہ جیسی صحبت انہیں ملی دوسرے کو میسر نہ ہوئی۔ سولہ برس کی عمر سے رفاقتِ حضور اختیار کی، عمر بھر حاضر دربار وشریک ہر کار ومونس لیل ونہار رہے، بعد وفات کنار جاناں میں جا پائی، روز قیامت حضور کے ہاتھ میں ہاتھ محشور ہوں گے، حوضِ کوثر پر ہمراہ رکاب رہیں گے، پھر فردوس اعلیٰ میں رفاقت دائمی ہے۔

عارف سنی حکیم سنائی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

بود چنداں کرامت وفضلش

کہ اولوا الفضل خواند ذوالفضلش

روز وشب ماہ وسال درہمہ کار

ثانی اثنین اذہما فی الغار

صورت وسیرتش ہمہ جان بود

زان زچشم عوام پنہاں بود

﴿۴﴾......آیت رابعہ: قال اللہ جل ذکرہ:

الذی جآء بالصدق و صدق بہ اولئک ہم المتقون ۔(الزمر:۳۳)

جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ لوگ پرہیزگار ہیں۔

۞......امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عس۔ الذی جاء بالحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم والذی صدق بہ ابوبکر الصدیق۔

جو حق لائے وہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اقول: اب نظر باریک بین کو اجازت غور و تعمق دیا چاہیئے کہ اس آیہ کریمہ سے صدیق کا فضل تقویٰ میں تمامہ امت سے اکمل ہونا کیسے روشن طور پر ثابت، جس میں سوا منکر مکابر کے کسی کو مجالِ جدال نہیں۔ اول تو وہی تخصیص کہ صحابہ کرام سب خیار و اصفیا و ارباب دیانت واتقا تھے مگر صدیق سا تقویٰ کسی کا تھا تو اس کا ذکر کیوں متروک ہوا اور رب العالمین کی اس خاص گواہی سے اسے کیوں نہ بہرہ ملا۔

دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ انکا ذکر کرنا اور گویا یوں فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر متقی ہیں اس کلمہ کی قدر وہی جانے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان ورفعتِ مکان سے آگاہ ہے۔ خیال تو کر، کس کے ساتھ ذکر ہوتا ہے اور ایک وصف میں جمع کیا جاتا ہے۔ انصاف شاہد ہے کہ جب تک تقوائے صدیق اتقائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجہ میں نہ کہا ایسا ہرگز ارشاد نہ کیا اور آیت اولی میں گزرا کہ مزیت تقوی موجب افضلیت ہے۔ اسی طرح انہیں صفت تصدیق سے یاد کرنا بھی یہی بتارہا ہے کہ یہ وصف ان کی ذات سے خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ صدیق کو عملاً واعتقاداً دونوں طرح سب پر تفضیل ہے۔ وناهيك بالقرآن حكما۔

﴿۵﴾......آیت خامسہ: قال عزّ کرہ:

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا۔ (الحدید:۱۰)

برابر نہیں تم میں جس نے راہ خدا میں خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑا، وہ درجہ میں بڑے ان سے جنہوں نے صرف کیا بعد فتح کے اور لڑے۔

آیۂ کریمہ باعلی نداء منادی کہ جنہوں نے ابتداء اسلام میں جو زمانۂ ضعف وغربت تھا اپنی جان ومال سے اس کی امداد اعانت کی وہ عند اللہ ان سے افضل جنہوں نے بعد اس کے غنا وشوکت وظہور وقوت وثبات وقرار وامن وانتشار کے قتال وانفاق مال کیا۔ اب جسے تاریخ وقائع اسلام اور اس کے حالات ابتدائیہ پر وقوف ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جیسے نازک اوقات میں اور جس حسن وخوبی کے ساتھ صدیق نے اسلام پر

جانثاری و سپرداری و پروانہ واری کی داد دی کسی سے نہ بن پڑی۔ پھر بشہادت قرآن کون ان سے ہمسری کر سکتا ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یہ پانچ آیتیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر تحریر فرمائی ہیں ہیں اور مزید پانچ آیتیں افضلیت شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے افضل ہونے) پر لکھی ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر چند روایات درج ذیل ہیں:

① ...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماطلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر۔

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴، تاریخ الخلفاء ص ۴۶، الکامل لابن عدی ج ۵ ص ۲۷۶، من اسمہ عکرمہ بن عمار، الصواعق المحرقہ ص ۹۶)

ترجمہ: تم میں کسی ایسے پر آفتاب نہیں نکلا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

② ...... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر خیر الناس الا ان یکون نبیا۔ (الکامل لابن عدی برقم ۱۴۱۲)

ترجمہ: ابوبکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں سوائے انبیاء کے۔

③ ...... سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد أفضل من ابی ابکر الا أن

یکون نبیاً۔

(مسند عبد بن حمید ج ۱ ص ۱۰۱، فضائل الصحابۃ برقم: ۵۱۰، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۳۲۵ من اسمہ عطا بن رباح، الصواعق المحرقہ ص ۹۶، تاریخ الخلفاء ص ۴۶)

ترجمہ: نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا، کسی ایسے شخص پر جو ابوبکر سے افضل ہو سوائے نبی کے۔

④......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا الدرداء یمشی أمام أبی بکر فقال لہ:((أتمشی قدام رجل لم تطلع الشمس علی احد منکم أفضل منہ۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۰۷ واللفظ لہ، العلل الواردۃ للدارقطنی ج ۱ ص ۵۸۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا: تو اس شخص کے آگے چلتا ہے جس سے بہتر پر آفتاب نے طلوع نہ کیا۔

⑤......عن ابی الدرداء قال: رآنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امشی امام ابی بکر، فقال: یا ابا الدرداء، اتمشی امام من ھو خیر منك فی الدنیا والآخرۃ ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر۔

(فضائل الصحابۃ ص ۴۲ نمبر ۱۳۶، تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۰۹، عبد بن حمید ج ۱ ص ۱۰۱، تاریخ الخلفاء ص ۴۶، الصواعق المحرقہ ص ۹۶، ۳۵۸)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابودرداء! کیا تو اس شخص کے آگے چلتا ہے، جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے۔ آفتاب نے انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے فرد پر طلوع و غروب نہ کیا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

⑥ ...... ومن وجه اخر: ((أتمشي بين يدي من هو خير منك فقلت)) یارسول الله ابوبکر خير مني قال: ((ومن اهل مكة جميعا)). قلت: يارسول الله: أبوبكر خير مني ومن أهل مكة جميعا. قال ((ومن اهل المدينة جميعا))قلت: يارسول الله: أبوبكر خير مني ومن أهل الحرمين قال: ((ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء بعد النبيين والمرسلين خير اوافضل من ابي بكر۔ (الصواعق المحرقة ص ۳۵۸)

ترجمہ: اور ایک روایت میں یوں ہے:

(اے ابودرداء!) کیا تو اس کے آگے چلتا ہے، جو تجھ سے بہتر ہے اور حضرت ابودرداء نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں، فرمایا اور تمام اہل مکہ سے، عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ سے، فرمایا اور تمام اہل مدینہ سے، عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر مجھ سے بہتر ہیں اور تمام اہل مکہ و مدینہ سے، فرمایا: آسمان نے سایہ نہ ڈالا کسی ایسے شخص پر اور زمین نے نہ اٹھایا کسی ایسے کو جو انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکر سے بہتر و افضل ہو۔

⑦ ......عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه غديرا فقال: ليسبح كل رجل الى صاحبه فسبح كل

رجل منهم الى صاحبه حتى بقى رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر فسبح رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه حتى اعتنقه فقال لو كنت متخذا خليلا لا تخذت ابابكر خليلا ولكنه صاحبى

(طبرانی کبیر ج ۱۰ ص ۱۰۵، شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین ص ۱۱۴، شرح السنۃ للبغوی ج ۱ ص ۹۲۴، المعجم لابن عساکر ص ۲۷۸، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۳ واللفظ لہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ایک چشمہ میں داخل ہوئے، حضور اکرم نے ارشاد فرمایا: ہر شخص اپنے یار کی طرف تیرے، سب صاحبوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر باقی رہ گئے، پس خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق کی طرف شنا کی اور جا کر گلے لگایا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ دل میں سوائے اس کے دوسرے کی جگہ نہ ہوتی تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا رفیق ہے۔

⑧......عن ام المؤمنين عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس كلهم يحاسبون الا أبابكر۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۴، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۵۲، تاریخ اصبہان لابی نعیم ج ۱ ص ۹۱، طبقات المحدثین باصبہان ج ۱ ص ۲۴۳)

ترجمہ: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سب سے حساب لیا جائے گا لیکن ابوبکر سے حساب نہیں لیا جائے گا۔

⑨......اخرج الحاکم عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ماصحب النبیین والمرسلین اجمعین ولاصاحب یٰس افضل من ابی بکر۔

(الصواعق المحرقۃ ۹۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تمام نبیوں اور رسولوں کے اصحاب اور صاحب یٰسین میں سے کوئی بھی ابوبکر سے افضل نہیں۔

⑩......عن جابر بن عبداللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یطلع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی أحد هو خیر منه ولا افضل، وله شفاعة مثل شفاعة النبیین فما برحنا حتی طلع أبوبکر الصدیق، فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقبله وأکرمه۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ایک ایسا شخص آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر اور نہ ہی افضل پیدا کیا اس کی شفاعت نبیوں کی شفاعت کے مثل ہوگی۔ ہم اسی حالت میں تھے حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے، آپ نے انہیں بوسہ دیا اور ان کا اکرام فرمایا۔

⑪......واخرج ابن عساکر من طریق مجمع بن یعقوب الانصاری عن ابیه قال: ان کانت حلقة النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتشتبك حتی تصیر کالأسوار وان مجلس ابی بکر منها لفارغ، مایطمع فیه أحد من الناس، فاذا جاء أبوبکر جلس ذلك المجلس، واقبل علیه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجهه والقی الیه حدیثه وسمع الناس۔

(تاریخ الخلفاء ص ۵۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳۰)

ترجمہ: حافظ ابن عساکر نے مجمع بن یعقوب الانصاری از ابیہ سے نقل کیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ مجلس میں لوگ ایک دوسرے میں پھنس کر بیٹھتے تھے حتی کہ شہر کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی، اس کا لوگوں سے کوئی طمع نہ کرتا تھا، جب حضرت ابوبکر آتے تو اس جگہ بیٹھ جاتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی طرف متوجہ ہو کر حدیث ارشاد فرماتے اور لوگ سنتے۔

⑫...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مانفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی بکر فبکی ابوبکر وقال هل انا ومالی الا لك یارسول الله ۔ (ابن ماجہ ص ۱۰، مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۳، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۴، تاریخ الخلفاء ص ۳۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۵۶،)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری جان اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

⑬...... عن سعید بن المسیب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((ما مال رجل من المسلمین أنفع لی من مال أبی بکر ومعه أعتق بلالا و کان یقضی فی مال ابی بکر کما یقضی الرجل فی مال نفسه ۔

(فضائل الصحابہ ص ۲۱ برقم: ۳۰۶، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۱۲، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۴، تاریخ الخلفاء ص ۳۸، مرقاۃ ج ۱۱ ص ۲۸۶)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کے مال سے بڑھ کر کسی مسلمان کا مال مجھے زیادہ نفع دینے والا نہیں اور اسی سے انہوں نے بلال کو آزاد کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے۔

(۱۴)......عن انس :قال:قالوا:یارسول اللہ ای الناس أحب الیك قال عائشۃ قالوا انما نعنی من الرجال قال:ابوھا۔ (تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۳۶)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے، فرمایا: عائشہ، انہوں نے عرض کیا: ہمارا مطلب ہے مردوں سے، آپ فرمایا: اس کا باپ۔

(۱۵)......حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہوگیا اور میں بھی لوگوں کی جماعت میں آپ کے پاس تھا، آپ کو حضرت بلال نے نماز کے لئے بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، سو ہم گئے، اس وقت حضرت عمر لوگوں میں تھے اور حضرت ابوبکر حاضر نہ تھے، میں نے کہا:

اے عمر! آپ کھڑے ہوں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عمر نے آگے بڑھ کر اللہ اکبر کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بلند تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو فرمایا: این ابوبکر یابی اللہ ذلك والمسلمون، یابی اللہ ذلك والمسلمون

ترجمہ: ابوبکر کہاں ہیں؟ اس کا اللہ انکار کرتا ہے اور مسلمان انکار کرتے ہیں۔

یہ آپ نے دوبار فرمایا: آپ نے حضرت ابوبکر کو پیغام بھیجا وہ اس وقت آئے جب حضرت عمر نماز پڑھا چکے تھے، پھر حضرت ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی (ابوداؤد کی

ایک روایت میں ہے کہ) آپ نے حجرہ سے سر باہر نکال کر غصہ سے فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں! لوگوں کو ابوقحافہ کا بیٹا ہی نماز پڑھائے۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنۃ ج ۲ ص ۲۸۵ باب فی الخلفاء، جامع الاصول برقم: ۶۴۱۶، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۶۳، تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

اس روایت کو نقل کر کے علامہ سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قال العلماء: فی هذا الحدیث أوضح دلالة علی أن الصدیق أفضل الصحابة علی الاطلاق ...... الخ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

ترجمہ: علماء نے بیان فرمایا: اس حدیث میں واضح ترین دلالت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے علی الاطلاق افضل ہیں۔

(۱۶)...... ایک روایت میں ہے:

فقال عمر لابن زمعة: ویل ماذا صنعت، والله لولا انی ظننت أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هو الذی أمرك أن تامرنی ماصلیت بالناس

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۶۳)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زمعہ سے کہا: افسوس! تم نے کیا کیا؟ اگر مجھے یہ گمان نہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مجھے نماز پڑھانے کے لیے حکم دیا ہے تو میں کبھی لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔

(۱۷)...... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا، میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب

ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ۔ پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے والد، میں نے پوچھا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: عمر بن الخطاب، پھر انہوں نے کئی آدمیوں کو گنا۔

(بخاری ج۱ص ۵۱۷، ج۲ص ۶۲۵، مسلم ج۲ص ۲۷۳، جامع ترمذی ج۲ ص ۲۲۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج۳۰ص ۱۳۴، ۱۳۵)

⑱ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا، ان پر ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری کو پکڑ لیا، چرواہے نے اس سے وہ بکری چھینی، تو بھیڑیا اس چرواہے کی طرف مڑ کر کہنے لگا، درندوں کے دن میں ان بکریوں کا کون محافظ ہوگا؟ جس دن میرے سوا بکریوں کا کوئی محافظ نہیں ہوگا، اور ایک آدمی ایک بیل کو لے جا رہا تھا اور اس نے اس پر سامان لادا ہوا تھا، بیل اس کی طرف مڑ کر کہنے لگا:

میں اس لیے نہیں پیدا کیا گیا ہوں، بلکہ میں ہل چلانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں، لوگوں نے (تعجب کا اظہار کرتے ہوئے) کہا: سبحان اللہ!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر میں ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی۔

(بخاری ج ص ۵۱۷، ۳۱۲، ۵۲۱، مسلم ج۲ص ۲۷۴، جامع ترمذی ج۲ص ۲۰۹، ۲۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۵۹)

⑲ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

جب میں سویا ہوا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنویں کی منڈیر کے اوپر ڈول ہے، میں نے اس ڈول کے ساتھ اس کنویں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی نکالا، پھر اس ڈول کو ابوقحافہ کے بیٹے نے لے لیا، اور اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا اور اللہ ان کے ضعف کی مغفرت فرمائے، پھر ڈول وہیں آ گیا، پھر اس ڈول کو عمر بن الخطاب نے پکڑا اور میں نے اس کنویں سے پانی نکالنے میں عمر کی طرح غیر معمولی قوی شخص کوئی اور نہیں دیکھا، حتیٰ کہ پھر اور لوگ پانی نکالنے لگے۔

(بخاری ج۱ص ۵۱۷، مسلم ج۲ص ۲۷۵، مسند احمد ج۲ص ۳۱۹، مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

(۲۰)...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک بڑا پیالہ دیا گیا، جو دودھ سے بھرا ہوا تھا، میں نے اس پیالے سے پیا، حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ دودھ میری کھال اور گوشت کے درمیان رگوں میں جاری ہو گیا، میں نے اس پیالے میں دودھ بچا دیا اور وہ دودھ ابوبکر کو دیا، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ علم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا حتیٰ کہ جب آپ اس سے سیر ہو گئے تو آپ نے اپنا بچا ہوا علم ابوبکر کو دیا، آپ نے فرمایا: تم نے اس کی صحیح تعبیر کی ہے۔

(صحیح ابن حبان برقم: ۶۸۵۴، المستدرک ج۳ص ۲۹۵، مجمع الزوائد ج۹ص ۶۹)

(۲۱)...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ہجرت کا واقعہ سنایا اور کہا: ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہے، حتیٰ کہ ہم کو دو پہر کا وقت ہو گیا، پھر

میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ کہیں مجھے سائے کی جگہ نظر آئے، پھر مجھے ایک چٹان نظر آئی، میں نے دیکھا تو اس کا سایہ تھا، میں نے اس جگہ کو صاف کیا اور اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھایا، میں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ یہاں لیٹ جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے، پھر میں اٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا کہ کوئی ہمیں تلاش تو نہیں کر رہا، میں نے ایک بکریاں چرانے والے کو دیکھا، وہ اپنی بکریوں کو چرا کر اس چٹان کی طرف لا رہا تھا، وہ بھی اسی چٹان کے سائے کی جستجو میں تھا، جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا، میں نے اس سے پوچھا: تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے اس سے پوچھا: آیا تم ہمارے لیے دودھ دوھو گے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے اس کو ایک بکری باندھنے کے لئے کہا، پھر میں نے اس سے کہا: اپنے ہاتھ صاف کرلو، پھر اس نے میرے لیے دودھ دوہا، میں نے اسی دودھ کو چمڑے کے ایک مشکیزے میں ڈالا، پھر دودھ میں کچھ پانی ڈال کر اس کو ٹھنڈا کیا، پھر میں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آگیا، اس وقت آپ بیدار ہو چکے تھے۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! دودھ پئیں، آپ نے اتنا دودھ پیا حتی کہ میں راضی ہوگیا، پھر میں نے کہا: یارسول اللہ! اب کوچ کریں، آپ نے فرمایا: ہاں، ہم روانہ ہوئے اور لوگ ہمارا پیچھا کر رہے تھے، ان میں سے کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکا، سوائے سراقہ بن مالک کے، وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا، میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو ہم تک آپہنچا ہے، آپ نے فرمایا: تم خوف نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۵، ۳۳۰، ۵۱۰، ۵۵۷، مسلم ج ۲ ص ۴۱۹، مشکوٰۃ ص ۵۳۰)

(۴۲)......عن عبداللہ بن أبی ملیکة قال: کتب اھل الکوفة الی ابن الزبیر في

الجد فقال أما الذی قال رسول اللہ ﷺ :"لو کنت متخذا من هٰذه الامة خليلا لاتخذته"أنزله أبا يعنی أبابکر۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ کتاب المناقب، مسند احمد ج ۱ ص ۳۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابوملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

اہل کوفہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ دادا کی میراث کا حکم بتائیے، انہوں نے جواب دیا کہ جس ہستی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو اسے (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) اپنا خلیل بناتا "اُس ہستی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے دادا کو باپ کے درجے میں رکھا ہے"۔

⑬ ......عن سعيد بن جبير قال كنت جالسا عند عبدالله بن عتبة بن مسعود اذ جاءهٗ كتاب بن الزبير "ان رسول اللہ ﷺ قال:لو كنت متخذا من هٰذه الامة خليلا دون ربی عزوجل لا تخذت ابن ابی قحافة ولكنّه أخی فی الدين وصاحبی فی الغار۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۴، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۰۷)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ پہنچا جس میں درج تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر میں اللہ رب العزت کے سوا اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن وہ دین میں میرے بھائی ہیں اور غار میں میرے ساتھی ہیں"۔

⑭ ......عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهم قال: كنا عند النبی ﷺ اذ جاءهٗ وفد عبدالقيس، فتكلم بعضهم بكلام لغا فی الكلام، فالتفت النبی ﷺ

الی أبی بکر وقال: "یا أبابکر سمعت ماقالوا؟" قال: نعم یارسول الله وفهمتهٗ قال: "فأجبهم" قال: فأجابهم أبوبکر رضی الله عنه بجواب وأجاد الجوابه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "یا أبابکر أعطاك الله الرّضوان الاکبر" فقال له بعض القوم: "وما الرّضوان الاکبر یارسول الله؟" قال: "یتجلی الله لعبادہٖ فی الآخرة عامة وّیتجلّی لأبی بکر خاصّة"۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۹۴، ۲۹۳، حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۱۲، تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۹، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۴۳، ۱۴۲، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۶۳)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس عبدالقیس کا وفد آیا تو ان کے بعض لوگوں نے لغو کلام کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تو نے سنا جو انہوں نے کہا ہے، انہوں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! اور میں نے اس کو سمجھ لیا ہے، آپ نے فرمایا: تو انہیں جواب دو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تجھے "الرضوان الاکبر" عطا فرمایا ہے۔ تو بعض لوگوں نے آپ سے عرض کیا: الرضوان الاکبر کیا ہے یارسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ آخرت میں دوسرے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

۲۵...... حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مہاجرین وانصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس بیٹھے کسی بات پر بحث کر رہے تھے دروان بحث آوازیں بلند ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارشاد

فرمایا: ”کس بات پہ بحث کر رہے ہو؟“ ہم نے عرض کیا ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فضیلت پر بحث ہو رہی تھی“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ابوبکر پر کسی کو فضیلت مت دو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہے“۔

(الریاض النضرۃ ج۱ ص۱۱۸، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج۳۰ ص۲۱۲، الصواعق المحرقۃ ص۳۵۸)

⑯...... حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بروز قیامت میرے پاس سب سے پہلے ابوبکر صدیق آئیں گے“۔

(الریاض النضرۃ ج۱ ص۱۴۱)

⑰...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے دروازہ کے سوا (مسجد میں کھلنے والے) تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

(جامع ترمذی ج۲ ص۲۰۸، الریاض النضرہ ج۱ ص۱۱۰)

⑱...... حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

میں نے خواب دیکھا گویا ایک میزان آسمان سے اتری، پس آپ کا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وزن کیا گیا تو آپ کا وزن زیادہ تھا، پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ تھا، پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وزن زیادہ تھا، پھر اس میزان کو اٹھا لیا گیا۔

(سنن ابوداؤد ج۲ کتاب السنۃ، جامع ترمذی ج۱ ص۵۲، مسند احمد ج۵ ص۵۰، مشکوٰۃ ص۵۶۰)

(۲۹)...... حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پانچ دن پہلے فرمایا: ہر نبی کا اس کی امت میں کوئی خلیل ہوتا ہے اور بے شک میرے خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کو خلیل بنایا ہے۔ (المعجم الکبیر ج۱۹ ص۴۱)

(۳۰)...... عن أبی الدرداء قال: كنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ أقبل أبوبكر آخذًا بطرف ثوبه حتى أبدى عن ركبتيه، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أمّا صاحبكم فقد غامر، فسلّم فقال: انی كان بينی وبين ابن الخطاب شیء فأسرعت اليه ثم ندمت فسألته أن يغفرلی فأبى علیّ ذلك، فأقبلت اليك، فقال: يغفر الله لك يا أبابكر، ثلاثا. ثُمّ ان عمر ندم فاتىٰ منزل أبی بكر، فسأل: أثمّ أبوبكر؟ قالوا: لا فأتى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلّم فجعل وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم يتمعّر حتى أشفق أبوبكر، فجثا على ركبتيه فقال: يارسول الله، والله، أنا كنت أظلم، مرتين، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الله بعثنی اليكم فقلتم: كذبت، وقال أبوبكر: صدق. وواسانی بنفسه وماله، فهل أنتم تاركوالی صاحبی؟ مرتين، فما أوذی بعدها.

(بخاری ج۱ ص۵۱۶ کتاب الفضائل فضل ابی بکر ج۲ ص۶۶۸ کتاب التفسیر سورۃ الاعراف، سنن کبریٰ بیہقی ج۱۰ ص۲۳۲، مسند الشامیین ج۲ ص۲۰۸، تاریخ الخلفاء ص۵۴، فضائل الصحابہ ص۷۳ برقم ۲۹۷، الصواعق المحرقہ ص۱۰۰)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ہے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی چادر کا کنارہ پکڑے حاضر

خدمت ہوئے، یہاں تک کہ ان کا گھٹنا ننگا ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے یہ ساتھی خیر میں سبقت کر رہے ہیں، انہوں نے سلام عرض کیا اور بتایا کہ میرے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہوئی تو جلدی میں میرے منہ سے ایک بات نکل گئی، جس پر مجھے بعد میں ندامت ہوئی اور میں نے ان سے معافی مانگی، لیکن انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا ہے، لہٰذا میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! اللہ تمہیں معاف فرمائے ۔ یہ تین مرتبہ فرمایا، کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نادم ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور ان کے بارے میں پوچھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ گھر والوں نے کہا: ادھر نہیں ہیں، چنانچہ آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا، یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں ہی زیادتی کرنے والا تھا، انہوں نے یہ دو مرتبہ عرض کیا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے میری تکذیب کی لیکن ابو بکر نے میری تصدیق کی اور پھر اپنی جان اور اپنے مال سے میری خدمت میں کوئی کمی نہیں کی، پھر دو مرتبہ فرمایا: کیا تم میرے ساتھی سے میرے لیے درگزر (نہیں) کرو گے؟ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کبھی اذیت نہیں دی گئی۔

(۳۶)......عن حبیب بن أبی حبیب قال: شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان بن ثابت: قلت في أبي بكر شيئا؟ قال: نعم، قال: قل حتى أسمع فقال: قلت:

وثاني اثنين في الغار المنيف

وقد طاف العدوّ به اذ صاعد الجبلا

وكان حب رسول الله قد علموا

من الخلائق لم يعدل به بدلا

فتبسم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم.

(المستدرک ج ۳ ص ۳۸۰ کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، وفی رواية: لم يعدل به احداً ج ۳ ص ۲۹۳)

ترجمہ: حضرت حبیب بن ابو حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کیا تم نے ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے بارے میں بھی کچھ کلام کہا ہے؟۔ انہوں نے عرض کیا: ہاں (یارسول اللہ!)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام پڑھو تا کہ میں بھی سنوں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے، میں نے کہا ہے:

وہ غار میں دو میں سے دوسرے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر پہاڑ (جبل ثور) پر چڑھے تو دشمن نے ان کے اردگرد چکر لگائے۔

اور تمام (صحابہ کو) معلوم ہے کہ وہ (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

(۳۲)...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں ہے:

فضحك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حتى بدت نواجذه ثم قال: "صدقت ياحسان، هو كما قلت"۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۹۱، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۴، تفسیر بحر العلوم ج ۲ ص ۲۳۶ تحت سورۃ التوبۃ: ۴۰، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷۵، تاریخ الخلفاء ص ۴۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مسکرائے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں، پھر آپ نے فرمایا: اے حسان تو سچ کہا ہے۔ وہ ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا ہے۔

۳۳ ...... والطبرانی عن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحسان "ھل قلت فی أبی بکر شیئا؟" فقال نعم فقال (قل وأنا استمع) فقال: وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد: طاف العدو به اذصعد الجبلا وکان حب رسول اللہ قد علموا من البریة لم یعدل به رجلا۔ فضحك صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال: صدقت یاحسان ھو کما قلت۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۱۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مدح میں بھی کچھ کہا ہے، انہوں نے عرض کیا: ہاں (یارسول اللہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام پڑھو تا کہ میں بھی سنوں، حضرت حسان نے عرض کیا میں نے کہا ہے:

وہ غار میں دوسرے تھے، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر پہاڑ (ثور) پر چڑھے، تو دشمن نے ان کے اردگرد چکر لگائے،

اور سب کو معلوم ہے کہ وہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو ان کے برابر شمار نہیں کرتے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرا دیئے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

۴۳......عن أبی سعید الخدری قال خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس وقال: ان الله خیّر عبدا بین الدنیا وبین ما عنده، فاختار ذلك العبد ما عند الله قال: فبکی أبوبکر. فتعجبنا لبکائه، أن یخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عبد خیّر فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم هو المخیّر، وکان أبوبکر هو أعلمنا. فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان امن الناس علی فی صحبته وماله ابوبکر ولو کنت متخذًا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوة الأسلام ومودته لایبقین فی المسجد باب الاسد الاباب ابی بکر۔

(بخاری ج۱ص۵۱۶ واللفظ لہٗ ج۱ص۶۷، مسلم ج۲ص۲۷۲، ترمذی ج۲ ص۲۰۷، مشکوٰۃ ص۵۴۶، دارمی ج۱ص۵۰۰، مسند احمد ج۳ص۱۸، تاریخ الخلفاء ص۴۱،۵۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیا ہے۔ پس اس بندے نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ہم نے اُن کے رونے پر تعجب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اسے اختیار دیا گیا ہے۔ بعدازاں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ (بندہ) جسے اختیار دیا گیا، وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد

سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وصال قریب آ گیا ہے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ صحبت اور مال کے لحاظ سے میری خدمت کرنے والے ابوبکر ہیں۔ اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلامی بھائی چارہ اور اس کی مودت کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکر کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیئے جائیں۔

(۲۵)......عن سهل بن سعد الساعدی أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب الى بنى عمرو بن عوف ليصلح بينهم، فحانت الصلاة، فجاء المؤذّن الى أبى بكر، فقال: أتصلى للنّاس فأقيم قال: نعم، فصلى أبوبكر فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس فى الصلاة فتخلّص حتّى وقف فى الصّفّ، فصفّق النّاس، وكان أبوبكر لا يلتفت فى صلاته فلمّا أكثر النّاس التّصفيق التفت فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأشار اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن امكث مكانك فرفع أبوبكر يديه، فحمد الله على ما أمره به رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك، ثمّ استأخر أبوبكر حتّى استوى فى الصّفّ، وتقدّم رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى، فلمّا انصرف قال: يا أبابكر، مامنعك أن تثبت اذ أمرتك فقال أبوبكر: ما كان لابن أبى قحافة أن يّصلى بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(بخاری ج ۱ ص ۹۴، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۵، ۳۷۰، ج ۲ ص ۱۰۶۶، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۵، سنن داری ج ۱ ص ۳۶۵ نمبر ۱۳۶۵، مسند احمد ج ۵ ص ۳۳۰، ۳۳۳، ۳۳۲، المستدرک، ج ۳ ص ۲۹۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۰، ۱۷۹، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۲۸، ۱۲۷، موطا امام مالک ص ۱۴۷)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے تا کہ اُن (کے کسی تنازع) کی صلح کرا دیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہہ دوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! پس حضرت ابوبکر صدیق نماز پڑھانے لگے، تو اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور لوگ ابھی نماز میں تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں داخل ہوتے ہوئے پہلی صف میں جا کھڑے ہوئے، لوگوں نے تالی کی آواز سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنا چاہا۔ مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حالت نماز میں اِدھر اُدھر توجہ نہ کرتے تھے اس لیے انہوں نے توجہ نہ کی۔ پھر جب لوگوں نے بہت زور سے تالیاں بجائیں تو وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو) اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور اللہ رب العزت کی حمد بیان کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کا جو حکم فرمایا تھا اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے اور صف میں مل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو کس چیز نے تمہیں اپنی جگہ پر قائم رہنے سے منع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔

(۱۳)......عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضه الذی مات فیه عاصبا رأسه بخرقة فقعد علی المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال:انه لیس من الناس احدا من علی فی نفسه وماله من ابی بکر بن ابی قحافة و لو کنت متخذًا من الناس خلیلا لاتخذت أبابکر خلیلا ولکن خلة الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخة فی هذا المسجد غیر خوخة ابی بکر۔

(بخاری ج۱ص۶۶، ۵۱۶)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وصال میں اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹے باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا:ابوبکر سے بڑھ کر کسی نے میرے ساتھ اپنی جان ومال کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی، اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن خلت اسلامی ہی افضل ہے، اس مسجد میں تمام دروازے بند کردو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

(۱۴)......عن محمد بن جبیر بن مطعم عن أبیه قالت اتت امرأة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فأمرها أن ترجع الیه قالت:أرأیت ان جئت ولم أجدك کانها تقول الموت قال:ان لم تجدینی فأتی أبابکر۔

(صحیح بخاری ج۲ص۵۱۶، ج۲ص۱۰۷۲، ۱۰۹۶، صحیح مسلم ج۲ص۲۷۳، مشکوٰۃ ص۵۵۵، جامع ترمذی ج۲ص۲۰۸، مسند احمد ج۴ص۸۲، تاریخ الخلفاء ص۶۲)

ترجمہ:حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

ایک عورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ آنے کا حکم فرمایا، اُس نے عرض کیا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مراد لے رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا۔

(۳۹) ...... أبی هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنفق زوجين من شیء من الأشياء فی سبيل الله دعی من أبواب. يعنی: الجنّة يا عبدالله هذا خير، فمن كان من أهل الصّلاة دعی من باب الصّلاة، ومن كان من أهل الجهاد دعی من باب الجهاد، ومن كان من أهل الصّدقة دعی من باب الصّدقة، ومن كان من أهل الصّيام دعی من باب الصّيام، وباب الرّيّان. فقال أبوبكر: ما على هذا الّذی يدعى من تلك الأبواب من ضرورة، وقال: هل يدعى منها كلّها أحد يا رسول الله قال: نعم، وأرجو أن تكون منهم يا أبابكر

(صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۷ کتاب المناقب ج ا ص ۲۵۴، کتاب الصوم ج ا ص ۴۵۷، کتاب بدء الخلق، ج ا ص ۳۹۸، کتاب الجہاد، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ ابواب المناقب، سنن نسائی ج ا ص ۳۱۲ کتاب الصیام، مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۴۷۲ کتاب الفضائل، مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۱۰۷ رقم: ۲۰۰۵۲ باب النفقۃ فی سبیل اللہ، الصواعق المحرقہ ص ۹۸، تاریخ الخلفاء ص ۵۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک چیز کا جوڑا خرچ کرے گا تو اُسے جنت کے دروازوں سے (یوں) بلایا جائے گا۔ اے

اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ پس جو اہل صلاۃ (نمازیوں) میں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد (جہاد کرنے والوں) میں سے ہوگا اُسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ (خیرات کرنے والوں) میں سے ہوگا اُسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل صیام (روزہ داروں) میں سے ہوگا اُسے باب الصیام یعنی باب الریان سے بلایا جائے گا۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جو ان سارے دروازوں سے بلایا جائے اُسے تو خدشہ ہی کیا ہے، پھر عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو ان تمام دروازوں میں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اے ابو بکر! مجھے امید ہے کہ تم اُن ہی لوگوں میں سے ہو (جنہیں جنت کے تمام دروازوں میں سے بلایا جائے گا)۔

(۳۶)......عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ، ما خلا ابابکر، فان لہ عندنا یدًا یکافیہ اللہ بھا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذًا خلیلا لا تخذت ابابکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل اللہ۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، مشکوۃ ص ۵۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کا بھی ہمارے ساتھ کوئی ایسا تعاون نہیں جس کا ہم نے بدلہ نہ دے دیا ہو، سوائے ابو بکر صدیق کے۔ بے شک ان کا ہمارے ساتھ ایسا تعاون ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ادا فرمائے گا۔ اور جتنا نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا اور بلاشبہ تمہارے صاحب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے خلیل ہیں۔

⑳......واخرج الطبرانی فی الاوسط عن سهل بن سعد الساعدی قال: قال رسول الله علیه الصلوٰة والسلام: ((ان الله یکره أن یخطأ ابوبکر)) رجاله ثقات۔ (تاریخ الخلفاء ص۴۴، الصواعق المحرقہ ص۴۶، ۹۹)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر سے خطا سرزد ہو۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

㉑......عن معاذ بن جبل (رضی الله عنه) قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انّ الله عزوجل فی السّماء یکره أنْ یخطأ أبوبکر فی الارض.

(طبرانی کبیر ج۲۰ ص۶۷، تاریخ الخلفاء ص۴۴، الصواعق المحرقہ ص۴۴، ۹۹، الریاض النضرہ ج۱ ص۱۳۹)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو آسمان پر یہ پسند نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زمین پر کوئی خطا سرزد ہو۔

㉒......عن أسد بن زرارة رضی الله عنه قال: رأیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خطب النّاس فالتفت التفافة فلم یر أبابکر فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: أبوبکر، أبوبکر، انّ روح القدس جبریل علیه السلام أخبرنی آنفًا انّ خیر أمّتك بعدك أبوبکر الصّدّیق.

(طبرانی اوسط ج۶ ص۲۹۲، مجمع الزوائد ج۹ ص۴۴، تاریخ الخلفاء ص۴۶، الصواعق المحرقہ ص۹۶، کنز العمال ج۱۱ ص۵۴۶)

ترجمہ: حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: ابوبکر! ابوبکر! بے شک روح القدس جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ابھی ابھی خبر دی ہے کہ میری اُمت میں، میرے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۴۳ ......عن أنس عن أبی بکر قال: قلت للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم وأنا فی الغار: لو أن احدهم نظر تحت قدمیه لابصرنا فقال: ماظنّك یا أبابکر باثنین، الله ثالثهما۔

(صحیح بخاری ج۱ ص۵۱۶ کتاب المناقب، ص۵۵۸ باب تقاسم المشرکین......الخ ج۲ ص۶۷۲ کتاب التفسیر، صحیح مسلم ج۲ ص۲۷۲ کتاب الفضائل، جامع ترمذی ج۲ ص۱۳۶، ابواب التفسیر، مسند احمد ج۱ ص۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج۷ ص۴۷۱ کتاب الفضائل، مشکوٰۃ ص۵۳۰، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ج۳۰ ص۸۲ تا ۸۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) غار میں تھا، اگر ان (تلاش کرنے والے کفار) میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف (جھک کر) دیکھے تو یقیناً ہمیں دیکھ لے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! ان دو (افراد) کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے، جن کے ساتھ تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہو۔

۴۴ ......عن عائشة قالت: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا ینبغی لقوم فیهم أبوبکر أن یؤمّهم غیره۔

(جامع ترمذی ج۲ص ۲۰۸، ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، تاریخ الخلفاء ص ۴۱ الصواعق المحرقہ ص ۹۷، ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۶۱)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم کے لئے مناسب نہیں کہ ان میں ابوبکر موجود ہو اور ان کی امامت اس کے علاوہ کوئی اور شخص کروائے۔

(۴۵)......عن علی أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فقلت من یهاجر معی قال ابوبکر وهویلی أمتك بعدك وهو افضل امتك۔

(جمع الجوامع ج ۱۱ص ۳۹ مسند ابی بکر، الفردوس بماثور الخطاب ج ۱ص ۴۳۷ برقم ۱۷۸۲، کنز العمال ج ۱۱ص ۵۵۱ برقم ۳۲۵۸۸، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۸ ص ۱۶۸)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل آئے، میں نے کہا: میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا، انہوں نے کہا: حضرت ابوبکر، اور وہ آپ کے بعد آپ کی امت کے معاملات سنبھالیں گے اور وہ آپ کی امت میں سب سے افضل ہیں۔

(۴۶)......عن عائشة قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضه ادعی لی أبابکر أباكِ واخاكِ حتی اکتب کتابا فانی أخاف أن یتمنّٰی متمن ویقول قائل أنا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔

(صحیح مسلم ج ۲ص ۲۷۳ کتاب الفضائل، صحیح حبان ج ۱۴ص ۵۶۴، تاریخ الخلفاء ص ۶۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض (کے دنوں) میں مجھے فرمایا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں کوئی تحریر لکھ دوں، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والے ابوبکر کے علاوہ (کسی کے حقدار ہونے کا) انکار کرتے ہیں۔

﴿۷۷﴾..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض زیادہ ہوگیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دینے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر نرم دل آدمی ہیں اور جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو (قرآن) نہیں سنا سکیں گے، پس آپ حضرت عمر کو فرمادیں، آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے حضرت حفصہ سے کہا: آپ کہیں کہ حضرت ابوبکر نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو کچھ نہیں سنا سکیں گے، پس آپ حضرت عمر کو فرمادیں، پس حضرت حفصہ نے اس طرح کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم ضرور (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کے زمانے کی عورتیں ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عائشہ نے بتایا: پھر صحابہ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ وہ نماز پڑھائیں، جب حضرت ابوبکر نے نماز شروع کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کمی محسوس کی، پس آپ دو مردوں کے سہارے سے کھڑے ہوئے، آپ اپنے پیروں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر نے آپ

کی آہٹ محسوس کی، وہ پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارے سے منع فرمایا: اپنی جگہ کھڑے رہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور حضرت ابو بکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے تھے، حضرت ابو بکر نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ نماز میں حضرت ابو بکر کی اقتداء کر رہے تھے۔

(صحیح مسلم ج۱ ص ۱۷۸، ۱۷۹، صحیح بخاری ج۱ ص ۹۵، جامع ترمذی ج۲ ص ۲۰۸، مؤطا امام مالک ص ۱۵۷، سنن کبریٰ بیہقی ج۳ ص ۸۳)

۲۹...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

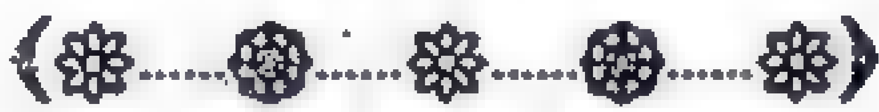
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ ایک نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جائے نماز پر کھڑے ہوں گے تو (وہ بوجہ کثرت حزن اور رقتِ قلب) لوگوں کو نماز پڑھانے کی طاقت نہیں رکھیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے والی بات دہرائی، آپ نے پھر فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں، (حضرت عائشہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا) تم (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی صواحب ہو، پھر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس (حضرت بلال) آپ کا پیغام لے کر آئے تو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(صحیح بخاری ج۱ ص ۹۳ صاحب العلم والفضل احق بالامامۃ، الریاض النضرۃ ج۱ ص ۱۴۸)

۳۰...... حضرت عبداللہ بن عمیر اللیثی سے روایت ہے:

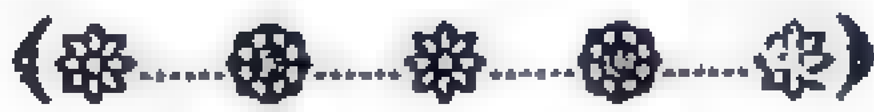
بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں، حضرت ابوبکر صدیق نے تکبیر کہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا، آپ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق جب نماز پڑھتے تو التفات نہیں فرماتے تھے جب ابوبکر صدیق نے اپنے پیچھے آواز سنی تو آپ نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اس جگہ تک کوئی نہیں بڑھ سکتا، پس آپ صف کی طرف پلٹے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی جگہ پر لوٹایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ایک جانب (نماز کے لئے) بیٹھ گئے۔

(الریاض النضرۃ ج۱ ص ۱۴۷، ۱۴۸)



پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس



آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیمے اول سینائے ما

حدیث

افضلیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صحیح مفہوم

افضل الصدیقین، سید المتقین، خلیفہ اول بلا فصل، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضل اور مقام کو قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر نہایت منفرد اور ممتاز انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جو اہل علم سے مخفی نہیں، ان میں ایک حدیث شریف زبان زد خاص وعام ہے، وہ حدیث پاک درج ذیل ہے:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ ...... الحدیث۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الابواب الا باب ابی بکر...... الخ ج ا ص ۵۱۶)

اس روایت کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الصلوٰۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد ج ا ص ۶۷، اور کتاب المناقب، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ...... الخ ج ا ص ۵۵۲ پر بھی نقل کی ہے۔ اور دیگر محدثین کرام نے بھی متعدد مقامات پر نقل فرمائی ہے۔ جن کی نشاندہی ہم بعد میں کریں گے۔ سردست صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ اس حدیث پاک کو جس قدر شہرت حاصل ہے، اسی قدر اس کا معنیٰ بیان کرنے میں عموماً تسامح ہوتا ہے۔ مثلاً اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر سب سے زیادہ احسانات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہیں"

اسی طرح ایک دوسری روایت ہے، جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ماخلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ...... الحدیث۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے مجھ پر کوئی احسان کیا ہے تو میں نے اس کا بدلہ چکا دیا، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، اس کے احسان کا بدلہ اللہ قیامت کو چکائے گا"۔

حالانکہ یہ دونوں ترجمے تسامح اور تساہل کا شکار ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر امت میں سے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے، بلکہ آپ محسن کائنات ہیں، امت کے ہر ہر فرد پر آپ کا احسان ہے، بلکہ جملہ مخلوقات آپ کے زیر احسان ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق کائنات اور سبب تکوین عالم ہیں۔ کائنات کی ہر نعمت اور دولت آپ کی بدولت ہے اور جس کو جو ملا یا ملے گا وہ سب آپ کا صدقہ ہے۔

پھر آپ پر کسی کا کیا احسان ہو سکتا ہے، آپ تو خود سراپا احسان الٰہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود

حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

سطور ذیل کو بغور وفکر ملاحظہ فرمائیں!

①......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً......الآیہ (آل عمران،۱۶۴)

البتہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں ایک عظیم رسول بھیج دیا۔

②......مزید فرمایا:

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔

(آل عمران،۱۰۳)

اور (اے ایمان والو!) اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو! کہ جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم دوزخ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے، تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

اور کون نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہی معرض وجود میں آیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کا وہ احسان اور فضل ہیں کہ جس نے

دشمنوں کو دوست، خون کے پیاسوں کو بھائی بھائی اور بچھڑے ہوؤں کو آپس

میں ملا دیا۔ اور دوزخ کے کنارے پہنچے ہوؤں کو کھینچ کھینچ کر آگ میں گرنے سے بچا لیا۔ یہ ایسے احسانات ہیں کہ اس کے مقابلہ میں کوئی نعمت اور کوئی دولت کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔

④......سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مؤمن کے مال وجان کے، اس سے زیادہ مالک ومختار ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم (الاحزاب، ۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک (اور قریب) ہیں۔ یعنی دنیا ودین کے تمام امور میں ایمان والوں کو اپنی جان پر وہ ملکیت حاصل نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے مالک ہیں اور آپ کا حکم ان پر سب سے مقدم ہے۔

❁......اس مضمون کے متعلق حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا وآخرت میں ہر مؤمن کا سب سے زیادہ حقدار ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم، پس جو مؤمن کوئی مال چھوڑے تو اس کے وارث اس کے رشتہ دار ہیں، جو بھی ہوں اور اگر اس نے کوئی قرض وغیرہ چھوڑا تو اسے میرے پاس لے آؤ میں اس کا مددگار ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں ہر مؤمن کی جان سے زیادہ اس کا حقدار ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے لیے والد کی جگہ ہوں، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں......

(تفسیر ابن کثیر ج۵ ص۱۴۸)

❀……امام مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ اگر اولاد کا مال والدین کا ہوتا ہے تو امتی کا مال و دولت بھی درحقیقت اس کے نبی کی ملکیت ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ کوئی چیز بارگاہ نبوت میں پیش کرتا ہے تو وہ حقیقت میں انہی کا مال ان کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہے، لہٰذا امتی کا نبی پر احسان نہ ہوا۔

❀……اسی حقیقت کو ظاہر کرنے کی خاطر شاید حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مانفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی ابکر۔

مجھے کسی کے مال نے ہرگز وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے۔

تو اس وقت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول الله هل انا ومالي الا لك یارسول الله ۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۰، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھی اور میرا سارا مال بھی، سب کچھ آپ کی ملکیت ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

یہ حدیث دیگر مقامات کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی ہے: تاریخ

مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۵۶، تاریخ الخلفاء ص ۳۸، الصواعق المحرقہ ص ۱۰۴، مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۳۔

⚘...... یہاں درج ذیل حدیث نبوی بھی ملاحظہ فرمالیں!

انت ومالك لابيك۔

ترجمہ: تو اور تیرا سب مال تمہارے باپ کا ہے۔

(مسند امام اعظم ص ۲۰۸، کتاب الادب، تاریخ الخلفاء ۸۹، سنن کبریٰ للبیہقی)

⚘...... حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس حقیقت کو یوں آشکار فرمایا:

قال انا اولٰی بالمؤمنين من انفسهم۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۰۸ کتاب الکفالۃ باب جواز ابی بکر ن الصدیق فی عہد النبی...... الخ)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام مومنوں کا ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہوں۔

جان سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی چیز ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان کے بھی مالک ہیں تو مال و دولت کا کیا ذکر ہے۔

⚘...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان کر دیا۔ یہ آپ کی بے مثال خدمت ہے، بعد والے لوگ تو رہے ایک طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مقام پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی سبقت لے گئے، حتیٰ کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ باوجود کوشش کے، پکار اٹھے: لا اسبقهٗ الی شئی ابدًا۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۶، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

میں کسی چیز میں بھی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کیونکہ

؎ یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

لیکن بایں ہمہ آپ نے جس قدر سیم وزر، مال ودولت اور روپیہ وپیسہ خرچ کیا، وہ اللہ عزوجل اور رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا، اسمیں ذرہ بھر بھی ان کا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ پر کوئی احسان ہرگز نہیں ہے بلکہ درحقیقت اللہ ورسول (جل جلالہٗ وﷺ) کا ان پر احسان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کی پیش کش اور قربانیوں وجانثاریوں کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔

آج اگر ایک سچا مرید اور مخلص شاگرد اپنا سارا مال اپنے شیخ اور مربی پر خرچ کرڈالے تو آپ خلوت وعلیحدگی میں جا کر اس سے پوچھ لیں کہ کیا آپ نے اپنے بزرگ پر احسان کیا ہے تو وہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرے گا، بھائی میں نے تو انہیں کچھ نہیں دیا، یہ ان کا کرم ہے کہ انہوں نے میرے ٹوٹے پھوٹے اور حقیر نذرانے کو قبول فرمالیا ہے۔

﴿۔۔۔۔۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں دنیوی نعمتیں پیش کی ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایمان، اسلام، قرآن، معرفتِ خداوندی، نجات ابدی جیسی نہ ختم ہونے والی اخروی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔۔۔۔۔ دینی نعمتوں کے سامنے، دنیوی نعمتوں کا کوئی ذکر وتصور نہیں ہے۔ ایک صرف دولت ایمان ہی اتنی عظیم، رفیع اور جلیل نعمت ہے کہ دنیا کی ہر نعمت، دولت اور سہولت اس کے سامنے ہیچ۔

﴿۔۔۔۔۔ یہاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر منتیں (احسانات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے، وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: وما اسألکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین۔

(مطلع القمرین ص ۸۳ مطبوعہ کھاریاں)

❀...... حضرت امام رازی علیہ الرحمہ کا کلام بھی حقیقت سمجھنے کے لیے زبردست معاون ہے، انہوں نے کہا:

ہمارے (اہلسنت کے) مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ الأتقٰی سے مراد ابوبکر ہیں اور شیعہ کا مذہب ہے کہ اس سے مراد علی ہیں، حالانکہ نقلی دلیل شیعہ کی تردید اور اہلِ سنت کی بات کی تائید کرتی ہے۔ اس کا بیان اس طرح ہے کہ: الأتقٰی سے مراد ''افضل الخلق'' ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم'' اور الاکرم، وہ ''الافضل'' ہے۔ جس اتقی کا وہاں ذکر ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں افضل الخلق ہے اور امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الخلق ابوبکر ہیں۔ حضرت علی پر اس آیت کا اطلاق ممکن ہی نہیں تو حضرت ابوبکر پر اطلاق متعین ہوگیا۔ حضرت علی پر اطلاق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ الأتقٰی کے وصف کے بعد ''وما لأحد عندہ من نعمۃ تجزٰی'' کا جملہ ہے اور یہ وصف حضرت علی پر صادق نہیں آتا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ ابوطالب سے لے لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھلاتے، پلاتے، پہناتے اور پرورش فرماتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایسی نعمت فرمائی جس کا بدلہ دیا جا سکتا

تھا۔ جبکہ حضرت ابوبکر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی دنیوی نعمت نہ تھی، بلکہ ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان پر صرف دینی نعمت تھی یعنی ہدایت اور دین کی طرف رہنمائی، اور یہ وہ نعمت ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق ''لا أسئلكم عليه اجرا'' (میں دین کی تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا) آیت میں مطلق نعمت کا ذکر نہیں بلکہ اس نعمت کا ذکر ہے جس کا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی، جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے مراد وہ ذات ہے جو ''أفضل الخلق'' ہے اور واضح ہو گیا کہ آیت سے مراد وہ افضل شخصیت یا تو حضرت ابوبکر ہیں یا حضرت علی اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ یہ آیت حضرت علی کے لیے نہیں ہو سکتی تو حضرت ابوبکر پر اس کا اطلاق متعین ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت کی دلالت اس پر ہے کہ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ امت میں سب سے افضل ہیں۔ (التفسیر الکبیر ص ۲۰۵ الجزء الحادی والثلاثون)

❁...... یہ بھی ذہن نشین رہے کہ دنیا کا مال خاک اور زمین سے پیدا ہوتا ہے جبکہ دین کی دولت سینہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے...... اب سوچیے! کہ اس دولت سے کونسی دولت بہتر ہے جو کہ سینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوئی۔

❁...... اور مزے کی بات یہ ہے کہ اگر دنیا کی دولت زمین سے پیدا ہوتی ہے تو اس زمین کے مالک ووارث بھی اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

ارشادِ نبوی ہے:

اعلموا ان الارض لله ورسوله۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۴۹ کتاب الجہاد، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب)

جان لو! بے شک زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہے۔

تو ثابت ہوا کہ زمین کی ہر چیز کے مالک اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ لہٰذا زمین کی دولت پیش کرنے سے اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) پر کوئی احسان ہرگز نہیں ہے، کیونکہ وہ انہیں کی چیزیں، اور انہیں ہی پیش کی جارہی ہیں، یہ ان کا کرم ہے کہ قبول فرما کر نوازشات وانعامات فرماتے ہیں۔

❀...... اگر ہم یہ بات مان لیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''محسن'' ہیں، تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر سخی ہیں، جو کہ غلط ہے، کیونکہ حدیث پاک میں ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تدرون من اجود جوداً قالو ا اللہ ورسوله اعلم قال اللہ تعالٰی اجود جوداً ثم انا اجود بنی اٰدم ...... الحدیث۔

(مشکوٰۃ ص ۲۳۷ واللفظ لہ، الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۲۰، المطالب العالیہ برقم ۳۰۷۷، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۳، مسند ابو یعلی برقم: ۲۷۹۰، شعب الایمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا اندازہ لگا سکتے ہو کہ سب سے زیادہ جود وسخا والا کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ ورسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جود وسخا والا ہے پھر اولاد آدم (تمام نسل انسانی میں) سے میں سب سے زیادہ سخاوت اور کرم کرنے والا ہوں۔

❀...... نیز فرمایا:

انما انا قاسم وخازن واللہ یعطی۔

(صحیح البخاری ج ا ص ۴۳۹ کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ وللرسول......الخ)

یعنی میں تقسیم کرنے والا اور خزانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوتے ہیں اور آپ ہی انہیں تقسیم فرماتے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ مخلوق کے تمام افراد اس میں شامل ہیں۔ بقول حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ:

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۞...... ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوالیہ انداز میں پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے وسیلہ سے ہدایت نہیں دی، آپس میں ملایا نہیں، سلانا اور غنی نہیں کیا تو تمام صحابہ کرام نے ہر بات کے جواب میں یہی عرض کیا: "اللہ ورسولہ امن" اللہ اور رسول سب سے زیادہ احسان فرمانے والے ہیں۔ ملاحظہ ہو! بخاری ج ۲ ص ۶۲۰، مسلم ج ا ص ۳۳۹۔

۞...... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس۔

(صحیح البخاری ج ا ص ۳ باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ......الخ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۳، مسند احمد ج ا ص ۲۸۹، سنن نسائی ج ا ص ۲۹۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ سخی تھے۔

ثابت ہوا کہ آپ ہی انسانوں بلکہ تمام مخلوقات کے محسن ہیں، مخلوق میں کسی کا

آپ پر کوئی احسان نہیں۔

ان تفصیلات سے ہمارا مقصد واضح ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہیں۔

اسلیئے حدیث مذکور کا ترجمہ کرتے وقت ''احسان'' کا لفظ بولنا درست نہیں ہے۔

روایت کا صحیح مفہوم:

اب آیئے! اپنے اکابر کا دامن تھا کر ہم روایت کا صحیح معنیٰ و مفہوم عرض کر دیں تا کہ بات واضح ہو جائے۔

پہلی روایت میں ''اَمَنَّ النّاس'' کا جملہ ہے جسے ''مِنَّۃ'' سے مشتق مان کر ترجمہ کرنے میں بے توجہی واقع ہو گئی، جبکہ ''اَمَنّ'' افعل تفضیل کا صیغہ ہے جو کہ ''مَنّ'' سے مشتق ہے۔ منت کا معنیٰ بڑی نعمت، بڑا احسان۔ جبکہ ''مَنّ'' سخاوت، خرچ اور عطا کرنے کے معنیٰ میں آتا ہے۔

تو روایت کا مفہوم یہ ہو گا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے لئے اپنا مال اور وقت صرف کرنے والے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

احادیث نبوی سے وضاحت:

حدیث شریف کا جو مفہوم اوپر بیان ہوا ہے یہ مفہوم درج ذیل احادیث مبارکہ سے بھی پوری طرح ثابت ہوتا ہے، گویا یوں ایک حدیث کی وضاحت دوسری احادیث خود فرما رہی ہیں۔ چند ایک روایات ملاحظہ ہوں!

حدیث نمبر ﴿۱﴾......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت،وواسانی بنفسه وماله۔ (بخاری ج ا ص ۵۱۶، تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اس نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میری خیر خواہی کی۔

حدیث نمبر ﴿۲﴾......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الاتدعون لی صاحبی ماشأنکم وشأنهٗ فوالله مامنکم رجل الا علی باب بیته ظلمة الاباب أبی بکر،فان علی بابه النور،فوالله لقد قلتم: کذبت،وقال أبوبکر اصدقت،وأمسکتم الأموال وجادلی بماله،وخذلتمونی وواسانی واتبعنی۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۱۰، تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

ترجمہ: کیا تم میرے لیے میرے یار کو چھوڑتے نہیں ہو، تمہارا اور اس کا معاملہ برابر نہیں، پس قسم بخدا! تم میں سے ہر شخص کے گھر کے دروازے پر ظلمت ہے سوائے ابوبکر کے دروازے کے، پس بلاشبہ اس کے دروازے پر نور ہے۔ قسم بخدا! تم نے (مجھے) کہا تھا کہ تو نے جھوٹ بولا اور ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اور تم نے اپنے مال روک لیے اور اس نے اپنا مال بہا دیا۔ اور تم نے مجھے تنہا چھوڑ دیا جبکہ اس نے میری خیر خواہی کی اور میری اتباع کی۔

شارحین کی تصریحات:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مزید اپنی گذارشات پیش کرنے کے بجائے شارحین حدیث کی تصریحات کو نقل کر دیا جائے تاکہ ہر منصف مزاج اس پر غور کر سکے۔

①......شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قوله "امن" افعل تفضيل من المن بمعنیٰ العطاء والبذل يعني ان ابذل الناس لنفسه وماله، لامن المنة التي تفسد الصنيعة۔

(فتح الباری بر حاشیہ بخاری ج۱ص۵۱۶، ج۱ص۵۵۲)

امن، افعل تفضیل کا صیغہ ہے اور "من" سے مشتق ہے عطاء وبذل کے معنی میں، یعنی "بے شک اپنی جان اور مال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خرچ کرنے والے (ابوبکر ہیں)"، یہ منت سے نہیں بنا، جو نعمت کو فاسد کر دیتی ہے۔

②......علامہ طاہر پٹنی لکھتے ہیں:

ولامنة لاحد عليه بل له المنة على الامة قاطبة۔

(مجمع البحار بر حاشیہ بخاری ج۱ص۵۱۶)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا احسان نہیں بلکہ ساری امت پر آپ کا احسان ہے۔

③......شارح بخاری علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے:

(أن امن الناس علی فی صحبته وما له أبابكر) أی: أسمح بماله وأبذل ولم يرد به معنی الامتنان لأن المنة تفسد الصنيعة ولامنة لأحد على رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (التنقیح لألفاظ الجامع الصحیح ج ۲ ص ۵۴۴ مکہ المکرمہ، الریاض)

ترجمہ: اس جملے کا معنی یہ ہے کہ "اپنا مال سب سے بڑھ کر صرف اور خرچ کرنے والے (ابوبکر ہیں)" یہ احسان جتانے کے معنی میں نہیں، کیونکہ منت نعمت کو ضائع کر دیتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا احسان نہیں۔

④ ...... امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قال العلماء معناہ اکثرھم جودا وسماحۃ لنا بنفسہ ومالہ ولیس ھو من المن الذی ھو الاعتداد بالصنیعۃ لانہ اذی مبطل لثواب ولان المنۃ للہ ولرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبول ذلک وفی وغیرہ۔ (نووی بر مسلم ج ۲ ص ۲۷۲)

ترجمہ: یعنی علماء نے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے: ہماری خاطر تمام لوگوں سے زیادہ ذاتی اور مالی طور پر خرچ اور سخاوت کرنے والے (ابوبکر) ہیں۔ یہ وہ احسان نہیں جو نعمت کو ضائع کرتا ہے کیونکہ وہ تکلیف دہ ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر کا احسان نہیں ہے، بلکہ اسے قبول فرما لینا ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا احسان نہیں ہے۔ بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت ساری امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے۔

⑤ ...... جامع ترمذی کے حاشیہ میں ہے:

من امن الناس علیّ ...... الخ ای اجود بمالہ وذات یدہ ولم یرد المنۃ لانھا تفسدا لصنیعۃ ولامنۃ لاحد علیہ بل لہ المنۃ علی الامۃ قاطبۃ۔

(حاشیہ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷، حاشیہ نمبر ۱)

اس جملے کا معنیٰ ہے: سب سے زیادہ مال خرچ کرنے والا، اس سے منت (احسان) مراد نہیں کیونکہ اس سے نعمت ضائع ہو جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا احسان نہیں بلکہ آپ کا ساری امت پر احسان ہے۔

⑥......علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

قال التور بشتی یرید ان من ابذلهم واسمحهم من "منّ علیه منّاً" لا من "من علیه منّة" اذلیس لأحد ان یتمنّ علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ...... الخ۔

(مرقاۃ ج ۱۱ ص ۲۸۱ باب مناقب ابی بکر)

ترجمہ: تورپشتی نے کہا کہ اس سے مراد زیادہ خرچ اور سخاوت کرنے والا ہے، یہ "مَن" سے ہے "منت" سے نہیں۔ کیونکہ کسی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرے۔

⑦......شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ یوں ترجمہ کرتے ہیں:

گفت آنحضرت بدرستی ازعطا کننده ترین مردم برمن درصحبت خود ومال خود ابوبکر است۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام مردوں میں مجھ پر جان و مال کے لحاظ سے خرچ کرنے والا ابوبکر ہے۔

❀......ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

یعنی میرے ساتھ جس کسی نے بھی تعاون اور اچھا معاملہ کیا میں نے سب کا بدلہ ادا کر دیا ہے سوائے ابوبکر کے، اس کی خدمت کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کو ادا کرے گا۔

یہ ان کی تکریم و سخاوت کو بیان کرتے ہوئے مبالغہ فرمایا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر بہت

ساری نعمتیں اور احسانات ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تمام نعمتیں اور ساری خدمتیں ان میں سے کسی ایک نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ (ایضاً ج ۴ ص ۶۳۸)

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے محسن ہیں نہ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

⑧ ...... ملا علی قاری دوسری روایت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

مالا احد عندنا ید أی عطاء وانعام۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۲۸۶)

یعنی اس روایت میں ید بمعنی پیش کرنے اور خدمت ونعمت کے معنی میں ہے۔

مفہوم یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے بھی ہمیں مال پیش کیا اور ہماری خدمت کی سب کا بدلہ دنیا میں دے دیا ہے سوائے ابوبکر کے، ان کی خدمات کا بدلہ روز قیامت ادا کیا جائے گا۔

⑨ ...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بخلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ہر چند جس قدر منتیں (احسانات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر ہیں تمام امت میں کسی پر نہیں مگر وہ نعمتیں ایسی نہیں جن کا عوض ہو سکے، وہ انعام اس قسم کے ہیں جن کی نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: وما اسألكم عليه من اجر ان اجرى الا على رب العالمين۔

(مطلع القمرین ص ۸۳ مطبوعہ کھاریاں)

⑩ ...... محدث اعظم پاکستان، حضور قبلہ علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

من امن الناس علی اس کا معنی یہ کرنا کہ مجھ پر زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ غلط ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا کوئی احسان نہیں، بلکہ تمام مخلوق پر رسول

پاک علیہ السلام کا احسان ہے۔ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ سب سے زیادہ مجھ پر خرچ کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(کنز العلوم ص ۱۷۶، از مولانا محمد صدیق ملتانی)

⑪...... مولانا غلام رسول قاسمی لکھتے ہیں:

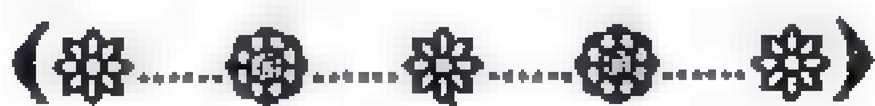
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر ...... یعنی صحبت اور مال میں تمام لوگوں میں میرا سب سے بڑا خدمت گار ابوبکر ہے۔ (ضرب حیدری ص ۱۱۷ رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز سرگودھا)

⑫...... مولانا غلام رسول سعیدی لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ...... الآیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر کی تصدیق معراج کا صلہ:

''...... جب تمام مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کا انکار کر رہے تھے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی تھی اور فنحاص اللہ تعالیٰ کو فقیر کہہ کر منکر ہو گیا اور سب یہودی حضرت ابوبکر کی تکذیب کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی تصدیق کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حضرت ابوبکر نے تصدیق کی تھی اس کا بدلہ اتار دیا!''۔ (تبیان القرآن ج ۲ ص ۴۹۶)

ہمارا مقصد سمجھنے کے لیے عبارت بھی دعوت غور و فکر دے رہی ہے۔



حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کتب شیعہ کی روشنی میں

﴿تفسیر قرآن کی روشنی میں﴾

پہلی آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فقد نصرہ اللہ اذاخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہٖ لاتحزن ان اللہ معنا......الآیۃ۔

(پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی جب کافروں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بے وطن کردیا، اس حال میں کہ آپ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صاحب (ساتھی، صحابی) سے فرما رہے تھے، غم نہ کرو بے شک اللہ (عزوجل) ہمارے ساتھ ہے۔

تفسیر: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے دوران غار ثور میں ٹھہرنے کا ذکر کیا گیا ہے اور اس وقت آپ کے ساتھ جو صاحب (یعنی صحابی) (رضی اللہ عنہ) تھے ان کا بیان ہے۔

ترجمہ شیعہ:

① ......ملا مقبول دہلوی شیعی نے یوں ترجمہ کیا ہے:

اللہ نے تو اس کی مدد ایسے وقت کی تھی جب ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے تھے

اسے ایسی حالت میں نکالا تھا کہ وہ دو میں کا دوسرا تھا جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے اس وقت ہمارا رسول اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ افسوس نہ کر بے شک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۲۳۰، حافظ اینڈ کمپنی لاہور)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو میں سے دوسرے تھے اور آپ نے اپنے صاحب سے فرمایا کہ غم نہ کرو۔ وہ دوسرے کون ہیں، جنہیں آپ کا صاحب، دوست، ساتھی اور صحابی کہا گیا ہے؟

۲...... شیعہ فرقہ کے معتبر مفسر، محمد حسین الطباطبائی نے لکھا ہے:

هو ابوبکر للنقل القطعی۔

(المیزان فی تفسیر القرآن ج ۹ ص ۲۹۲ مطبوعہ طہران)

وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں قطعی دلیل کی وجہ سے (یہی ثابت ہے)۔

۳...... محمد المرتضیٰ الحسن الکاشانی نے یوں لکھا ہے:

اذیقول لصاحبه وهو ابوبکر لا تحزن لاتخف ان الله معنا بالعصمة والمعونة (کتاب الصافی فی تفسیر القرآن ج ۱ ص ۷۰۲)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب کو فرما رہے تھے اور وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں، غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حفاظت اور مدد کے ساتھ ہمارے ساتھ ہے۔

۴...... کاشانی نے اس بات کی وضاحت میں مزید لکھا ہے:

فی الکافی عن الامام الباقر علیه السلام ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل یقول لابی بکر فی الغار اسکن فان الله معنا۔ (ایضاً)

کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ

ہوئے اور ابو بکر سے غار میں فرمایا: ٹھہر جاؤ بلا شبہ اللہ (عزوجل) ہمارے ساتھ ہے۔

⑤......ابو علی فضل بن حسن طبرسی نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

ثانی اثنین یعنی انه کان هو وابوبکر انهما فی الغار لیس معهما ثالث ای وهو احد اثنین ومعناه فقد نصره الله منفردا من کل شئ الا ابی بکر اذیقول لصاحبه ای اذ یقول الرسول لابی بکر۔

(مجمع البیان ج ۳ ص ۳۱ قم ایران، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۳۱ بیروت)

آپ دو میں سے دوسرے ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر دونوں غار میں تھے ان کے ساتھ تیسرا کوئی نہ تھا تو آپ دو میں سے ایک تھے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز سے الگ کر کے صرف ابو بکر کے ساتھ خاص کر کے مدد فرمائی، جب آپ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے یعنی جب رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ابو بکر سے فرما رہے تھے۔

⑥......مکارم الشیر ازی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے:

ہجرت کے وقت وحشت اور خوف وہراس کا عالم تھا، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یار اور پیغمبر کے ہمسفر کی دلداری فرمائی اور ارشاد فرمایا: غم مخور خدا بما است اذ یقول لصاحبه......الآیۃ۔ (تفسیر نمونہ ج ۷ ص ۴۲۰)

غم نہ کرو، خدا ہمارے ساتھ ہے (جیسا کہ قرآن میں ہے) اذیقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا۔

⑦......جمال الدین ابوالفتوح الرازی نے لکھا ہے:

یہ حقیقت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ دو افراد جو غار میں تھے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابو بکر تھے...... مفسرین کا بیان ہے کہ (حضرت) ابو بکر کو پیغمبر پر غم

ہوا...... کہ اگر (خدا کی پناہ!) آپ کو کوئی ناپسند چیز پہنچی تو امت ہلاک ہو جائے گی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

کوئی فکر نہ کر کیونکہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے......۔

رازی شیعہ نے اس جگہ مجاہد کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان (ابوبکر) کے ساتھ غار میں تین روز رہے، اور حضرت ابوبکر کی بہت ساری خدمات کا بھی ذکر کیا ہے۔

نیز امام محمد بن سیرین کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول لکھا ہے:

عمر اور آل عمر سے ابوبکر کی غار والی ایک رات بہتر ہے......۔

اسی طرح قرآن کریم کے جملہ فانزل الله سکینته (اللہ تعالیٰ نے اس پر سکینت نازل فرمائی) کے متعلق دوسرا قول یہ لکھا ہے کہ یہ سکینت وطمانیت ابوبکر پر نازل ہوئی ملاحظہ ہو! روح الجنان وروح الجنان ج ۶ جزء ۱۰ ص ۳۵ طہران، خیابان)

⑧...... ہاشم بن سلیمان نے اس آیت کے تحت "صاحب" سے حضرت ابوبکر کو مراد لیا، آپ کی شان وعظمت کو بیان کیا اور یہ بھی لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے حضرت جعفر کو کشتی میں آتے اور اہل مدینہ کو انتظار کرتے دیکھ لیا۔ ملاحظہ ہو! البرہان فی تفسیر القرآن ج ۲ ص ۱۲۵ مطبع علمیہ، قم۔

فائدہ:

یہاں امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی گئی شیعی روایت بھی ملاحظہ ہو!

⑨...... وہ فرماتے ہیں:

لما کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی الغار قال لفلان

کانی انظر الی سفینة جعفر فی اصحابه یقوم فی البحر وانظر الی الانصار محتبین فی افنیتهم فقال فلان تراهم یا رسول الله قال نعم قال فأرانیهم فمسح علی عینیه فراهم فقال له رسول الله انت الصدیق۔

(تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۹۰ مطبوعہ ایران، دوسرا نسخہ ص ۲۶۵، ۲۶۶ مطبوعہ قم)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کی رات) غار میں تھے۔تو آپ نے فلاں کو (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو) فرمایا کہ میں جعفر طیار (رضی اللہ عنہ) اوران کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔نیز فرمایا: میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔یہ سن کر فلاں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے تعجب سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ واقعی دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تو عرض کی مجھے بھی دکھلا دیجئے۔تو آپ نے ان (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو صدیق ہے۔

⑩...... یہ مضمون بحارالانوار ج ۱۹ ص ۸۱ پر بھی موجود ہے۔

⑪......شیعہ مفسر العظیمی نے لکھا ہے:

ثانی اثنین......آں دو نفر بودند حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر اذهما فی الغار......درآں حال نصرت فرمود حق تعالی پیغمبر را منفردا از ہر شئے مگرابی بکر۔اذیقول لصاحبه فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خود ابوبکر لاتحزن ان الله معنا تراسان مباش که خدائے تعالی باماباشد بنصرت

وغلبہ۔(تفسیر اثنا عشری ج۵ص۹۱)

دو فرد حضرت رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر ہیں۔حق تعالیٰ نے ہر چیز سے جدا کر کے ابوبکر کی معیت میں آپ کی مدد فرمائی۔جب حضرت رسول ﷺ نے اپنے صحابی ابوبکر سے فرمایا کہ ڈرومت!اللہ تعالیٰ مدد اور غلبہ کیساتھ ہمارے ساتھ ہے۔

⑫......محمد شیرازی نے لکھا ہے:

اذھما فی الغار اذیقول الرسول لصاحبہ و ھو ابوبکر لاتحزن ان اللہ معنا۔

(تقریب القرآن الی الاذھان،الجزء العاشر ص۸۸)

جب وہ دونوں غار میں تھے،جب رسول اپنے صاحب ابوبکر کو فرماتے تھے:غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

⑬......محمد جواد نے لکھا ہے:

المراد بثانی اثنین والصاحب ھو ابوبکر لانہ کان مع النبی فی ھجرتہ۔(التفسیر الکاشف ج۴)

ثانی اثنین اور صاحب سے مراد ابوبکر ہیں،کیونکہ وہ ہجرت کے موقع پر نبی (کریم ﷺ) کے ساتھ تھے۔

فائدہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے "یار غار" ہونے پر حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت صدیقی کے موقع پر کی گئی درج ذیل وضاحت بھی ملاحظہ فرمائیں!تاکہ حقیقت تک پہنچنے میں مزید آسانی ہو:

⑭……قال علی والزبیر ماغضبنا الا فی المشورة وانا لنرٰی ابابکر احق النّاس بها انه صاحب الغار وانا لنعرف له سنهٗ وامره رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وآله وسلم بالصلٰوة وهو حی وکان افضلهم۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید ج۱ ص۱۵۴، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ہماری ناراضگی تو صرف مشورہ کے بارے میں ہے حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، وہ یارِ غار ہیں اور ان کی بزرگی کو بھی ہم پہچانتے ہیں……اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حیات ظاہرہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کا حکم دیا تھا اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سب سے افضل ہیں۔

⑮……فتح اللہ کاشانی نے لکھا ہے:

ثانی اثنین حالست از ضمیر اخرجه یعنی اخراج رسول کردند درحالتیکه دوم دوبود یعنی باونبود مگر یك کس که آں ابوبکر است وقوله انهما بدل ثانی است یا ظرف ثانی اثنین یعنی نصرت داد پیغمبر راوقتے که اووابوبکر فی الغار بودند۔ (تفسیر منہج الصادقین ج۴ ص۲۶۰، ایران)

خلاصۂ عبارت: غار میں اس حالت کو بیان کیا گیا، جس میں آپ دوسرے تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی۔

غارِ ثور کا واقعہ: شیعہ حضرات کی مشہور کتاب حملہ حیدری میں ہجرت کا واقعہ اور غارِ ثور

میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات اور گفتگو اشعار میں درج ہے، اسے ملاحظہ فرمائیں! اور اپنے عقیدہ کو مزید مستحکم فرمائیں!

(۱۶)......چنیں گفت راوی کہ سالار دین | چو سالم بحفظ جہاں آفریں!
زنزدیک آں قوم پر مکر رفت! | بسوئے سرائے ابوبکر رفت
پئے ہجرت آں نیز ایستادہ بود | کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بود در خانہ اش چوں رسید | بگوشش ندائے سفر در رسید
چوں بوبکر زاں حال آگاہ شد! | قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر آنکہ بدوشش گرفت! | دے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آمد پدید | کہ بار نبوت تواند کشید
رفتند چندے دگر! | چو گردید پیدا نشانِ سحر!
بدید غارے دراں تیرہ شب | کہ خواندے عرب غار ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے | وے پیش ابوبکر بنہاد پائے
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید! | قبارا بدرید آں رخنہ چید
بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا | یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضاء!
برآں رخنۂ ماندہ آں یار غار! | کف پائے خود را نمود استوار
نیامد جز او ایں شگرف از کسے | کہ دور از خردمے نماید بسے!
نیامد چنیں کارے از غیر او | بدینساں چو پرداخت زرفت او
درآمد رسول خدا ہم بغار! | نشستند یک جا بہم ہر دو یار
چوں شد کار پرداختہ ہم چناں | رسیدند کافر پیاپے ذکر آں

دراندم بکف پائے آں یار غار	کہ بروئے سوراخ بودا استوار
رسیدش زدندانِ مار گزند	وزاں درد وافغان اوشد بلند
پیغمبر باوگفت آہستہ باش	رسیدند اعداء مکن راز فاش
مکن غم مگرداں صدارا بلند!	کہ از زخم افعی نیابی گزند!
بغار اندروں تا سہ روز وشب	بسر برد آں شاہ بفرمانِ رب
شدے پور بوبکر ہنگام شام!	بہ بردے دراں غار آب وطعام
نمودے ہم از حال اصحاب شر	حبیب خدائے جہاں راخبر
نبی گفت پس پور بوبکر را	کہ اے چوں پدر اہل صدق وصفا
دو جمازہ باید کنوں راہموار!	کہ ما را رساند بہ یثرب بار!
ھم از اہل دین آمد یکے جملہ دار	برو کرد رازِ نبی آشکار!
ازو جملہ دار ایں سخن چوں شنود	دو جمازہ در دم مہیا نمود
تہی شد ازاں قوم کوہ ودشت	رسول خدا عازم راہ گشت
صبح چہارم برآمد زغار	دو جمازہ آوردہ بد جملہ داد
نشست از شتر آں شاہ دیں	ابوبکر را کرد با خود قریں

(حملہ حیدری ص ۲۸)

اشعار کا ترجمہ: راوی نے بیان کیا ہے:

جب سالار دین، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ صحیح سالم اس فریبی اور مکار قوم کے ہاتھوں نکل کر، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے گھر تشریف لے

گئے تو حضرت ابوبکر پہلے اطلاع ملنے کی وجہ سے بالکل تیار کھڑے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے گھر پہنچے تو ہجرت کے لئے سفر کرنے کی ندا سنائی دی تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) واقف حال ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل دیئے، سفر میں چلتے چلتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ یہ بات بہت ہی عجیب ہے کہ ابوبکر کو کیسی قوت اور طاقت مل گئی کہ بارِ نبوت اٹھالیا، القصہ تھوڑا ہی چلے تھے کہ وقت سحر ہو گیا ایک غار نظر آئی جسے عرب ''غار ثور'' کہتے ہیں اس غار میں جلوہ افروز ہوئے، جس میں پہلا قدم حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے رکھا، جہاں کہیں سوراخ نظر آئے، اپنی قمیض پھاڑ کر سوراخ بند کیے یہاں تک کہ قمیض ختم ہو گئی مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس سوراخ پر یارِ غار نے اپنا پاؤں رکھ دیا، یہ کتنا منفرد فعل ہے جو ایسے جانثار کے بغیر مشکل اور عقلاً محال نظر آتا ہے، اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف فرما ہوئے، دونوں یار اکٹھے بیٹھ گئے، یہاں تک کہ کفار یک دم اس غار تک پہنچ گئے۔ اس وقت یارِ غار نے جس پاؤں کو سوراخ پر رکھا ہوا تھا سانپ نے ڈسا، درد کی وجہ سے چیخ نکل گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاموش! دشمن غار تک پہنچ چکے ہیں، ان پر راز فاش نہ ہو، غم نہ کرو، آواز بلند نہ کرو، سانپ کے ڈسنے سے، اس کا زہر تمہیں تکلیف نہ دے گا، بحکم الٰہی تین دن اور تین رات تک اُس غار میں رہے، روزانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے شام کے وقت کھانا اور پانی لے کر حاضر ہوتے تھے، اور کفار کے حالات کی خبر بھی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو فرمایا: اے اپنے باپ کی طرح صدق وصفا کے پیکر! دو سبک رفتار اونٹ چاہئیں، جو ہمیں مدینہ طیبہ پہنچائیں، حضرت ابوبکر کے

صاحبزادے کے ساتھ ایک چرواہا دو اونٹ لے کر حاضر ہوا، کفار جب اس غار سے ادھر ادھر ہو گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے، آپ چوتھے روز غار سے باہر تشریف لائے، اونٹ پیش کیے گئے، ایک اونٹ پر شاہ دین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا۔ (اور مدینہ شریف پہنچ گئے)

دوسری آیت: فرمان خداوندی ہے:

والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنّٰت تجری تحتها الانهٰر خالدین فیها ابدا ذلك الفوز العظیم۔ (پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر: ۱۰۰)

ترجمہ: اور سبقت لے جانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے، مہاجرین اور انصار میں سے اور جن لوگوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر: اس آیت میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی عظمت وشان اور کامیابی وکامرانی کا بیان ہے۔، اولین ایماندار کون ہیں؟۔

﴿۱﴾......شیعہ مفسر طبرسی نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے:

واختلف فی اول من اسلم من المهاجرین فقیل اول من امن خدیجة بنت خویلد ثم علی ابن ابی طالب وقیل ان اول من اسلم بعد خدیجة ابوبکر۔ (مجمع البیان ج ۳ ص ۶۵)

مہاجرین میں پہلے ایمان لانے والوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے، پس یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد ایمان لائیں پھر علی بن ابو طالب اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خدیجہ کے بعد ابو بکر پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

﴿۲﴾...... مکارم شیرازی شیعی نے تو اس آیت کو صرف حضرت ابو بکر، حضرت خدیجہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہم کے ساتھ خاص کرنے کے بجائے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے عام رکھا اور لکھا ہے:

جمیع اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی الجنة همه یاران پیامبر دربهشت...... این آیه بخوان والسابقون الاولون تا آنجه می فرماید رضی الله عنهم ۔ (تفسیر نمونہ ج۸ ص۱۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب جنتی ہیں...... یہ آیت پڑھ لو والسابقون الاولون...... یہاں تک فرمادیا "رضی الله عنهم" ان سب سے اللہ راضی ہوگیا۔

ثابت ہوا کہ صرف حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہی جنتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حقدار نہیں، بلکہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت ابوسفیان، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت وحشی، حضرت امیر معاویہ، حضرت سمرہ بن جندب، (وغیرہم) رضی اللہ عنہم اجمعین بھی شامل ہیں، سب کے سب جنتی، رضائے الٰہی کے حقدار اور کامیاب ہیں۔

﴿۳﴾...... ابن ابی الحدید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول لکھا ہے:

والصحیح فی امر ابی بکر أنه اول من اظهر اسلامه کذلك۔

ترجمہ: یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۱۱۸)

۴۔ ...... اسی طرح محمد بن کعب القرظی سے نقل کیا ہے:

لان علیا اخفی اسلامہ من ابی طالب وأسلم ابوبکر فاظهر اسلامہٗ۔ (ایضاً ج ۴ ص ۱۱۸)

ترجمہ: حضرت علی نے ابوطالب کی وجہ سے اپنا ایمان چھپائے رکھا اور حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا تو اس کو سرعام ظاہر کر دیا۔

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سبقت اور افضلیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک مقام پر یوں بھی بیان کیا گیا ہے:

نبی علیہ السلام صحابہ کرام کے مجمع میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق نماز اور روزہ کی بنا پر سبقت نہیں لے گئے، بلکہ سبقت کی وجہ وہ محبت ہے جو ان کے سینے میں جمی ہوئی تھی۔ (مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۲۰۶)

تیسری آیت: فرمان الٰہی ہے:

الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًّا و علانیةً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (البقرہ: ۲۷۴)

ترجمہ: جو لوگ رات اور دن میں، خفیہ اور علانیہ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں تو ان کے رب کے پاس ان کے لیے اجر ہے، نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

تفسیر: اس آیت میں رضائے الٰہی کے لئے دن رات، خفیہ اور اعلانیہ اپنا

مال خرچ کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔

یہاں جن لوگوں کی شان بیان کی گئی ہے وہ کون ہیں:

﴿1﴾......شیعی مفسر طباطبائی نے لکھا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آیہ مذکورہ ''نزلت فی علی'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے......

❀......پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید لکھا:

وفی بعض التفاسیر ان الآیة نزلت فی ابی بکر تصدق باربع واربعین دینارا عشرة باللیل عشرة بالنهار عشرة سرا عشرة علانیة ...... کلها فی عبدالرحمن بن عوف وعثمان بن عفان فی غزوة تبوك۔

(المیزان ج۲ص۴۰۶)

بعض کتب تفسیر میں ہے کہ بے شک یہ آیت حضرت ابوبکر کے متعلق نازل ہوئی، انہوں نے چالیس ہزار دینار صدقہ کیئے، دس ہزار رات کو، دس ہزار صبح، دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ...... یہ جملے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان کے غزوۂ تبوک کے لیے تعاون کے سلسلہ میں نازل ہوئے۔

یعنی یہ تمام حضرات ہی اس سے مراد ہو سکتے ہیں اور بالخصوص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

چوتھی آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذی جآء بالصدق وصدق به اولٓئك هم المتقون۔

ترجمہ: اور جو سچ لے کر آئے اور جس نے اس کی تصدیق کی، وہی لوگ

متقی ہیں۔

تفسیر: اس آیت میں سچ لانے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے کی شان بیان کی گئی ہے۔

سچ لے کر کون آیا اور اس کی تصدیق کرنے والا کون ہے؟ ملاحظہ ہو!

﴿۱﴾...... چھٹی صدی کے مشہور شیعہ مفسر ابو علی فضل بن حسن الطبرسی نے لکھا ہے:

قوی قول یہ ہے کہ صدق لانے والے اور تصدیق کرنے والے دونوں سے مراد محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

"وقیل الذی جآء بالصدق رسول اللہ وصدق به ابوبکر"

اور بیان کیا گیا ہے کہ سچ لانے والے رسول اللہ اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکر ہیں۔

اور ابو العالیہ اور کلبی سے یہ قول منقول ہے کہ سچ کو لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور مجاہد، ضحاک اور ائمہ اہلبیت سے مروی ہے: الذی جآء بالصدق محمد وصدق به علی

یعنی صدق لے کر آنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے علی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (مجمع البیان ج ۲ ص ۴۹۸، دوسرا نسخہ ج ۸ ص ۷۷۷)

﴿۲﴾...... طبرسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ تفسیر قمی میں ہے:

جآء بالصدق قیل الرسول وصدق به ابوبکر۔

صدق لانے والے رسول ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر ہیں۔

انہوں نے صدق به سے جمیع صحابہ کو مراد لینا بھی درست قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

نہایت افسوس ہے کہ تفسیر قمی کے بعض نسخوں سے اس عبارت کو نکال دیا گیا ہے۔

پانچویں آیت: فرمان خداوندی ہے:

یآیہا الذین اٰمنو من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لآئم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ واسع علیم۔(المآئدہ:۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، وہ ایمان والوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا، بہت علم والا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں دین سے مرتد ہونے والے منافقوں کا حال بیان کرنے کے بعد ان مخلص، جانثار ایمانداروں کی مخصوص صفات کا ذکر فرمایا گیا ہے، جو دین کے مجاہد ہوں گے۔

اس کی توضیح کرتے ہوئے طبرسی نے لکھا ہے:

لمابین تعالٰی حال المنافقین ......وانھم یتربصون الدوائر بالمؤمنین وعلم ان قوما منھم یرتدون بعد وفاتہ اعلم ان ذلک کائن وانھم لاینالون امانیھم واللہ ینصردینہٗ بقوم لھم صفات مخصوصۃ تمیزوابھامن بین العالمین فقال یایھا الذین اٰمنوا ......واختلف فیمنّ وصف بھذہ الاوصاف

منهم: فقيل هم ابوبكر واصحابه الذين قاتلوا اهل الردة۔

(مجمع البیان ج۲ص ۲۰۸)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا حال بیان فرمایا، وہ مومنوں پر گردش کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور اللہ کے علم میں تھا کہ ایک قوم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد مرتد ہو جائے گی اور بتا دیا کہ بلاشبہ یہ ہو کر رہے گا اور وہ لوگ اپنی آرزوؤں کو نہیں پا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد ایک ایسی جماعت کے ساتھ فرمائے گا، جس کی مخصوص صفتیں اور (شانیں) ہیں وہ اپنی ان صفات کے ساتھ دوسروں سے نمایاں ہوں گے تو ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! تم میں جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسی قوم کو لائے گا جس سے وہ محبت کرے گا...... جن لوگوں کی یہ صفتیں بیان کی گئی ہیں ان میں اختلاف کیا گیا ہے (پہلا قول جسے نقل کر کے رد نہیں کیا یہ لکھا کہ) پس کہا گیا ہے کہ وہ لوگ حضرت ابوبکر اور آپ کے اصحاب ہیں، جنہوں نے مرتدین سے جنگ کی۔

چھٹی آیت: ارشاد ربانی ہے:

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم ......الآیۃ (النور: ۵۵)

ترجمہ: اور اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ ضرور بہ ضرور ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا، جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی۔

تفسیر: اس آیت میں ان لوگوں کی عظمت بیان کی گئی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔

جن لوگوں کی عظمت اور خلافت کا بیان ہے، ان کی وضاحت کرتے ہوئے:

{۱}......شیعہ مفسر محمد حسین طباطبائی نے مختلف قول لکھے ہیں اور پہلا قول بلا رد یہ لکھا ہے:

بعد رحلة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ایام الخلفاء الراشدین۔

(المیزان ج ۱۵ ص ۱۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء راشدین کے ایام خلافت مراد ہیں۔

......اور مزید لکھا ہے:

المراد باستخلافهم استخلاف الخلفاء الاربعة بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم او الثلاثة الاول منهم۔(ایضاً)

ترجمہ: نیک عمل کرنے والے مومنوں کو خلافت دینے سے مراد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چاروں خلیفوں یا پہلے تینوں خلیفوں کی خلافت قائم کرنا ہے

{۲}......شیعہ مفسر شیرازی نے بھی اس قول کو برقرار رکھا ہے کہ اس آیت سے چار خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔(تفسیر نمونہ ج ۱۴ ص ۵۳۰)

{۳}......اس آیت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے طباطبائی نے حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ بھی درج کیا ہے جو انہوں نے اس وقت ارشاد فرمایا جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ فارس (ایران) میں خود شریک ہونے کا ارادہ کیا تو آپ سے مشورہ فرمایا۔

اس خطبہ کے جملہ "ونحن علی موعود من الله" (یعنی ہمیں خدا کے وعدے پر بھروسہ ہے)، سے اس وعدہ الٰہی کی نشاندہی فرمائی ہے۔ خطبہ کے ابتدائی الفاظ ملاحظہ ہوں!

ومن کلام لہٗ علیہ السلام لعمر ابن الخطاب وقد استشار فی الشخوص لقتال الفرس بنفسہٖ ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃٍ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی أعدہ وأمرہ حتی بلغ مابلغ وطلع حیثما طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہٖ وناصر جندہ...... (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۴۶)

اس کا ترجمہ رئیس احمد جعفری نے یوں کیا ہے:

ارشاد: حضرت عمرؓ نے جنگ فارس (ایران) میں جب خود شریک ہونا چاہا اور اس باب میں آپ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا:

اسلام کی نصرت اور خذلان کا انحصار فوج کی کمی یا زیادتی پر نہیں ہے، یہ خدا کا دین ہے جسے تمام ادیان پر اس نے غلبہ عطا فرمایا ہے، اور یہ اس کا وہ لشکر ہے جسے اس نے مہیا کیا ہے، اور اس کی اعانت کی ہے، یہاں تک کہ یہ کہاں تک پہنچا، اور اس نے کہاں تک ترقی کر لی؟ ہمیں خدا کے وعدے پر بھروسہ ہے اور بلاشبہ خدا اپنا وعدہ (ضرور) پورا کرے گا، وہ اپنے لشکر کا مددگار و ناصر ہے۔

(نہج البلاغہ مترجم ص ۴۷۸، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز)

ثابت ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے لشکر کو خدائی لشکر اور ان کی خلافتوں کو برحق جانتے تھے اور اسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقین کرتے تھے، یہ وہی وعدہ ہے جو سورۃ النور کی آیت نمبر ۵۵ میں کیا گیا ہے۔

۴...... اگر ذہن میں شک و شبہ کی کوئی رمق باقی رہ گئی ہو تو درج ذیل عبارت پڑھ لیں!

نہج البلاغہ کے اسی خطبہ کی توضیح میں کمال الدین ابن میثم البحرانی نے لکھا

ہے: نحن علی موعود من اللہ ثم وعدنا بموعود وھو النصر والغلبة والاستخلاف فی الارض کما قال وعد اللہ امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الآیة و کل وعد من اللہ فھو منجز لعدم الخلف فی خبرہ۔

(شرح نہج البلاغۃ ج ۳ ص ۱۹۵ زیر خطبہ نمبر ۱۴۶)

ترجمہ: ہمیں اللہ کے وعدے پر بھروسہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ ایک وعدہ فرمایا ہے اور وہ مدد، غلبہ اور زمین میں خلافت قائم فرمانے کا وعدہ ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا: اللہ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیئے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کے ساتھ خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا تھا، اور اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ پورا ہوتا ہے کیونکہ اس کی خبر میں خلاف ورزی نہیں ہے۔

اس جملے میں کھلے لفظوں سے واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ وعدہ الٰہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت قائم فرمانے کا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی خلافت قائم فرمائی اور انہیں غلبہ و مدد بھی عطا فرمائی ہے، کیونکہ وہ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے۔

﴿۵﴾......اسی سورۃ نور آیت نمبر ۵۵ کی تفسیر میں طبرسی نے لکھا ہے:

واختلف فی الآیة فقیل انھا واردة فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقیل ھی عامة فی امة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ابن عباس۔

(مجمع البیان ج ۴ ص ۱۵۲، دوسرا نسخہ ج ۷ ص ۲۳۹)

آیت کی مراد میں اختلاف ہے پس بیان کیا گیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (تمام) اصحاب کے بارے میں ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ عام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کے متعلق، یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

یعنی پوری امت میں جو افراد بھی اس وعدائے الٰہیہ کے مطابق خلیفہ قرار پائیں گے وہ تمام کے تمام اس آیت کے عموم میں شامل ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی جو حضرات اس منصب جلیل پر فائز ہوئے وہ بھی اس سے مراد ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ان افراد میں خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) پہلے نمبر پر ہیں، والحمد للہ علی ذلک۔

ساتویں آیت: فرمان خداوندی ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا۔ (الفتح:۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ ایمان والوں سے اس وقت راضی ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، پس اللہ کے علم میں ہے، جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پھر اللہ نے ان پر طمانیت نازل فرمائی اور انہیں عنقریب آنے والی فتح کا انعام دیا۔

تفسیر: یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد کی تمام آیات پڑھ لیں، ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متعدد صفات کا بیان ہے، ان کے ایمان، صدق نیت، اخلاص، رضائے الٰہی کے حصول، فتوحات، غنائم، ان پر سکینت و طمانیت کا نزول، صراط مستقیم پر ثابت قدمی، مزید دوسری کئی نعمتیں جو انسانی طاقت میں نہیں، کافروں کے مقابلہ میں مدد، کلمہ تقویٰ پر استحکام اور کئی دوسری صفتیں، عظمتیں اور شانیں، سورت کے اختتام

تک۔

ان تمام امور کو شیعہ مفسر طباطبائی نے بھی تسلیم کیا اور پھر چار و نا چار لکھنا ہی پڑا:

لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ۔

ترجمہ: درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ ملاحظہ ہو! المیزان ج ۱۸ صفحات ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، اور ۲۹۲۔

درخت کے نیچے وہ بیعت کرنے والے کم از کم تعداد کے مطابق بھی چودہ سو صحابہ تھے اگرچہ پندرہ سو اور اٹھارہ سو کی روایت بھی آئی ہے۔ ان نفوس مقدسہ میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہم سر فہرست ہیں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو وہ سعادت مند فرد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو ان کا ہاتھ قرار دے کر پھر ان کی طرف سے بیعت لی اور انہیں بھی اس مقدس جماعت میں شامل فرما دیا

فائدہ:

یہاں سے شیعوں کے اس مفروضہ کا رد بھی خود بخود ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سوائے چند افراد کے تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ!

❀...... جیسا کہ شیعوں نے لکھا ہے:

قال کان الناس اھل ردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ الا ثلثۃ فقلت ومن الثلثۃ؟ فقال المقداد بن الاسود و ابوذر الغفاری وسلمان الفارسی رحمۃ اللہ علیھم وبرکاتہٗ۔ (فروع کافی ج ۳ کتاب الروضۃ ص ۱۱۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے،

سوائے تین کے اور وہ تین: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ہیں۔

یہ سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا اور سکینت کو نازل فرمایا، وہ کلمۂ اسلام سے کبھی بھی جدا نہیں ہو سکتے۔

آٹھویں آیت: ارشادِ ربانی ہے:

واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبأت به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نبأها به قالت من انبأك هذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔ (التحریم:۳)

ترجمہ: اور جب نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی ایک بیوی سے کوئی راز کی بات کہی، تو اس نے اس راز کی خبر دے دی اور اللہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس کا اظہار فرما دیا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو کچھ بتا دیا اور کچھ بتانے سے اعراض کیا، پھر جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس راز کو اس کے لئے کھول دیا تو اس نے کہا: آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے علیم وخبیر نے بتلایا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص راز کی خبر دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کونسا راز ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مکرمہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا تھا؟

①...... شیعہ مفسر طبرسی نے لکھا ہے:

ولما احرم ماریة القبطیة اخبر حفصة انه یملك من بعده ابوبکر ثم عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر واعرض عن بعض أن ابابکر وعمر

يملكان بعدي وقريب من ذلك ماروا ه العياشي بالاسناد ـ

(مجمع البیان ج ۵ ص ۳۱۴)

ترجمہ: اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ماریہ قبطیہ کی تحریم فرمائی تو حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر عمر، تو آپ نے بعض ان چیزوں کی پہچان کرائی جو انہوں نے ظاہر کر دی تھیں اور آپ نے بعض سے اعراض کیا (جو خبر دی وہ یہ تھی کہ) میرے بعد ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوں گے۔

﴿۲﴾......اس کے قریب قریب مضمون کو عیاشی نے باسند روایت کیا ہے۔

ان دونوں حوالوں سے واضح ہوا کہ وہ راز کی بات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت حقہ تھی۔

﴿۳﴾......شیعی مفسر کاشانی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو فرمایا:

انا افضى اليك سرًا ان انت اخبرت به فعليك لعنة الله والملئكة والناس اجمعين فقالت نعم ماهو فقال ان ابا بكر يلى الخلافة بعدى ثم بعدهٗ ابوك فقالت من انباك هذا قال نبانى العليم الخبير۔

(کتاب الصافی فی تفسیر القرآن ج ۴ ص ۷۱۷، ۷۱۶)

میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتا ہوں، اگر اس پر تم نے کسی کو مطلع کیا تو تم پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، عرض کرنے لگیں، درست ہے، وہ کیا بات ہے بتائیں، آپ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر کو خلافت ملے گی، پھر ان کے بعد تمہارے والد (حضرت عمر) خلیفہ ہوں گے، حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: آپ کو یہ بات

کس نے بتائی ہے، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ علیم وخبیر نے۔

﴿۴﴾......اور شیعوں کی معتبر تفسیر "القمی" میں ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے فرمایا: ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی ثم من بعدہ ابوک۔ (تفسیر قمی ج ۲ ص ۳۷۶)

ترجمہ: میرے بعد خلافت ابوبکر کو ملے گی اور اس کے بعد تمہارے والد عمر کو ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا: آپ کو یہ کس نے بتایا؟ فرمایا: علیم وخبیر یعنی اللہ (عزوجل) نے۔

﴿۵﴾......تفسیر منہج الصادقین ج ۹ ص ۳۳۰ پر بھی یہ مضمون موجود ہے۔

نویں، دسویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الذین کفروا وصدّو عن سبیل اللہ اضل اعمالھم۔ (محمد:۱)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے روکا ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

۞......مزید ارشاد فرمایا:

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ (الحشر:۷)

ترجمہ: اور رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

تفسیر: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان دونوں آیتوں کو اپنے ایک خطاب میں تلاوت فرما کر ایک بہت بڑی حقیقت سے پردہ اٹھایا تھا۔

وہ کیا ہے؟ ملاحظہ ہو! المرتضیٰ کاشانی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

﴿۱﴾......عن الباقر علیه السلام قال قال امیرا لمؤمنین علیه السلام بعد وفاة رسول الله صلی الله علیه وآله فی المسجد والناس مجتمعون بصوتٍ عال الذین کفروا وصدو عن سبیل الله اضل اعمالهم فقال له ابن عباس یاابا الحسن لم قلت ماقلت قال قرأت شیئًا من القرآن قال لقد قلته لامر قال نعم ان الله یقول فی کتابہ وما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا فتشهد علی رسول الله صلی الله علیه وآله انه استخلف ابابکر قال ماسمعت رسول الله صلی الله علیه وآله اوصی الا الیك قال فهلابایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منهم ......الخ۔

(کتاب الصافی فی تفسیر القرآن ج ۲ ص ۵۶۲، ۵۶۱، دوسرا نسخہ ج ۵ ص ۲۰)

ترجمہ: امام باقر سے روایت ہے، حضرت علی (علیہ السلام) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کی مسجد میں بلند آواز سے کہا، اس وقت لوگ جمع تھے کہ جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے سے روکا، ان کے اعمال بے کار ہو گئے، پس حضرت ابن عباس نے کہا: اے ابوالحسن! آپ نے جو کہا ہے وہ کیوں کہا؟ آپ نے جواب دیا: میں نے قرآن کی آیت پڑھی ہے، کہا: کس مقصد کے لیے اسے پڑھا ہوگا؟ فرمایا: ہاں! بے شک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ اور رسول تمہیں جو دے وہ لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو خلیفہ مقرر کیا تھا؟ پھر حضرت ابن عباس نے کہا: میں نے تو یہی سنا ہے کہ آپ نے صرف آپ کو وصی

بنایا تھا حضرت علی نے پوچھا، اگر یہ بات تھی، تو تم نے میری بیعت کیوں نہیں کی؟ کہا: لوگ (تمام صحابہ واہلبیت) حضرت ابوبکر پر جمع ہو گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔

﴿۲﴾......تفسیر قمی ص میں اس مضمون کو لکھا گیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ نہ ہوتا تو اجماع نہ ہوتا۔

لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع واتفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہوا، یہی حکم خداوندی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی دیں وہ لے لو اور اس سے اعراض اللہ کے راستہ سے روکنا ہے اور اپنا ذخیرۂ عمل ضائع کرنا ہے۔

گیارھویں آیت: ارشاد ربانی ہے:

لکن الرسول والذین امنوا معه جاهدوا باموالهم وانفسهم اولئك لهم الخیرات واولئك هم المفلحون۔ (التوبہ:۸۸)

ترجمہ: لیکن رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اور ان ہی کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

تفسیر: اس آیت سے پہلے منافقوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ وہ جہاد سے پیچھے رہتے اور اس سے جی چراتے ہیں اور اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان فرمائی کہ وہ مجاہد ہیں۔

﴿۱﴾......شیعہ مفسر طباطبائی نے اس کے تحت لکھا ہے:

والمراد بهم المؤمنون حقا الذین خلصت قلوبهم من رین النفاق بدلیل المقابلة المنافقین ولیمدحهم بالجهاد باموالهم وانفسهم ای انهم لم

یرضوا بالقعود ولم یطبع علی قلوبھم بل نالوا سعادۃ الحیاۃ والنور الالٰھی۔(المیزان ج۹ص ۳۷۹)

ترجمہ:اس سے وہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) مراد ہیں جو پکے مومن ہیں، جن کے دل نفاق کے غلبہ سے خالص ہوگئے اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کا تذکرہ منافقین کے مقابلہ میں ہوا اور ان کی تعریف کی گئی کہ وہ اموال و انفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، بے شک وہ جہاد سے پیچھے رہ جانے پر راضی نہیں اور ان کے دل منافقت سے پاک ہیں بلکہ انہوں نے زندگی کی سعادت اور نورِ الٰہی حاصل کرلیا ہے۔

اس کے بعد طباطبائی نے اس کے بعد والی آیات بھی لکھیں اور پھر شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں مزید آیات نقل کی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منافق کے جنازہ سے روکنے والا واقعہ بھی لکھا اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی دلجوئی فرمانے کا ذکر بھی کیا ہے۔

ملاحظہ ہو! تفسیر المیزان ج۹ص ۳۸۴۔

ثابت ہوگیا کہ آیہ مذکورہ میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان جہاد اور مقام و منصب کو بیان کیا گیا ہے، ان تمام کے سردار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿۴﴾......اس آیت کے ضمن میں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک خطبہ کے درج جملے بھی پڑھ لیے جائیں تو بات مزید کھل جائے گی۔ ملاحظہ ہو! آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

این القوم الذین دعوا الی الاسلام فقبلوہ وقروء ا القرآن فاحکموہ وھیحوا الی الجھاد فولّھوا ولہ اللقاح الی اولادھا وسلبوا السیوف اغما دھا واخذوا باطراف الارض زحفا زحفا وصفًا صفًّا بعض ھلک وبعض نجالا

یبشرون بالاحیاء ولا یغرون عن الموتٰی مرہ العیون من البکاء خمص البطون من الصیام ذبل الشفاہ من الدعاء صفر الالوان من السھر علی وجوھھم غبرۃ الخاشعین اولئك اخوانی الذاھبون۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۰)

ترجمہ: وہ لوگ کہاں ہیں؟ کہ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کیا، انہوں نے قرآن پڑھا تو اس پر استوار بھی ہو گئے، اور انہیں جہاد پر آمادہ کیا گیا تو جہاد کے اتنے شیفتہ ہوئے جیسے اونٹنی اپنے بچہ پر فریفتہ ہوتی ہے، انہوں نے تلواریں نیاموں سے باہر نکال لیں اور اطراف زمین دستہ دستہ اور صف، صف پھیل گئے، ان میں سے بعض شہید ہو گئے اور بعض سلامت رہے، یہ اپنی زندگی پر خوش نہیں اور جو شہید ہو گئے وہ تعزیت نہیں چاہتے، ان کی آنکھیں گریہ سے سفید تھیں، پیٹ روزہ سے لاغر، لب دعا سے خشک، رنگ بیداری سے زرد اور ان کے چہروں پر عاجزی کے آثار نمایاں تھے، یہ چلے جانے والے میرے بھائی ہیں۔

بارھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد سمع اللہ قول الذین قالو ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ...... الآیۃ۔

(آل عمران: ۱۸۱)

ترجمہ: اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے سن لیا ان لوگوں کی بات جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار۔

تفسیر: اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات کی تصدیق نازل ہوئی ہے۔

ابو علی فضل بن حسن طبرسی نے لکھا ہے:

جب آیت من ذالذی یقرض الله قرضا حسنة نازل ہوئی تو یہودی کہنے لگے اللہ فقیر ہے، اس لیے کہ وہ ہم سے قرض مانگتا ہے، اور ہم غنی ہیں، یہ الفاظ کہنے والا ''حیی بن اخطب'' تھا، حسن اور مجاہد نے یہ تفسیر بیان کی ہے، اور بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابوبکر کے ساتھ یہود بنو قینقاع کی طرف ایک رقعہ لکھ کر بھیجا، تا کہ وہ انہیں نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور اللہ کو قرض حسنہ دینے کی دعوت دیں، حضرت ابوبکر جب ان کی بیٹھک ''بیت مدارسة'' میں پہنچے تو وہاں ایک آدمی کے گرد بہت سے لوگوں کو جمع پایا، جسے فنحاک بن عازوراء'' کہا جاتا، حضرت ابوبکر نے انہیں اسلام، نماز اور زکوٰۃ کی دعوت دی تو فنحاص کہنے لگا اگر تیری بات سچی ہے تو پھر اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار، اگر وہ مالدار ہوتا تو ہم سے ہمارے مال بطور قرض نہ مانگتا، حضرت ابوبکر غضبناک ہو گئے اور آپ نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، عکرمہ، سدی، مقاتل اور محمد بن اسحاق نے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے

(تفسیر مجمع البیان جلد اول جز ۲ص ۵۴۷، ۵۴۸)

تیرھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربٰی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله...... (النور:۲۲)

ترجمہ: اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی۔

تفسیر: اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''فضل والا'' قرار دیا گیا ہے:

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسر ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی نے لکھا ہے:

ان قوله لایأتل اولوا الفضل منکم الآیة نزلت فی ابی بکر ومسطح بن اثاثة۔ (تفسیر مجمع البیان ج ۷ ص ۱۳۳)

ترجمہ: ولا یاتل اولوا الفضل منکم الآیۃ کا جملہ حضرت ابوبکر اور حضرت مسطح بن اثاثہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

چودھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حلیم۔ (آل عمران: ۱۵۵)

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا، بے شک اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں اہل اُحد کے لئے مغفرت الٰہیہ کا بیان ہے۔

اس آیہ مبارکہ کے تحت شیعہ مفسر طبرسی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد میں ثابت قدمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں درج کی ہے:

اعاد تعالی ذکر العفو تاکیدًا لطمع المذنبین فی العفو ومنعا لهم عن الیأس وتحسنًا یظنون المؤمنین (ان الله غفور حلیم) قد مر معناه وذکر ابو القاسم البلخی انه لم یبق مع النبی (ص) یوم احد الا ثلاثة عشر نفسا خمسة من المهاجرین ثمانیة من الانصار فاما المهاجرون فعلی (ع) وابوبکر وطلحة وعبدالرحمن بن عوف وسعد ابن ابی وقاص۔

(تفسیر مجمع البیان ج ۱ ص ۵۲۴، بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے معافی کا ذکر دوبارہ اس لیے فرمایا ہے تا کہ گنہگاروں کو

اپنی معافی کی خواہش پر پختگی ہو جائے اور ان کی نا اُمیدی اور مایوسی ختم ہو جائے، مومنوں کے حسن ظن کو تقویت پہنچے، اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور حلم والا ہے اس کا معنی بیان کیا جا چکا ہے، ابو القاسم بلخی نے ذکر کیا ہے کہ احد کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف تیرہ اشخاص باقی رہ گئے پانچ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے، پس مہاجرین میں سے حضرت علی، حضرت ابو بکر، حضرت طلحہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے۔

❁...... ملا فتح اللہ کاشانی نے لکھا ہے:

ابو بکر اہل شرک را گفت شما بایں شاد شدہ اید چشم شمار وشن مباد، بخدا کہ اہل روم بر مردم فارس غالب خواہند شد، دربضع سنین گفتند ایں کجا میگوئی گفت از رسول خدا ﷺ ابی بن خلف گفت کذبت یا ابا الفضل ابو بکر گفت کذبت انت یا عدو اللہ۔

ابی گفت اگر راست میگوئی وقتے معین کن تا گرد بندیم اگر آں وقت مقتضی شود، چناں باشد کہ تو گفتیٰ من گرد بدہم واگرنہ تو گرد ادا کنی، پس گرد بستند بسہ سال بدہ شتر چوں ابوبکر رسول را ازیں صورت اخبار نمود آنحضرت فرمود کہ خطا کردی زیرا کہ بضع میان ثلثہ و تسعہ است بر دود رمال ومدت بیفزائی، ابوبکر باز گشت وتا مدت نہ سال بر صد شتر مراہنہ کر دند وایں صورت قبل

ازاں بود کہ گرد حرام شود چوں ابوبکر میخواست کہ از مکہ بیروں آید، ابی گفت ترارہا نہ کنم تا ضامنی بدھی۔ پسرش عبداللہ ضامن پدر شد۔ وچوں ابی قصد کرد کہ بجنگ احد رود عبداللہ بن ابی بکر گفت ترا نگزارم تا ضامنی برائے خود تعین کنی، ابی ضامن بداو بجنگ اُحد میرفت وبعد از واقعہ احد مجروح بکمہ آمد در آں جراحت بمرد ابوسعید خدری روایت کردہ کہ در بدر چوں مسلماناں ظفر یافتند بر مشرکاں ودرہماں روز خبر آمد کہ درمیان غلبہ کردند بر فراسیاں مسلماناں شاد شدند وابوبکر نزد ورثہ ابی خلف رفتہ مال دھانت از ایشاں بستد ونزد رسول آورد آنحضرت فرمود ایں را تصدق کن ابوبکر ہماں را تصدق نمود۔ (تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۱۸۳)

ترجمہ: حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مشرکوں سے فرمایا کہ تم نے رومیوں کی فتح ونصرت پر بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے تم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے، خدا کی قسم ایک وقت آئے گا کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں گے، چند سال انتظار کرو، مشرکین نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ کو یہ بات کس نے کہی، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے، ابی بن خلف نے کہا: اے ابوالفضل تم نے جھوٹ کہا ہے، تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تم جھوٹے ہو، تم اللہ تعالیٰ کے دشمن ہو، ابی بن خلف کہنے لگا اگر تم اپنے دعوے میں سچا ہوا تو میں شرط دوں گا، اگر وقت گزر گیا

تو پھر تم شرط دو گے، تین سال کا عرصہ متعین ہوا، دس دس اونٹ شرط طے ہو گئے، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ساری صورت بتائی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے غلطی کی ہے، اس لیے کہ بضع تین سے نو سال کے عرصہ تک کے سے بولا جاتا ہے، جاؤ مال اور مدت دونوں میں اضافہ کرو، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گئے مدت ۹ سال پر سو سو اونٹ شرط باندھی، یہ شرط اس وقت باندھی گئی جب کہ شرط حرام نہیں ہوئی تھی جب حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے باہر جانا تھا تو ابی بن خلف نے آپ کو کہا کہ ضامن دیئے بغیر آپ نہیں جا سکتے، تو حضرت ابوبکر کا بیٹا عبداللہ اپنے باپ کا ضامن ہو گیا، جب ابی بن خلف نے جنگ احد میں شرکت کا ارادہ کیا، تو حضرت عبداللہ بن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا جب تک تم اپنا ضامن نہ دو گے میں تمہیں نہیں جانے دوں گا، ابی نے ضامن دیا اور جنگ احد میں چلے گئے۔ اُحد کے واقعہ کے بعد زخمی ہو کر جب واپس آیا تو اسی زخم سے مر گیا۔

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ بدر میں مشرکوں پر مسلمان جب کامیاب و کامران ہوئے تو اسی دن اطلاع آئی کہ رومیوں نے ایرانیوں پر غلبہ حاصل کر لیا، مسلمان خوش ہوئے، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ابی بن خلف کے ورثاء کے ہاں گئے ان سے مال حاصل کیا اور بارگاہ رسول میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے مال کو صدقہ کر دو، تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے تمام مال صدقہ کر دیا۔

پندرھویں آیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ ......ھم المؤمنون حقا (الانفال:۷۴)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا...... وہی لوگ مومن برحق ہیں۔

تفسیر: اس آیت میں صحابہ کرام کے ایمان، ہجرت، جہاد اور مومن برحق ہونے کا بیان ہے۔

شیعی مفسر کاشانی نے آیت قرآنی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

قبیلہ دوم بنی حنیفہ بودند در یمامہ اصحاب مسیلمہ کذاب کہ دعویٰ نبوت کرد و گفت کہ من شریک محمد م صلی اللہ علیہ وآلہ ونامہ نوشت باکی حضرت کہ من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اما بعد فان الارض نصفھا لی ونصفھا لک۔ وآب نابہ رابدہ مرد از اشراف داد فرستاد چوں رسولاں بیامدند وآں نامہ را با آنحضرت داوند۔فرمود کہ بمسیلمہ ایمان آورید۔گفتند آری فرمود کے اگر نہ آں بوذے کہ عادت نامہ نوشتند کہ من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین وبعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار شد وبجوار ایزدی پیوست وکار مسیلمہ قوت گرفت وابوبکر چوں بخلافت بنشت خالد بن ولید را بجماعتی بجانب خیبر فرستادتااو رامقہور کردند وبردست وحشی قاتلِ حمزہ کشتہ شدذ وحشی بعد از

قتل اومیگفت کہ دو کس بردست بن کشتہ شدندیکے بہترین مرد ماں درزمانہ جاہلیت ودیگرے بدترین خلقِ خدادرزمان اسلام دگردیدن من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اول حمزہ بود دوم مسیلمہ کذاب۔

(تفسیر منہج الصادقین ج ۳ ص ۲۵۷، ایران)

ترجمہ: قبیلہ دوم بنو حنیفہ تھا، اصحاب یمامہ میں سے مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا، اور کہنے لگا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ شریک نبوت ہوں، اس نے ایک خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف لکھا:

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اما بعد فان الارض نصفھا لی و نصفھا لک۔

یہ خط دس معزز آدمیوں کو دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، جب اس بھیجے ہوئے آدمی بارگاہ نبوی میں پہنچے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رقعہ دیا، آپ نے ان کو فرمایا کہ کیا تم مسیلمہ پر ایمان لا چکے ہو، تو انہوں نے کہا ہاں، فرمایا اگر قاصدوں کے متعلق یہ عادت نہ ہوتی کہ ان کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں سب کو قتل کرنے کا حکم فرمادیتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس خط کا جواب لکھو!

من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعدافان الارض للہ یورثھا من یشآء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علیل ہوگئے، اور جوار خداوندی میں پہنچ گئے مسیلمہ کذاب کا سلسلہ تقویت پکڑ گیا، حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) مسند خلافت پر

جب جلوہ افروز ہوئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو ایک جماعت کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ فرمایا تاکہ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کریں، چنانچہ وہ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل حضرت وحشی (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھوں مارا گیا، وحشی اس کے قتل کرنے کے بعد کہا کرتا تھا، دو آدمی میرے ہاتھوں مارے گئے ایک زمانہ جاہلیت میں بہت اکرم شخصیت تھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرا خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے بدترین آدمی تھا، زمانہ اسلام میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے شیدائیوں میں سے حضرت حمزہ تھے۔ اور دوسرا شخص مسیلمہ کذاب تھا۔

پوری سورت: قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں ایک سورت ہے جس کا نام "اللیل" ہے، اس کی کم از کم بھی آخری آٹھ آیتوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت بیان کی گئی ہے۔

﴿۱﴾......شیعہ مفسر ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی نے لکھا ہے:

هذه السورة نزلت باتفاق كثير من المفسرين في ابي بكر۔

(تفسیر قمی بر حاشیہ جامع البیان للطبری ج ۱۲ ص دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

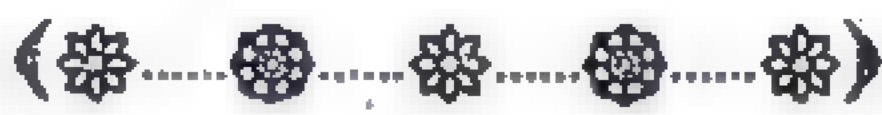
ترجمہ: بہت سارے مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ سورت حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

﴿۲﴾......شیعہ مفسر طبرسی نے لکھا ہے:

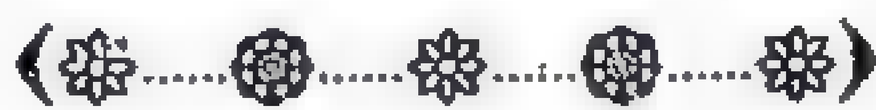
(فامامن اعطى واتقى) عن ابن الزبير قال ان الآية نزلت في ابي بكر لانه اشترى المماليك الذين اسلموا مثل بلال وعامر بن فهيرة وغيرهما واعتقهم۔ (مجمع البیان ج ۵ ص ۵۰۱، ۵۰۲ قم، ایران)

ترجمہ: (پس بہر حال جس نے مال دیا اور پرہیز گار ہوا) حضرت ابن زبیر سے مروی ہے کہ بے شک یہ آیت حضرت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے مسلمان ہونے والے غلاموں کو خریدا اور انہیں آزاد کردیا، مثلاً: حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ وغیرہما۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت اور مقام ومرتبہ پر یہ وہ دلائل ہیں جو اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اہل ایمان کے عقیدہ کو مضبوط ومستحکم کررہے ہیں۔



بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غارِ محبوبِ خدا صدیق اکبر کا
رسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ، صدیق اکبر کا
لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لٹ لٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا



حضرت سیدنا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اقوال وارشادات کی روشنی میں

آیات قرآنی کے بعد ہم سطور ذیل میں کتب شیعہ سے اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کی روایات وارشادات اور شیعہ اکابر کے اقوال وآراء پیش کر کے حقیقت حال روز روشن کی طرح نمایاں کر دینا چاہتے ہیں، ہدایت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

①......قال رسول الله (ص) ان ابابكر منى بمنزلة السمع وان عمر منى بمنزلة البصروان عثمان منى بمنزلة الفواد فقال (على) هم السمع والبصر والفؤاد۔ (عیون اخبار الرضاج ۱ص ۲۴۴ طبع نجف)

②...... یہ بات تفسیر حسن عسکری ص ۱۶۵، اور معانی الاخبار ص ۱۱۰ پر میں بھی ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا: بے شک ابوبکر میرے نزدیک کان کا درجہ رکھتا ہے، اور بے شک عمر میرے نزدیک آنکھ کے درجہ پر ہے اور بے شک عثمان میرے دل کے مقام پر ہے، پس حضرت علی نے فرمایا (واقعی) وہ کان، آنکھ اور دل ہیں۔

③......آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فان الله اصطفى محمد ابعلمه وجعله الامين على وحيه والرسول الى خلقه واجتبىٰ له من المسلمين أعواناً أيده بهم فكانوا فى منازلهم عنده على قدر فضائلهم فى الاسلام فكان أفضلهم فى

الاسلام،وأنصحهم (وأنفعهم ح)لله ولرسوله الخليفة من بعده وخليفة الخليفة من بعد خليفته والثالث الخليفة عثمان المظلوم،فكلهم حسرت وعلى كلهم بغيت۔(شرح نہج البلاغہ لابن میثم تحت کتاب نمبر۹)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے علم سے چنا اور اپنی وحی پر انہیں امین بنایا اور اپنی مخلوق کے لئے رسول اور ان کے لئے مسلمانوں میں سے مددگار چنے، ان کے ذریعے آپ کی تائید فرمائی، پس وہ آپ کے نزدیک اسلام میں اپنے فضائل (ودرجات) کے اعتبار سے مختلف مقامات پر فائز ہیں، سوان تمام میں اسلام میں افضل، سب سے زیادہ خیرخواہ (اور سب سے زیادہ نفع دینے والے) اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں، وہ خلیفہ بلافصل ہیں اور پھر وہ خلیفہ جو ان کے بعد ہوئے اور پھر تیسرے خلیفہ عثمان مظلوم، ان تمام خلفاء پر حسد کیا گیا اور سب سے بغاوت کی گئی ہے۔

④......على ابن ابى طالب(ع)قال بينما انا امشى مع النبى(ص)فى بعض طرقات المدنية اذ لقينا شيخ طويل كث اللحية بعيد مابين المنكين فسلم على النبى (ص)ورحب به ثم التفت الىّ فقال السلام عليك يارابع الخلفاء ورحمة الله وبركاته اليس كذلك هويارسول الله فقال له رسول الله(ص)بلى۔(عیون اخبار الرضاج ۲ص۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: اس دوران کہ میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مدینہ کے بعض راستوں میں چل رہا تھا اچانک ہمیں ایک لمبے قد، عمر رسیدہ، گھنی داڑھی اور چوڑے کندھوں والا ایک شخص ملا، اس نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام عرض کیا اور مرحبا کہا، پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے چوتھے خلیفہ! تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت

وبرکات ہوں، یارسول اللہ کیا یہ ایسے ہی نہیں (چوتھے خلیفہ ہیں نا!) آپ نے فرمایا: کیوں نہیں!۔

ثابت ہوگیا کہ حضرت علی پہلے نہیں، چوتھے خلیفہ ہیں۔ پہلی تینوں خلافتیں اپنی ترتیب کے ساتھ درست ہیں اور حضرت ابوبکر خلیفہ اول بلافصل ہیں۔

۵...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انا نری ابابکر احق الناس بهاای الخلافة انه لصاحب الغاروثانی اثنین وانه لنعرف له سنه ولقد امره رسول الله بالصلاة وهوه حی۔

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی ج ا ص ۳۳۲)

ترجمہ: بے شک ہم ابوبکر کو تمام لوگوں سے خلافت کا زیادہ حقدار جانتے ہیں، بے شک وہ غار کے ساتھی اور دو میں سے دوسرے ہیں اور ہم ان کی عمر کے لحاظ سے بزرگی کو بھی پہچانتے ہیں۔ اور البتہ تحقیق انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔

۶...... آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: بایعت ابابکر کما بایعتموه ...... فبایعت عمر کما بایعتموه ۔ (کتاب الآمالی للطوسی ص ۵۰۷، ج ۲ ص ۱۲۱)

ترجمہ: میں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی، (جس طرح تم نے کی پھر انہوں نے معاملہ حضرت عمر کے سپرد کیا) تو میں نے حضرت عمر کی بیعت بھی اسی طرح کی جیسے تم نے کی۔

۷...... امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں:

قال رجل من قریش لعلی بن ابی طالب امیر المؤمنین علیه السلام

یاامیر المؤمنین سمعت فی خطبة انفاً اللهم اصلح لنا احوالنا بما اصلحت بالخلفاء الراشدین فمن هم قال هم حبیبای وعماك ابوبکر وعمر اماما الهدیٰ وشیخا الاسلام ورجلا قریش والمقتدا بهما بعد رسول الله فمن اقتدیٰ بهما عصم ومن اتبع اثارهما هدی ای صراط مستقیم ومن تمسك بهما فهو من حزب الله وحزب الله هم المفلحون۔ (تلخیص الشافی ج۲ص ۴۲۸، دوسرانسخہ ج۳ص ۳۱۸قم)

ترجمہ: ایک قریشی آدمی نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا:

اے امیر المؤمنین میں نے سنا کہ آپ خطبہ میں فرمارہے تھے "اے اللہ! ہمارے احوال کی اصلاح فرما جیسے تو نے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی! ۔تو وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں میرے محبوب اور تیرے چچے ابوبکر وعمر ہیں، جو ہدایت کے امام، اسلام کے شیخ، قریش کے جلیل القدر مرد اور رسول اللہ کے بعد ان کی اقتداء کی جاتی ہے، پس جس نے ان کی پیروی کی وہ محفوظ ہوگیا اور جس نے ان کے نقوش کی اتباع کی اس کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی دی گئی اور جس نے ان کے دامن کو تھام لیا وہ اللہ کے گروہ میں شامل ہوگیا اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہے۔

⑧...... حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے وقت ایک شرط یہ بھی قائم فرمائی،

بشرط آنکه او عمل کند درمیان مردم بکتاب خداوسنت رسولخدا صلی الله علیه واله وسیرت خلفائے شایسته (منتہی الآمال ج ۱ص ۲۲۹ کتاب فروشی اسلامیہ)

ترجمہ: کہ آپ کتاب وسنت اور خلفائے (راشدین رضی اللہ عنہم) کی پاکیزہ سیرت

کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں گے۔

⑨......وعن عروة بن عبد الله قال سألت اباجعفر محمد بن علی علیهما السلام عن حلية السيوف فقال: لاباس به قد حلی ابوبكر الصديق رضی الله عنه سيفهٗ قلت فتقول الصديق؟ فوثب وثبة واستقبل القبلة وقال: نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل له الصديق فلا صدق الله له قولا فی الدنيا ولا فی الآخرة۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۴۷ تبریز)

ترجمہ: عروہ بن عبداللہ کا بیان ہے: میں نے ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر) سے پوچھا کہ تلواروں کو زیور چڑھانا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو سونے کا دستہ چڑھایا تھا، میں نے کہا: آپ ان کو صدیق کہتے ہیں؟ آپ نے جلال میں آکر ایک جھٹکا لیا اور قبلہ رخ ہو گئے اور فرمایا: ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو انہیں صدیق نہ کہے، اللہ دنیا و آخرت میں اس کی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔

⑩......امام باقر فرماتے ہیں: لست بمنكر فضل أبی بكر۔ (الاحتجاج ج ۲ ص ۲۴۷)

ترجمہ: میں ابوبکر کی فضیلت کا انکار نہیں کرتا۔

⑪......ایک شخص نے حضرت امام جعفر سے سوال کیا کہ آپ ابوبکر اور عمر کے بارے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

اماما ن عادلان قاسطان قاما علی الحق وماتا علی الحق وعليهما رحمة الله يوم القيامة۔ (احقاق الحق ج ۱ ص ۱۶، از نور اللہ شوستری)

ترجمہ: وہ دونوں عدل والے اور انصاف کرنے والے امام تھے، دونوں حق پر

تھے، حق پر ان کا وصال ہوا اور ان پر قیامت کے دن (تک) اللہ کی رحمت ہو۔

⑫ ...... فقال "ع" لست بمنكر فضل عمر ولكن ابابكر افضل من عمر۔

(الاحتجاج ج ۲ ص ۴۴۸)

ترجمہ: پھر فرمایا: میں عمر کی فضیلت کا انکاری نہیں ہوں لیکن ابو بکر، عمر سے افضل ہیں

⑬ ...... حضرت امام زید بن علی سے کوفہ کے روساء اور اشراف (جو آپ کی بیعت کر چکے تھے) نے پوچھا: اللہ آپ پر رحم کرے:

ماذا تقول فی حق ابی بکر و عمر قال: ماأقول فیهما الا خیرا كما اسمع فیهما اهل بیتی الا خیرا۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۵۹۰، احوال امام زید)

ترجمہ: آپ ابو بکر و عمر کے متعلق کیا کہتے ہیں: فرمایا: میں ان دونوں کے متعلق اچھی بات ہی کہوں گا، جس طرح میں نے اپنے اہل بیت سے ان کے متعلق اچھی بات ہی سنی ہے۔

⑭ ...... حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و عمر (کتاب الشافی ج ۲ ص ۲۲۸)

ترجمہ: بے شک اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر اور (پھر) عمر ہیں۔

⑮ ...... پھر ایک سوال ہوا کہ کیا انہوں نے آپ پر کوئی ظلم تو نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا:

ماظلمانا ولا احد غیرنا وعملا بکتاب الله وسنة رسوله۔

(ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۵۹۰، احوال امام زید)

انہوں نے نہ ہم پر ظلم کیا اور نہ ہی ہمارے علاوہ کسی اور پر اور انہوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت پر عمل کیا ہے۔

۱۶...... حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

ما اوصیٰ رسول الله فاوصی ولکن قال ان اراد الله خیرا فیجمعهم علی خیرهم بعد نبیهم ۔ (تلخیص الشافی ج ۲ ص ۳۷۲ للطوسی)

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی کے خلیفہ ہونے کی وصیت نہیں کی کہ میں بھی کروں لیکن آپ نے یہ فرمایا: اگر اللہ بہتری کا ارادہ فرمائے گا تو ان کو امت میں سب سے بہتر شخص پر جمع کر دے گا۔

۱۷...... جب ابن ملعجم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر وار کر کے آپ کو زخمی کر دیا تو آپ سے خلیفہ مقرر کرنے کا مطالبہ ہوا اس پر حضرت علی نے فرمایا:

نہیں، بے شک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض کے وقت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کے تقرر کا مطالبہ کیا، تو آپ نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ پس تم بنواسرائیل کے حضرت ہارون سے اختلاف کرنے کی طرح مختلف نہ ہو جاؤ

ولکن ان یعلم الله فی قلوبکم خیرا اختار کم ۔ (ایضاً)

اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے دلوں کی بہتری کی وجہ سے تمہیں بہتر کام کے لئے چن لے گا

۱۸...... عن امیر المؤمنین لما قیل له الا توصی فقال ما اوصی رسول الله فاوصی ولکن اذا اراد الله بالناس خیرا استجمعهم علی خیر کما جمعهم علی خیر بعد نبیهم ۔ (الشافی ص ۱۷۱)

ترجمہ: جب حضرت علی سے عرض کیا گیا کہ آپ وصی مقرر نہیں کریں گے؟ تو آپ نے فرمایا رسول اللہ نے کوئی وصی نہیں بنایا کہ میں بناؤں اور لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان کو بہتر شخص پر جمع کر دے گا، جس

طرح اس نے اپنے نبی کے بعد ان کو بہتر شخص پر جمع کیا تھا۔

⑲......آپ نے مزید فرمایا:

واما عتیق وابن الخطاب فان کانا أخذا ما جعله رسول الله لی......الخ

ترجمہ: اور بہرحال عتیق (حضرت ابوبکر) اور ابن خطاب (حضرت عمر) نے (اگر) اس چیز کو لے لیا جو رسول اللہ نے میرے لیے مقرر فرمائی، اور آپ اس کو بہتر جانتے ہو، اور جان لو، کہ مجھے اس کام (خلافت) سے کوئی دلچسپی نہیں

وترکته مذحین، میں تو اسے ایک مدت سے چھوڑ بیٹھا ہوں۔

پس بہرحال اگر وہ میرا حق نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا ہے تو جس نے آغاز کیا اس نے اس کا حصہ پالیا اور اگر یہ میرا حق ہے، دیگر مسلمانوں کا حق نہیں تو میں راضی خوشی ان (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کو دے چکا ہوں اور اپنا ہاتھ اس (فرضت) سے کھینچ لیا ہے۔ (ناسخ التواریخ ج۲ ص۵۱۹)

یعنی مجھ سے پہلے خلیفہ برحق ہیں۔

⑳......حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک موقع پر حق کو یوں بے نقاب کرتے ہیں:

الذلیل عندی عزیز حتی أخذ الحق له والقوی عندی ضعیف حتی اخذ الحق منه رضینا عن الله قضاءہٗ وسلمنا لله امرہ أترانی اکذب علی رسول الله؟ صلی الله علیه وآله والله لانا اول من صدقه فلا اکون اول من کذب علیه فنظرت فی امری فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی عنقی لغیری۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۳۷، شیخ غلام علی اینڈ سنز)

ترجمہ: ذلیل (کمزور) میرے نزدیک عزیز (محترم) ہے یہاں تک کہ اس کا

حق واپس لے لوں اور قوی میرے نزدیک ناتواں ہے تاوقتیکہ حق اس سے چھین لوں، میں قضاء قدر الٰہی سے خوش ہوں اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جھوٹ بولوں گا؟ حالانکہ خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تھی، پس میں آپ کی تکذیب کرنے والا پہلا شخص نہیں بن سکتا۔ میں نے اپنے معاملہ کو دیکھا تو میں نے جان لیا کہ مجھ پر حکم رسول سے دوسرے کی اطاعت کرنا اپنی بیعت لینے سے پہلے ثابت ہو چکی ہے اور میری گردن میں دوسروں کی اطاعت کا میثاق (پختہ وعدہ) پڑا ہوا ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں اس خطبہ کا نمبر ۳۳ ہے، ملاحظہ ہو! شرح از محمد عبدہ ہے۔

ثابت ہوا کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک خلافت صدیقی برحق ہے۔

(۲۱)...... اس کی توضیح میں ابن میثم نے لکھا ہے:

انہ کان معھوداً الیہ ان لاینازع فی امر الخلافۃ (شرح نہج البلاغہ ج۲ ص۹۷)

ترجمہ: آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ خلافت کے مسئلہ میں اختلاف نہیں کریں گے۔ (بلکہ انہیں تسلیم کریں گے)

(۲۲)...... اس خطبہ کے جملے ''فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی'' اور ''واذا المیثاق فی عنقی لغیری'' کی مزید وضاحت کے لئے ابن میثم کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو تا کہ غلط تاویلیں کرنے والوں کا دھوکہ باطل ثابت ہو جائے، لکھا ہے:

فقولہ فنظرت فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی ای طاعتی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما امرنی بہ من ترک القتال قد سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل الی الامتناع منھا وقولہ واذا المیثاق فی عنقی لغیری ای میثاق

رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم وعهده الی بعدم المشاقة وقیل المیثاق مالزمه من بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکنی المخالفة بعده۔ (شرح نہج البلاغہ ج۲ ص ۹۷ لابن میثم مطبوعہ ایران)

ترجمہ: (حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ پس میں نے غور وفکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے بیعت لینے سے اطاعت کرنا سبقت لے گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو ترک قتال کا مجھے حکم فرمایا تھا، وہ اس بات پر سبقت لے گیا ہے کہ میں قوم سے بیعت لوں۔ واذا المیثاق فی عنقی لغیری سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے وعدہ لینا ہے، اور مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ کہ جب لوگ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کرلیں، تو میں بھی بیعت کرلوں۔ پس جب قوم کا عہد مجھ پر لازم ہوا یعنی ابوبکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے ناممکن تھا کہ میں اس کی مخالفت کرتا۔

۳۳...... یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک خط بھی نقل کر دینا مفید ترین بات ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی مابا یعوهم علیه، فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب أن یرد وانما الشوریٰ للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان (لله) رضا فان خرج عن امرهم خارج بطعن اوبدعت ردوه الی ماخرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المؤمنین وولاه الله ماتولی (نہج البلاغہ، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۶)

ترجمہ: مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان سے

بیعت کی اور اسی بات پہ بیعت کی جس پر ان کی بیعت کی تھی، لہٰذا نہ تو حاضر کو اختیار کا حق باقی رہ گیا اور نہ ہی غائب کو روگردانی کا، شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لیے ہے اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی بھی رضا مندی ہے، اگر امت کے اس اتفاق سے کوئی شخص اعتراض یا بدعت کے ساتھ خروج کرتا ہے تو مسلمان اسے حق کی طرف لوٹائیں گے، جس سے وہ خارج ہوا، انکار کرے گا تو اس سے جنگ ہوگی، کیونکہ اس نے مومنوں کی راہ سے کٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے اور خدا اسے اس کی گمراہی کے حوالے کر دے گا۔

ثابت ہوا کہ خلفائے راشدین کی خلافتیں برحق اور اللہ کی رضا مندی سے قائم ہوئی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار اللہ اور مہاجرین و انصار کا انکار ہے، جسے امت امام مقرر کر دے وہی امام ہوتا ہے۔

۴۳...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا، جس میں آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے فضائل کو یوں بیان فرمایا:

وکانوا فی منازلھم عند اللہ علی قدر فضائلھم فی الاسلام فکان افضلھم کما زعمت فی الاسلام وانصحھم للہ ورسولہ الخلیفۃ الصدیق والخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق ولعمری ذکرت امرا ومالنت والصدیق فالصدیق من صدق بحقنا وابطل باطل عدونا ومالنت والفاروق فالفاروق من فرق بیننا وبین اعدائنا۔ (ناسخ التواریخ ج۳ ص۱۴۶)

ترجمہ: ان (خلفاء کرام یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) کے اللہ کی بارگاہ میں وہی درجات ہیں جو اسلام میں ان کے فضائل ہیں، پس ان سب سے

افضل، اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ، خلیفہ صدیق ہیں اور (ان کے بعد افضل) ان کے خلیفہ فاروق ہیں اور مجھے اپنی جان کی قسم! آپ نے ایک بات کا ذکر کیا ہے۔ صدیق تو وہ ہے جس نے ہمارے حق کی تصدیق اور ہمارے دشمن کی غلط باتوں کا رد کیا اور فاروق تو وہ ہیں جنہوں نے ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان فرق کیا۔

۲۵......نیز یہی مضمون ناسخ التواریخ ج ۳ ص ۱۴۷ اور حوالات امیر المؤمنین پر بھی موجود ہے۔

۲۶......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو اس قدر جلدی جلدی در دولت سے تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھا، صرف پیرہن میں ملبوس تھے، اسی صورت میں حضرت ابوبکر کے ہاں پہنچے اور بیعت کی، بیعت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بھیجے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں۔ (تاریخ روضۃ الصفاء ج ۱ ص ۴۳۲)

۲۷......کتاب الشافی میں امام زین العابدین کی روایت ہے:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو (حضرت) ابوسفیان، حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھر دوں گا، اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا: ویحک یا اباسفیان هذه من دواهیك قد اجتمع الناس علی ابی بکر مازلت تبتغی الاسلام عوجا فی الجاهلیة والاسلام والله ماضر الاسلام ذلك شیئا مازلت صاحب الفتنة۔ (الشافی ج ۲ ص ۴۲۸)

ابوسفیان! تیرے لیے سخت افسوس ہے، یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گر ہی رہیگا۔

یہاں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف غلط جملے لکھنے کے باوجود کم از کم اتنا تو مان لیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کو حضرت علی نے ڈنکے کی چوٹ پر تسلیم کیا ہے۔

(۲۸)...... (قال علی) ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصایب بهما لجرح شدید فی الاسلام یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا۔

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم ج ۴ ص ۳۶۲ زیر مکتوب نمبر ۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کی قسم! ان دونوں (ابوبکر و عمر) کا اسلام میں عظیم مقام ہے اور بلاشبہ ان پر اعتراضات کرنا، اسلام پر بڑی جرح کرنا ہے، اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے اور انہیں ان کے اعمال کی اچھی جزا دے۔

(۲۹)...... شیعہ مفسر قمی نے سورۃ الروم کی آیت "فات ذاالقربی حقه" کے تحت لکھا ہے: ثم قام وتهیاء للصلوٰة وحضرا المسجد و صلی خلف ابی بکر (تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۵۹)

پھر علی اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد میں چلے گئے اور ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔

(۳۰)...... یہی بات الاحتجاج للطبرسی جلد اول صفحہ ۱۲۶ پر بھی موجود ہے۔

(۳۱)...... مزید لکھا ہے: پھر علی شیر خدا اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ (ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۴۵)

(۳۲)...... مزید لکھا ہے: حضرت علی کا حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھنا مسلمات میں سے

ہے، اس کا انکار نا ممکن ہے۔ (تلخیص الشافی ص ۳۵۴)

۳۲......مزید یہ بھی دیکھیں! حضر المسجد وصلی خلف ابی بکر۔ حضرت علی مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔ (مرآۃ العقول شرح الاصول ص ۳۸۸ بحث فی الاشارۃ الی بعض المناقب فاطمۃ وقصۃ فدك، ایران)

۳۳......و کان علی علیہ السلام یصلی فی المسجد الصلوات الخمس۔

(کتاب سلیم بن قیس ص ۲۲۴)

ترجمہ: حضرت علی پانچوں نمازیں مسجد میں ہی ادا کرتے۔

تنبیہ: نوٹ: بعض مقامات پر علیحدہ اور تنہا نماز پڑھنے کا جو ڈھونگ رچایا گیا ہے وہ محض دھرم بچانے کے لیے ہے، کیونکہ باقی عبارتیں اس چیز کا رد کر رہی ہیں۔

۳۵......حضرت علیؓ سیدنا ابوبکر کے پاس آئے:

ثم تناول ید ابی بکر فبایعہٗ۔ (الاحتجاج ج ۱ ص ۸۴)

ترجمہ: پھر حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور ان کی بیعت کر لی۔

۳۶......ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ جب فتنے رونما ہوئے تو کچھ دیر بعد حضرت علی خود چل کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور بیعت کی، آپ خود فرماتے ہیں:

فبایعتہٗ۔ (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۴ ص ۹۴، ۹۵، ۹۶)

ترجمہ: میں نے ان کی بیعت کر لی۔

۳۷، ۳۸......یہ مضمون ناسخ التواریخ ج ۳ ص ۵۳۲، اور منار الھدیٰ ص ۳۷۳، از علی بحرانی پر بھی موجود ہے۔

۳۹......جنگ صفین کے دوران جب حضرت محمد بن حنفیہ کے مقابلہ میں عبید اللہ بن عمر لڑ

رہے تھے تو محمد بن حنفیہ کی زبان سے حالت جوش میں حضرت عمر کی شان میں کوئی سخت جملہ نکل گیا تو حضرت علی نے فوراً روکا اور فرمایا:

لاتذکر اباہ ولا تقل فیہ الا خیراً رحمہ اللہ۔ (ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۶۴۴ بیروت)

ترجمہ: اس کے باپ کی بات نہ کر اور اس کے متعلق سوائے بھلائی کے کوئی جملہ نہ بولو۔

(۲۵)...... کثیر النورۃ نے امام باقر سے پوچھا:

جعلت فداك ارأیت ابابکر وعمر هل ظلما کم من حقکم شیئا اوقال ذهبا بحقکم فقال لا والذی انزل القرآن علی عبده لیکون للعالمین نذیرا وما ظلمانا من حقنا مثقال حبة من خردل قلت جعلت فداك افاتولاهما قال نعم ویحك تولهما فی الدنیا والآخرة وما اصابك ففی عنقی ثم قال فعل الله بالمغیرة وبالبنان انهما کذبا علینا اهل البیت۔

(ابن ابی الحدیث ج ۴ ص ۱۳۳ بیروت، ج ۴ ص ۱۱۳)

ترجمہ: میں آپ پر فدا! مجھے بتلایئے کیا ابوبکر وعمر نے آپ کا کوئی حق مارا یا کہا: آپ کا حق چھینا، فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو انہوں نے ہمارے حق میں کوئی معمولی چیز کی بھی کمی نہیں کی، میں نے کہا: میں آپ پر فدا، کیا میں ان دونوں سے محبت رکھوں؟ فرمایا: ہاں! دنیا و آخرت میں ان سے محبت رکھ اور اگر تجھے کوئی نقصان پہنچا تو میں ذمہ دار ہوں، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ مغیرہ اور بنان نامی شخصوں (شیعوں) کا برا کرے انہوں نے ہم اہلبیت پر جھوٹی باتیں باندھ دی ہیں۔

(۲۶)......عن الجعفر الصادق علیه السلام انه کان یتولاهما ویاتی القبر فیسلم

علیھما مع تسلیمہ علی رسول اللہ ﷺ (کتاب الشافی مع التلخیص ص ۲۳۸، از مرتضیٰ حسینی)

ترجمہ: یعنی حضرت امام جعفر صادق حضرت ابوبکر و حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتے تھے اور قبر نبوی پر حاضری دیتے تو آپ ﷺ کو سلام عرض کرنے کے ساتھ ان دونوں کو بھی سلام پیش کرتے۔

۴۲ ...... یہ بات شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۴ ص ۱۴۰ ابحث فدک، الفصل الثالث پر بھی موجود ہے۔

۴۳ ...... قال علی والزبیر ما غضبنا الا فی المشورۃ وانا لنراہ احق الناس بھا لانہ صاحب الغار وانا لنعرف سنہ وامرہ رسول اللہ بالصلٰوۃ وھو حی وکان افضلھم۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۵۰ لابن ابی الحدید، بحث بقیۃ السقیفۃ)

ترجمہ: حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہماری ناراضگی تو صرف مشورہ کے بارے میں ہے، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ وہ یار غار ہیں اور ہم ان کی بزرگی کو بھی پہنچانتے ہیں اور آپ ﷺ نے انہیں اپنی زندگی میں نماز پڑھانے کا حکم فرمایا، اور حضرت ابوبکر سب سے افضل ہیں۔

۴۴ ...... امام باقر سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ کو جب بذریعہ خط اطلاع ہوئی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدینہ لوٹ آئے، وہاں آکر دیکھا کہ سب لوگ حضرت ابوبکر کے پاس جمع ہیں تو انہوں نے حضرت علی کے پاس جا کر پوچھا: فھل بایعتہٗ قال نعم۔ (الاحتجاج ج ۱ ص ۱۱۵)

ترجمہ: کیا آپ نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے فرمایا: ہاں۔

۴۵......ان علیا علیه السلام سلم لهما الامر وبایعهما طائعا غیر مکرها وترك حقه لهما فنحن رضوان لایحل لنا الا ذلك فان ولایة ابی بکر صارت رشدا وهدًی بتسلیم علی ورضاه۔ (فرق الشیعہ ص۴۲)

ترجمہ: بے شک حضرت علی نے ان دونوں (ابوبکر وعمر) کے لیے خلافت کو راضی خوشی بغیر کسی مجبوری کے تسلیم کرلیا اور انہیں حق دے دیا، پس ہمارے لیئے یہی حلال تھا، حضرت علی کے برضا ورغبت تسلیم کر لینے سے حضرت ابوبکر کی ولایت وخلافت رشد وہدایت ہوگئی۔

۴۶......نماز ظہر کے بعد لوگوں نے سرعام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے ببانگ دہل شان صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) بیان کی اور خلافت کا حقدار انہیں قرار دیا۔

ثم قام الی ابی بکر فبایعهٗ فاقبل الناس علی علی قالوا اصبت واحسنت۔ (کشف الغمہ ج۲ ص۱۰۱)

ترجمہ: حضرت علی اٹھے اور حضرت ابوبکر کے پاس آئے تو ان کی بیعت کرلی، پس سارے لوگ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے:

آپ نے اچھا کیا آپ نے درست کیا۔

۴۷......مال فدک کے سلسلۂ کلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سے کہا:

ان لكِ مالابیكِ......فرخمت بذلك واخذت العهد علیه به۔

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم ج۵ ص۱۰۷ امقصد ثامن)

ترجمہ: بے شک آپ کے لئے وہی ہے جو آپ کے والد بزرگوار (حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے تھا...... تو آپ اس پر راضی ہو گئیں اور اس پر عہد لے لیا۔

(۴۸)...... نجفی نے بھی یہ سارا مضمون نقل کر کے لکھا ہے:

ویاخذا الغلة فیدفع الیهم منهائم فعلت الخلفاء بعده کذلك۔

(الدرة النجفیة شرح نہج البلاغہ ص۳۳۲)

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر باغ فدک میں سے انہیں غلہ بھیجتے پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی اسی طرح کیا۔

(۴۹)...... نجفی شیعہ نے مزید لکھا ہے:

وقال ابوبکر یاابنة رسول الله صدق علی وصدق ام ایمن وصدق عمروصدق عبدالرحمن ذلك ان مالك مالابیك ۔(ایضاً)

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر نے فرمایا: اے بنتِ رسول! علی، ام ایمن، عمر اور عبدالرحمٰن نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، بلاشبہ آپ کے لیے وہ کچھ ہے جو آپ کے والدگرامی کے لئے تھا۔

(۵۰)...... نقی علی نے لکھا ہے:

ابوبکر غلہ وسود آں راگر فتہ بقدر کفایت باہلبیت علیہم السلام میداد وخلفائے بعد از او ھم براں اسلوب افتاد نمودند۔(فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ ج۲ ص۹۶۰، تہران)

ترجمہ: حضرت ابوبکر غلہ اور منافع بقدر ضرورت اہلبیت کو دیتے اور بعد کے خلفاء بھی اسی راہ پر گامزن رہے۔

(۵۱)...... ابن ابی الحدید نے لکھا ہے:

کان ابوبکر یاخذ غلتها ویدفع الیهم منها مایکفیهم ویقسم الباقی وکنا عمر کذلك ثم کان عثمان کذالك ثم کان علی کذالك۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۵۶، بیروت)

ترجمہ: حضرت ابوبکر سیدہ فاطمہ اور ان کی اولاد کو غلہ پہنچاتے جو ان کی ضروریات کی کفایت کرتا پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی بھی اسی طرح ہی کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ راشد ہیں کہ مولا علی سمیت دیگر خلفاء بھی انہی کے نقش قدم پر گامزن رہتے ہیں۔ اور اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اہلبیت کا حق غصب کیا تھا تو حضرت علی بھی اسی راہ پر چلتے رہے ہیں، پھر آپ کے بارے کیا خیال ہے!

(۵۲)...... مزید ملاحظہ ہو!

فلما وصل الامر الی علی ابن ابی طالب کلم فی رد فدك فقال انی لاستحیی من الله ان ارد شیئا منع منه ابوبکر وامضاه عمر۔

(ابن ابی الحدید ج ۴ ص ۱۳۰ بحث فدک، فصل ثانی)

ترجمہ: جب بات حضرت علی تک پہنچی تو فدک کو لوٹائے جانے کے بارے میں کلام ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اسے لوٹا دوں جس کو حضرت ابوبکر نے روکا اور حضرت عمر نے اسے قائم رکھا۔

(۵۳)...... یہ بات الشافی ص ۲۱۳،۲۳۱ فی تتبع کلامہ علی الطاعن علی ابی بکر ج ۴ ص ۱۳۰۔

(۵۴)...... حضرت زید بن علی فرماتے ہیں: والله لورجع الامر الی لقضیت فیه بقضاء

ابی بکر۔ (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید ج۴ ص ۱۱۳، فی الاخبار الواردۃ فی فدک، بیروت)

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر (فدک کا) معاملہ مجھے سونپا جاتا تو میں اس کا فیصلہ حضرت ابوبکر کے فیصلے کے مطابق کرتا۔

ملاحظہ فرمائیں! اہل بیت کی طرف سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حقانیت پر یہ کتنی بڑی گواہی ہے۔

(۵۵)...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکالمہ کے درج ذیل جملے بھی قابل ملاحظہ ہیں:

صدقتِ یا بنت رسول الله ولکن رأیت رسول الله یقسمها فما انتم صانعون بها فقالت افعل فیها کما کان ابی علیه السلام یفعل فیها فقال لك الله تعالٰی ان افعل فیها ما کان یفعل ابوك فقالت والله لتفعلن فقال والله لافعلن فقالت اللهم اشهد رضیت بذالك واخذت العهد علیه۔

(السقیفۃ وفدک ص ۱۰۰، مطبوعہ لبنان از ابوبکر جوہری)

(۵۶)...... یہ بات شرح اصول کافی ج۱۱ ص ۴۰۰ (از محمد صالح) اور معالم المدرستین ج۲ ص ۱۳۱، اور مواقف الشیعہ ج۳ ص ۱۰۱ پر بھی موجود ہے۔

ترجمہ: اے بنت رسول اللہ! آپ نے سچ کہا اور لیکن میں نے رسول اللہ کو اسے تقسیم کرتے ہی دیکھا ہے، پس آپ اس کے متعلق کیا کرنا چاہتی ہیں، انہوں نے کہا: اس کے متعلق وہی طریقہ کار رکھیں جو میرے والد کا تھا حضرت ابوبکر نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس میں آپ کے والد ماجد کا ہی طریقہ اپناؤں گا، فرمایا: قسم بخدا! آپ وہی طریقہ قائم رکھیں گے، فرمایا: اللہ کی قسم! میں وہی طریقہ قائم رکھوں گا، اس پر انہوں نے

کہا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا، میں اس پر راضی ہوں اور اس پر عہد لیتی ہوں۔

چنانچہ حضرت ابو بکر اور باقی خلفاء بھی ان کو مسلسل حصہ بھیجتے رہے اور وہ وصول فرماتی رہیں۔

اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت اور صداقت وحقانیت روز روشن کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی بھی دوپہر کے اجالے کی طرح نکھر کے سامنے آجاتی ہے۔ والحمد للّٰہ علی ذٰلک۔

(۵۸)...... ایک عبارت ملاحظہ ہو!

واما امر الصلاة فقد روی أن ابابکر هو الذی صلی علی فاطمة علیها السلام و کبر علیها أربعا وهذا احد ما استدل به کثیر من الفقهآء فی التکبیر علی المیت۔ (شرح شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ج۱۶ ص۲۷۱، الفصل الثالث فی أن فدك هل صلح کونها نحلة رسول الله صلی الله علیه وسلم لفاطمة علیها السلام۔ حکاه المرتضیٰ عن قاضی القضاة فی "المغنی"...... الخ مطبوعہ بیروت بلبنان، دوسرا نسخہ ج۴ ص۱۰۰، مطبوعہ بیروت،)

ترجمہ: اور بہر حال نماز کا واقعہ یہ ہے کہ روایت کیا گیا ہے: بے شک حضرت ابو بکر ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاطمہ کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں اور یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جس سے بہت سارے فقہاء نے میت پر تکبیر کہنے کا استدلال کیا ہے۔

(۵۹)...... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم نبوی سے مصلائے امامت پر کھڑے ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

فلما اشتد به المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس وقد اختلف فی صلوته بهم فالشیعة تزعم انه لم یصل بهم الاصلٰوة واحدة التی خرج رسول الله صلی الله علیه واله فیها وقام ...... والصحیح عندی وهو الاکثر والاشهر انها لم تکن اخر الصلوٰة فی حیاته وان ابابکر صلی بالناس بعد ذلك یومین ثم مات ۔ (الدرۃ النجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۳۵)

ترجمہ: پھر جب آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے حضرت ابوبکر کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور اس میں اختلاف کیا گیا کہ انہوں نے صحابہ کو کتنی نماز پڑھائیں، شیعوں کا گمان ہے کہ انہوں نے صرف ایک ہی نماز پڑھائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ باہر تشریف لائے ...... اور صحیح یہ ہے اور یہی اکثر و بیشتر حضرات کا موقف ہے کہ وہ آخری نماز نہ تھی بلاشبہ حضرت ابوبکر نے اس کے بعد مزید دو دن نمازیں پڑھائیں پھر آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

یعنی کم از کم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے حکم سے آپ کی ظاہری زندگی میں تیرہ یا چودہ نمازیں پڑھانے کا شرف حاصل کیا ہے، اور یہ مقام و مرتبہ صرف اور صرف آپ ہی کو نصیب ہوا۔

(۵۹)...... حضرت امام حسن کی روایات سے واضح ہے کہ جنازہ نبوی کی ابتداء کرنے والے بھی حضرت ابوبکر ہیں۔ ملاحظہ ہو! حیاۃ القلوب ج ۲ ص ۲۹۷ مطبوعہ تہران۔

(۶۰)...... ابن ابی الحدید نے لکھا ہے:

فهو ایضًا یعلم أن ابابکر سیلی الخلافة ۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۶۱)

ترجمہ: آپ ﷺ جانتے تھے کہ بے شک میرے بعد ابوبکر کی خلافت ہوگی۔

۶۱......سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ کی والدہ کا نام "خولہ بنت جعفر" ہے ان کے متعلق لکھا ہے: وان ابابکر دفعها الی علی علیه السلام من سهمه من المقتنم۔ (ایضاً ج ا ص ۲۴۴)

ترجمہ: وہ خاتون حضرت ابوبکر نے مال غنیمت کے طور پر حضرت علی کو عطا فرمائی تھی

۶۲......ابن ابی الحدید نے مزید لکھا ہے:

فاستخلف الناس ابابکر، ثم استخلف ابوبکر عمر فاحسنا السیر ثم عدلا فی الامة۔ (شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۲۳ تحت کلام نمبر ۵۴)

ترجمہ: پھر لوگوں نے ابوبکر کو اور ابوبکر نے عمر کو خلیفہ مقرر کیا ان دونوں کا طریقہ بہت عمدہ رہا اور انہوں نے امت میں عدل وانصاف قائم کیا۔

۶۳......سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ دوٹوک فرماتے ہیں:

یهلك فی رجلان محب غال ومبغض قال۔ (ایضاً ج ۴ ص ۱۰۵)

ترجمہ: میرے ساتھ حد سے زیادہ محبت کرنے والا اور بغض کر کے جدا ہو جانے والا دونوں ہلاک ہوں گے۔

"حد سے زیادہ محبت کرنے والا" سے مراد آپ کو خلیفہ اول کے کہنے والا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ وہی ہے جو قرآن وسنت، صحابہ واہلبیت کے فیصلے اور آپ کی اپنی تعلیمات وتصریحات کے مطابق ہے۔ اس کے خلاف کرنا حد سے بڑھانا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے افضل واعلیٰ مقام ومنصب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور پھر سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان غنی اور چوتھے مقام پر سیدنا علی المرتضٰی (رضی اللہ عنہم) فائز ہیں۔ اور یہی عقیدہ اہلسنت

وجماعت کا ہے اور ایسے عقیدے کے حامل ہی نجات یافتہ ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

۶۴......شیعہ مفسر ملا فتح اللہ کاشانی نے ہجرت کے موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے گھرانے کی بے مثال خدمات اور قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

شب جمعرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین (علی) علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلایا، اور خود حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی رفاقت میں ان کے گھر سے "غار ثور" کی طرف روانہ ہوئے، اور رات وہی آرام فرمایا...... مجاہد نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رات دن وہاں غار میں قیام پذیر رہے۔ عروہ سے روایت ہے کہ ابوبکر کی چند بھیڑ بکریاں تھیں، نماز مغرب کے بعد ابوبکر کے غلام "عامر بن فہیرہ" ان بکریوں کو غار کے دھانے پر لے آتے اور یہ دونوں حضرات ان کا دودھ نوش فرماتے، قتادہ کہتے ہیں کہ ابوبکر کے بیٹے جناب عبدالرحمٰن خفیہ طور پر صبح و شام انہیں کھانا پہنچاتے رہے۔

(تفسیر منہج الصادقین ج ۴ ص ۲۷۰)

۶۵......خلافت صدیقی میں علی المرتضیٰ کے مشورہ سے فیصلہ ہونا:

امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے مروی ہے:

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے عہد خلافت میں ایک شخص نے شراب پی لی، تو اس کو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے پوچھا تو نے شراب پی ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں آپ نے پوچھا کیوں پی ہے، جبکہ وہ حرام ہے؟ تو اس شخص نے عرض کیا! میں ابھی نیا ہی مسلمان ہوا ہوں، اور صحیح قلب سے مسلمان ہوا ہوں، لیکن میرا گھر ان لوگوں کے گھروں کے درمیان ہے جو شراب پیتے ہیں، اور اس کو حلال جانتے ہیں، اگر مجھے علم ہوتا کہ شراب حرام ہے تو کبھی نہ پیتا۔

فالتفت ابوبکر الی عمر فقال ماتقول فی امر هذا الرجل فقال عمر معضلة ولیس لها الاابوالحسن قال فقال ابوبکر ادع لنا علیا فقال عمر یؤتی الحکم فی بیته فقام الرجل معهما ومن حضرهما امیر المؤمنین علیه السلام فاخبراه بقصة الرجل قصتهٗ قال فقال ابعثوا معه من یدور بہ علی مجالس المهاجرین والانصار من کان تلاعلیه أیة التحریم فلیشهد علیه احد بانه قرأ علیه أیة التحریم فخلی عنه وقال له ان شربت بعد ها اقمنا علیك الحد۔

(فروع کافی ج۷ص۲۱۶،۲۱۷،ایران)

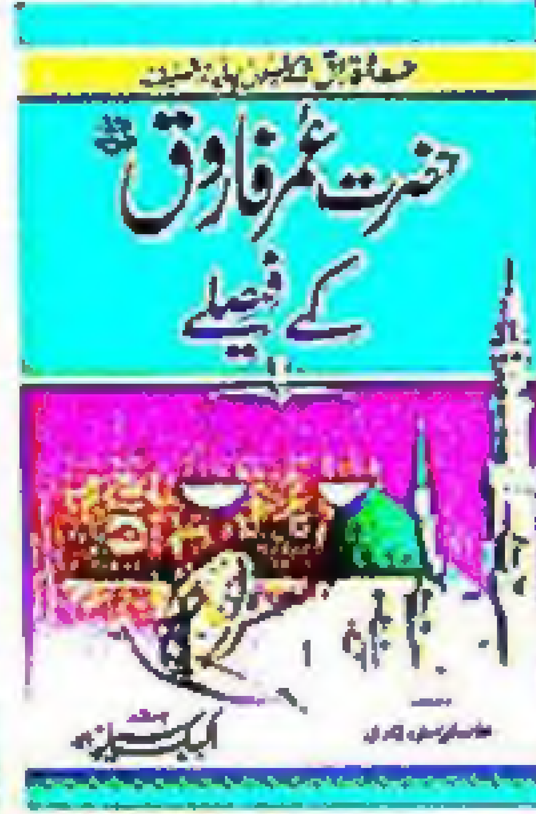
ترجمہ: پس حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھا اور کہا اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے اس کو ابوالحسن (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ہی حل کریں گے، حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ حضرت علی (المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کو بلواؤ، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہمیں ان کے گھر چلنا چاہیئے، چنانچہ دونوں اُٹھے اور وہ آدمی بھی ان کے ساتھ تھا اور جو حاضرین تھے وہ بھی حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے گھر آئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اس کا قصہ بیان کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اس کے ساتھ دو چار آدمی بھیجو جو مہاجرین اور انصار کے اجتماع میں اس کے متعلق پوچھیں کہ کیا تم میں سے کسی نے اس آدمی کو شراب کی حرمت والی آیت سنائی ہے تا کہ اس کی بھی شہادت ہو جائے۔ ایسا ہی کیا گیا، ان میں سے کوئی بھی گواہ نہ ملا، تو حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اسے چھوڑ دیا جائے اور اس کو فرمایا: اگر اس کے بعد تم نے شراب نوشی کی تو ہم تم پر حد لگائیں گے۔

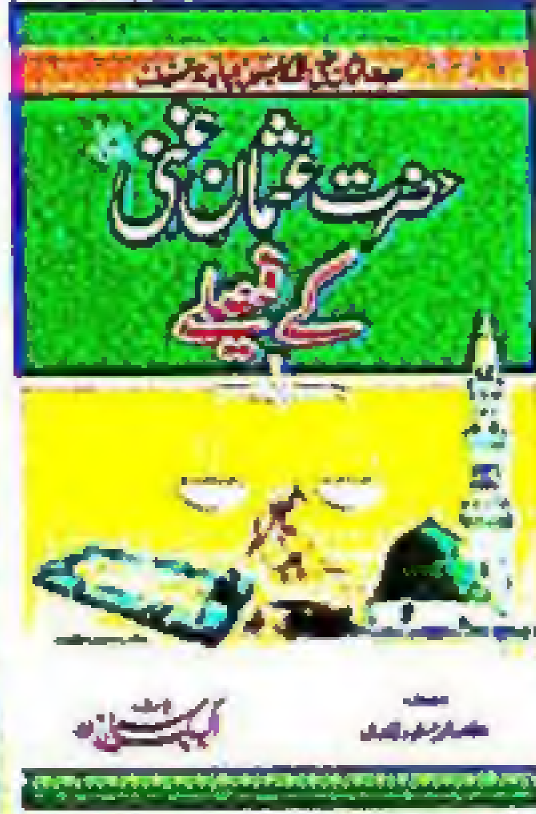


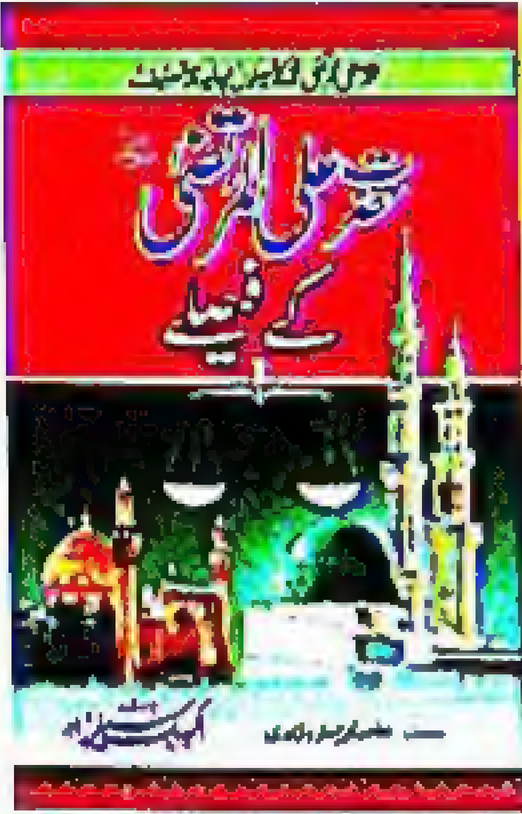
ہماری چند دیگر مطبوعات









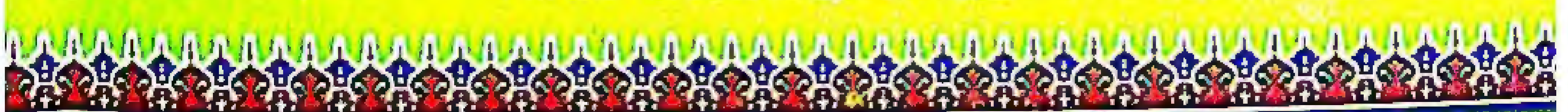








ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022



ہماری چند دیگر مطبوعات



